بمنظوری عالیجناب نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی

رجسٹری شدہ نمبر ۹

دکن لا رپورٹ

سرکار عالی نشان ۲۹

جلد (۳۹) بابتہ سنہ ۱۳۵۸ ف

Munsiff Magistrate,
Kodangal,

حصۂ دوم

(ب)

فوجداری

باہتمام

ونایک راؤ (ودیا النکار) ال-ال-بی (لندن) بار اٹ لا

مطبوعہ دکن لا رپورٹ مشین پریس جامباغ حیدر آباد دکن

دکن لا رپورٹ

فہرست سالانہ حصۂ فوجداری بلحاظ حروف تہجی جلد سی ونہم بابتہ ۱۳۵۸ف

اسماء فریقین	صفحہ
(الف)	
آرموگم وغیرہ بنام سرکار عالی	۱۷۱
اسٹیٹ سالار جنگ 〃 پوڑوا نیکیا	۸۹
انتیا وغیرہ 〃 مہیش گیرجی وغیرہ	۵۳
اہٹیا وغیرہ 〃 سرکار عالی	۱۸۴
ایکیے چند 〃 سرکار عالی	۱۴۹
(ب)	
باجی راؤ بنام سرکار عالی	۲۰۹
(حکیم میر) ببر علی خاں 〃 سید ولی اللہ حسینی	۱۴۷
بسما 〃 باکوڑی بھیمپا وغیرہ	۶۰
(ج)	
(پوسکور) جگنا تھ راؤ بنام کدرے ملیا	۳۰۶
جیون راؤ 〃 سرکار عالی	۴۵
(چ)	
چنا بسوا بنام کنڈپا وغیرہ	۱۶۹
(اینا گاری) چندریا وغیرہ بنام سرکار عالی	۹۲
(خ)	
خواجہ پٹیل بنام غوث الدین پٹیل	۳۳
(ر)	
راما سوامی بنام سرکار عالی	۵۰
راما سوامی 〃 سرکار عالی	۷۳
ریونپا وغیرہ 〃 سرکار عالی	۱۳۱
(س)	
سبا راؤ وغیرہ بنام سرکار عالی	۴۶
(رائے پوربی) سدھو 〃 کدینی راجیا وغیرہ	۱۶۳
سرکار آبکاری 〃 پاپا لعل	۷
سرکار آبکاری 〃 منو	۱۲
سرکار آبکاری 〃 منو	۱۵۵
سرکار عالی 〃 اسم پدلو وغیرہ	۱۵۲

سرکارعالی	بنام تکارام		۱۳۷
سرکارعالی	ر	جے نارائن جسی لعل	۴۲
سرکارعالی	ر	وڈے بوئنہ سائیگا	۵۱
سرکارعالی	ر	رامیا	۵۹
سرکارعالی	ر	ششنکر وغیرہ	۱۷۲
سرکارعالی	ر	گورتنی ترپی نرسلو وغیرہ	۲۰۴
سرکارعالی	ر	ماروتی	۶۶
سرکارعالی	ر	مبارک بن محمد	۸۰
سرکارعالی	ر	نارائن راؤ وغیرہ	۱۴
سرکارعالی	ر	ناصر بن محمد وغیرہ	۱۵۸
سرکارعالی	ر	یمنہ بوئنہ راجہ لو وغیرہ	۷۷
سنگپا وغیرہ	ر	سرکار عالی	۱
سرور بی	ر	سرکار عالی	۶۲
سیتارامیا	ر	جانکی رامیا	۴۸
(کنڈہ) سیتارامیا	ر	سرکار عالی	۸۵
(ش)			
(محمد) شرف الدین	بنام	لیاقت علیخاں	۱۳۶
(گرجالہ پال) ششنکریا	ر	سرکار عالی	۲۰۷
شیخ چاند	ر	سرکار عالی	۲۱۳
(غ)			
غلام نبی	بنام	غوث الدین صاحب وغیرہ	۱۶۷
(ک)			
کیجرولال	بنام	بی۔ اتیچ ماڈلے	۱۵۰
(گ)			
گوئندا	بنام	سرکار عالی	۱۸۶
(ل)			
(سنہ نالہ) لچھیا وغیرہ	بنام	سرکار عالی	۱۹۴
(سنہ نالہ) لچھیا وغیرہ	ر	سرکار عالی	۲۰۴
(سکے) لکشمن	ر	سرکار عالی	۱۶۱
(داد پلی) لنگیا	ر	سرکار عالی	۸۷
لیاقت علی خاں	ر	شرف الدین	۱۵۴
(م)			
ماروتی	بنام	سرکار عالی	۱۶۰
محمد ابراہیم وغیرہ	ر	جالہ وینکٹ رامراؤ وغیرہ	۶۳
ملیشپا	ر	سرکار عالی	۹
(ن)			
نارائن راؤ وغیرہ	بنام	سرکار عالی	۱۰۸
ناگریڈی اپا وغیرہ	ر	سرکار عالی	۹۶
نرسہواں مورتی	ر	سرکار عالی	۱۵۹
نرسیا وغیرہ	ر	سرکار عالی	۱۷۵
نواز یار خاں وغیرہ	ر	سرکار عالی ذریعہ مہیش گیر	۱۰۱
نور پاشاہ	ر	سرکار عالی	۵۶
(و)			
وینکٹ ریڈی	بنام	سرکار عالی	۱۴۵

مضامین	صفحہ
(الف)	
ابتدائی تحقیقات محکومہ دفعہ (۲۰۱) ضابطہ فوجداری عدالت خود کرے گی۔	۳۳
ابتدائی رپورٹ شبہات سے پاک وصاف ہونی چاہیے۔	۱۳۱
ابتدائی و جرحی بیانات گواہ میں اختلاف کا اثر۔	۷۳
اثر چالان تاخیر سے پیش ہونے کا۔	۱۵۸
اثر دو ایک جیسی اشیاء کا ڈاکو کے پاس سے نکلنے کا۔	۱۴
احتمال نقض امن کی شہادت	۶۰
اختیارات دیوانی و فوجداری علحدہ علحدہ ہونا۔	۱۷۲
اختیار تمیزی عدالت۔	۱۵۵
اختیار تمیزی عدالت معقولیت اور عدالتی اصولوں کے تحت ادا کیا جانا۔	۱۵۵
اختیار سماعت عدالت فوجداری۔	۱۶۷
اختیار منتقلی اور عدالت خصوصی مرکزی	۲۰۷
اخراج چالان کے بعد استغاثہ کے پیش کرنے کا حق۔	۱۳۶
استغاثہ پیش کرنے کا حق اخراج چالان کے بعد	۱۳۶

مضامین	صفحہ
استغاثہ تحت دستور العمل ذخیرہ بندی بلا اجازت محکمہ نہیں چل سکتا۔	۴۲
استغاثہ ملازم سرکار کے مقابلہ میں۔	۶۳
اسلحہ ذاتی استعمال کے لئے رکھے گئے ہوں تو اس سے دفعہ (۱۰) قواعد اسلحہ متعلق ہونا	۸۹
استفسار تحت دفعہ (۱۹۶) ضابطہ فوجداری کیا جانا۔	۱۴۹
اشتعال طبع کا اقبال سے ثابت کیا جانا۔	۵۱
اصالتاً معافی حاضری کا حکم۔	۶۳
اظہار جوابدہی کے واقعات کا پہلے موقعہ پر ہونا چاہیے۔	۱۳۷
اعلان نشان (۱۵) بابتہ ۱۳۵۳ف۔	۹
افعال غرض مشترکہ۔	۱۷۵
افعال ناشائستہ وجہ نقض امن ہو سکتے ہیں۔	۱۶۹
اقبال رجوع شدہ و غیر رجوع شدہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔	۱۰۸
اقبال سزادہی کے لئے کافی ہے مگر بیان اقبالی نہیں۔	۱۰۸
اقبال سے اشتعال طبع کا ثابت کیا جانا	۵۱
اقبال کو ذریعہ درخواست پیش کیا جانا۔	۱۰۸

مضمون	صفحہ
اقبال کا جزاً استعمال صحیح نہیں ہے۔	۵۱
اقبال کی تائید بیان ملزم معافی یافتہ سے نہیں ہوتی۔	۱۴
اقبال کی روشنی میں شہادت کو دیکھنا چاہئے	۵۱
اقبال ملزم سے شہادت کی تائید۔	۵۱
اقبال و بیان اقبالی میں فرق۔	۱۰۸
اقدام اعانت دفعہ (۴۸) تعزیرات میں کسی فعل کی ضرورت نہ ہونا۔	۱۰۸
ایک یا چند ملزمین کے تعلق سے پیروکار سرکار کی دستبرداری کا جواز۔	۶۶
(ب)	
برآمدگی مال مسروقہ و قتل عمد۔	۷۷
برآمدگی مال کی بنا پر قتل عمد کی سزا کا عدم جواز۔	۷۷
برضامندی عدالت دستبرداری کا جواز۔	۶۶
بغاوت۔	۱۵
بے احتیاطی و غفلت۔	۱۶۰
بیانات گواہان سابقہ کو شامل نہ کیا جانا۔	۱۷۵
بیان ابتدائی پر سزا تجویز کرنیکا اختیار جرحی بیان مختلف ہونے کے باوجود۔	۷۳
بیان اقبالی و اقبال میں فرق۔	۱۰۸
بیان قبل از مرگ کو قلمبند کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے	۲۱۳
بیان گواہ ذاتی معلومات پر ہونا چاہئے۔	۶۲
بیان معافی یافتہ کی تائید اقبال سے نہیں ہوتی۔	۱۴
(ت)	
تجویز اور تحقیقات میں فرق	۱۹۴
تحقیقات ابتدائی محکومہ دفعہ (۲۰۱) ضابطہ فوجداری عدالت خود کریگی۔	۳۳
تحقیقات اور تجویز میں فرق	۱۹۴
تحقیقات تحت دفعہ (۸۵) ضابطہ فوجداری بمواجہ فریقین ہونی چاہئے۔	۴۸
تحقیقات مکرر کے مانع نہ ہونا رہائی کا حکم	۱۹۴
ترتیب فرد جرم کے قبل صفائی کی شہادت	۱۴۷
ترتیب فرد جرم کے وقت شہادت پر کس قدر غور ہوگا۔	۱۶۰
ترغیب رہائی یا برأت کی وجہ نہیں ہوسکتی	۱۴
تصحیحاً مقدمہ کو راست بلا توسط عدالت العالیہ نہیں بھیجا جاسکتا۔	۵۹
تعبیر قانون کا اصول۔	۱۹۴
تعبیر قانون کے لئے غرض و فحوا کا دیکھنا غیر ضروری ہے۔	۴۷
تعین عمل ناواجبی ہر مقدمہ کے حالات پر منحصر رہنا۔	۸۰

تعزیرات آصفیہ دفعہ (۷) -	۹۷
تعزیرات " " (۳۰) کا منشاء -	۱۰۸
تعزیرات " " (۳۲)	۵۰
تعزیرات " " (۵۵ و ۵۶) -	۲۱۰
تعزیرات " " (۷۸) -	۱۵
تعزیرات " " (۷۸) کے اقدام اعانت میں کسی فعل کی ضرورت نہ ہونا -	۱۰۸
تعزیرات آصفیہ دفعہ (۷۸) کے الزام و اقدام کی ایک ہی سزا ہے -	۱۰۸
تعزیرات آصفیہ دفعہ (۷۸) کے تحت ایک شخص بھی جنگ کرسکتا ہے -	۱۰۸
تعزیرات آصفیہ دفعہ (۷۸) میں لفظ جنگ کے معنی -	۱۰۸
تعزیرات دفعہ (۲۴۱) کی مستثنٰے اچھارم -	۸۰
تعزیرات دفعہ (۲۴۱) کی مستثنٰے اچھارم کے مندرجہ الفاظ "لڑائی" سے کیا مراد ہے -	۸۰
تعزیرات آصفیہ دفعہ (۲۲۳) -	۱۶۰
تعزیرات " " (۳۱۸ و ۱۲۴) کے جرائم ناقابل راضی نامہ ہونا -	۱۵۳
تعزیرات آصفیہ دفعہ (۳۲۷) -	۲۰۴
تعزیرات " " (۳۴۸) -	۱۰۱
تعزیرات " " (۴۱۶) -	۵۶
(ٹ)	
ٹپہ سے مرافعہ داخل ہونا اور مرافعہ کی غیر حاضری	۱۵۹

(ج)	
جدید شہادت لینے کی نسبت عدالت اپیل کا اختیار	۱۸۶
جرائم تحت دفعہ (۳۱۸ و ۱۲۴) تعزیرات ناقابل راضی نامہ ہونا -	۱۵۳
جرحی بیان مختلف ہونے کے باوجود محض بیان ابتدائی پر سزا تجویز کرنیکا اختیار -	۷۳
جرم ثابت ہو تو نزاع دیوانی کا تصور بے معنی ہونا -	۱۷۲
جرم میں داخل ہونا ضرر کسی دوسرے شخص کو پہنچا ہو تو -	۷۳
جعلی نوٹ کے چلانے کی علت کیلئے علم کا وجود ضروری ہے -	۵۶
جنگ کا مفہوم -	۱۵
جنگ کے معنی دفعہ (۷۸) تعزیرات سرکار عالی میں -	۱۰۸
جوابدہی کے واقعات کا پہلے موقعہ پر اظہار ہوجانا چاہیئے -	۱۳۷
(چ)	
چالان تاخیر سے پیش ہونیکا اثر -	۱۵۸
چالان کوتوالی کی جانب سے پیش ہونا تحت دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی -	۴۲
چالان کے اخراج کے بعد استغاثہ پیش کرنے کا حق -	۱۳۶

(ح)

حراست زائد از دو ماہ کا عدم جواز۔ — ۱۷۱

حفاظت خود اختیاری کے عذر سے کب فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ — ۲۱۰

حفظ امن کی کارروائی۔ — ۱۵۴

حکومت محض اسلامی نہیں ہے۔ — ۱۵

(د)

درخواست سپردگی سشن دی جانے کی صورت میں سپردگی کا لزوم۔ — ۸۷

درخواست کے ذریعہ اقبال کو پیش کیا جانا۔ — ۱۰۸

درخواست ملزم کی بناء پر سپردگی سشن — ۱۸۴

دستبرداری پیروکار سرکار کا جواز برضامندی عدالت۔ — ۶۶

دستبرداری چند کے مقابلہ میں جائز ہونا — ۴۵

دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی دفعہ (۱۴) میں الفاظ استغاثہ کے معنی۔ — ۴۲

دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی کے تحت کوتوالی چالان پیش کرسکتی ہے۔ — ۴۲

دو اشخاص کے تعلق کی شہادت۔ — ۱۴

دو ایک جیسی اشیاء کا دو کے پاس سے نکلنا اور اُس کا اثر۔ — ۱۴

دوستی کی وجہ گواہ طرفدار نہیں کہا جاسکتا — ۹۲

دیوانی دعوے کی صورت میں فوجداری کارروائی کب ملتوی ہوسکتی ہے۔ — ۱۶۳

دیوانی عدالت کا فیصلہ مزیل اختیار عدالت فوجداری ہونا۔ — ۱۶۷

(ڈ)

ڈاکہ کے الزام میں سب کی شناخت نہ ہونیکا اثر۔ — ۲۰۴

ڈاکہ مع قتل کے مقدمہ سے بھی دفعہ (۲۶۷) ضابطہ فوجداری متعلق ہونا۔ — ۸۷

(ذ)

ذمہ داری قانونی کو سمجھنے کا قیاس۔ — ۱۴

(ر)

راضی نامہ کے ناقابل ہونا جرائم تحت دفعہ (۳۱۸ و ۳۲۴) تعزیرات۔ — ۱۵۳

رپورٹ ابتدائی شبہات سے پاک و صاف ہونی چاہیے۔ — ۱۳۱

رجوع شدہ اقبال وغیر رجوع شدہ اقبال میں فرق نہ ہونا۔ — ۱۰۸

رشتہ داری گواہ کا اثر۔ — ۱۷۵

روئیت کی شہادت کو مشورہ کی شہادت کی کمزوری سے متاثر نہ کرنا چاہیے۔ — ۱

رہائی برضمانت میں شرط عائد کرنے کے اصول۔ — ۲۰۲

رہائی کا حکم دوبارہ تحقیقات کا مانع نہیں ہے ۱۹۴
رہائی یا برأت ترغیب کی وجہ نہیں ہو سکتی ۱۴
رہنمائی دوسرے محکمہ کی عدالت کو حاصل نہ کرنی چاہئے۔ ۱۴۵

(س)

سپردگی سشن بربنا درخواست ملزم- ۱۸۴
سپردگی سشن کا لزوم درخواست سپردگی دی جانے کی صورت میں۔ ۸۷
سرسری تحقیقات میں بھی شہادت مکمل ہونی چاہئے۔ ۶۲
سرکاری پیروکار کی دستبرداری کا جواز ایک یا چند ملزمین کے تعلق سے۔ ۶۶
سزا، ابتدائی بیان پر صادر کرنے کا اختیار جرحی بیان مختلف ہونے کے باوجود۔ ۷۳
سزا، قتل عمد کا عدم جواز بربنا، برآمدگی مال مسروقہ۔ ۷۷
سزا، کم دی جانے کی صورت میں وجہ لکھی جانا۔ ۱۲ و ۱۵۵
سزا کے لئے اقبال کافی ہے مگر بیان اقبالی نہیں۔ ۱۰۸
سزائیں علی السبیل البدل نہ دی جانا- ۱۰۸

(ش)

شبہات سے پاک و صاف ہونی چاہئے رپورٹ ابتدائی۔ ۱۳۱
شخص ثالث کے پاس سے مال مسروقہ کو طلب نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۵۰
شخص واحد بھی دفعہ (۷۸) تعزیرات کے تحت جنگ کر سکتا ہے۔ ۱۰۸
شناخت ڈاکہ کے الزام میں سب کی ہونیکا اثر- ۲۰۴
شناخت کے بارہ میں شہادت۔ ۹۲
شہادت احتمال نقض امن ۶۰
شہادت پر غور احتیاط سے ہونا چاہئے وجہ تحریک ثابت نہ ہونیکی صورت میں- ۱۸۶
شہادت پر کس قدر غور ہوگا فرد جرم کے وقت- ۱۶۰
شہادت پیش نہ ہونیکی صورت میں ضمانت کا لزوم- ۸۶
شہادت جدید لینے کی نسبت عدالت اپیل کا اختیار- ۱۸۶
شہادت دو اشخاص کے تعلق کی- ۱۴
شہادت رویت کو مشورہ کی شہادت کی کمزوری سے متاثر نہ کرنا چاہئے۔ ۱
شہادت شناخت کے بارہ میں- ۹۲
شہادت غرض مشترک۔ ۱۴
شہادت کو اقبال کی روشنی میں دیکھنا چاہئے ۵۱
شہادت کی تائید ملزم کے اقبال سے- ۵۱
شہادت کے جانچ کے طریقے۔ ۱
شہادت صفائی قبل ترتیب فرد جرم ۱۴۷

شہادت کمل ہونی چاہئے سرسری تحقیقات میں بھی۔	۶۲
(ص)	
صفائی کی شہادت قبل ترتیب فرد جرم	۱۴۷
(ض)	
ضابطہ فوجداری دفعہ (۸۵) کی تحقیقات بالمواجہ فریقین ہونی چاہئے۔	۴۸
ضابطہ فوجداری دفعہ (۱۰۴)۔	۱۵۴
ضابطہ 〃 〃 (۱۰۶) کی کارروائی میں ضمانت کالزوم۔	۱۴۵
ضابطہ فوجداری دفعہ (۱۴۸)۔	۶۰
ضابطہ 〃 〃 (۱۵۷)۔	۳۳
ضابطہ 〃 〃 (۱۶۸) ضمن (۲)۔	۱۰۸
ضابطہ 〃 〃 (۱۸۹)۔	۱۵۰
ضابطہ 〃 〃 (۱۹۶) کے تحت استفسار کیا جانا۔	۱۴۹
ضابطہ فوجداری دفعہ (۲۰۱)۔	۶۳
ضابطہ 〃 〃 (۲۰۴) حل ۳۶ ا	۱۹۴ و ۲۰۶
ضابطہ 〃 〃 (۲۰۴) جامع ومانع ہی	۱۹۴
ضابطہ 〃 〃 (۲۱۰)۔	۶۳
ضابطہ 〃 〃 (۲۳۰)۔	۱۵۰ و ۱۶۱
ضابطہ 〃 〃 (۲۵۷)۔	۷۳
ضابطہ 〃 〃 (۲۶۷) الف	۱۸۴
ضابطہ فوجداری دفعہ (۲۶۷) ڈاکہ مع قتل کے مقدمہ سے بھی متعلق ہوگی۔	۸۷
ضابطہ فوجداری دفعہ (۲۷۳)۔	۴۷
ضابطہ 〃 〃 (۲۹۲ و ۲۹۳)۔	۱۰۸
ضابطہ 〃 〃 (۳۰۲ و ۳۰۷)۔	۵۹
ضابطہ 〃 〃 (۴۰۱)۔	۳۳
ضابطہ 〃 〃 (۴۰۱) کی محکومہ ابتدائی تحقیقات عدالت خود کرے گی۔	۳۳
ضابطہ فوجداری دفعہ (۴۶۵)۔	۴۵
ضابطہ 〃 〃 (۴۸۴)۔	۱۷۵
ضابطہ 〃 〃 (۵۰۷)۔	۱۴۷
ضابطہ 〃 〃 (۵۰۷) کا استعمال باغراض انصاف ہی ہونا چاہئے۔	۱۸۶
ضابطہ فوجداری ہند دفعہ (۲۹۴)۔	۶۶
ضرر کسی دوسرے شخص کو پہنچا ہو تو بھی جرم میں داخل ہونا۔	۷۳
ضمانت پر رہائی میں شرط عائد کرنے کے اصول	۲۰۲
ضمانت کا لزوم اگر مقدمہ میں طوالت ہو تو	۸۷
ضمانت کا لزوم بہ کارروائی تحت دفعہ (۱۰۶) ضابطہ فوجداری۔	۱۴۵
ضمانت کا لزوم شہادت پیش ہونے کی صورت میں۔	۸۶
....	....

(ع)

عدالت اپیل کا اختیار جدید شہادت لینے کی نسبت - ۱۸۶
عدالت خصوصی مرکزی اور منتقل کا اختیار ۲۰۷
عدالت فوجداری عدالت دیوانی کے تصفیہ کی پابند نہیں - ۵۳
عدالت فوجداری کا اختیار سماعت ۱۶۷
عدالت قانون کی تعبیر کر سکتے ہیں نہ کہ ترمیم ۱۹۴
عدالت کا اختیار تمیزی معقولیت اور عدالتی اصولوں کے تحت ادا کیا جانا - ۱۵۵
عدالت کو دوسرے محکمہ سے رہنمائی نہ حاصل کرنی چاہیئے - ۱۴۵
عدالت کی رضامندی سے دستبرداری کے وقت عدالت پر بعد غور واضح تجویز کرنے کا فرض ہونا - ۶۶
عدالتوں کو چاہیئے کہ کمی سزا کی صورت میں تجویز میں اس کے وجوہ کا اظہار کردیں - ص ۱۵۵ و ۱۲
عدم جواز حراست زائد از دو ماہ - ۱۷۱
عذر حفاظت خود اختیاری سے کب فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے - ۲۱۰
علی سبیل البدل سزاؤں کا نہ دیا جانا - ۱۰۸

(غ)

غرض مشترک کی پیشرفت میں کیئے گئے فعل کا نتیجہ ۹۷
غرض مشترکہ کی شہادت - ۱۴
غرض مشترکہ میں افعال - ۱۷۵
غفلت و بے احتیاطی - ۱۶۰
غیر آزاد گواہ کب کہا جا سکتا ہے - ۱
غیر حاضری مرافعہ اور ڈپہ سے مرافعہ داخل ہونا - ۱۵۹

(ف)

فرد جرم کی ترتیب کے قبل صفائی کی شہادت ۱۴۷
فرد جرم کے وقت شہادت پر کس قدر غور ہوگا - ۱۶۰
فرد جرم میں صراحت ہونا چاہیئے - ۴۷
فرق مابین بیان اقبالی و اقبال - ۱۰۸
فرق نہ ہونا اقبال رجوع شدہ و غیر رجوع شدہ میں ۱۰۸
فوجداری کارروائی دیوانی دعوے کی صورت میں کب ملتوی ہو سکتی ہے - ۱۶۳
فوجداری و دیوانی اختیارات علحدہ علحدہ ہونا ۱۷۲
فیصلہ عدالت دیوانی مزیل اختیار عدالت فوجداری ہونا - ۱۶۷
فیصلہ میں دیگر امور کا تصفیہ کرلینا قانونی غلطی سمجھا جائے گا - ۵۳

(ق)

قانون شہادت دفعہ (۲۴) ۱۰۱
قانون شہادت دفعہ (۹۱) کے تحت قیاس

واقعہ خصوصی کی حد تک محدود ہونا۔ ۷۷
قانون کی تعبیر کے لئے غرض و نقوار کا دیکھنا غیر ضروری ہے۔ ۴۷
قانونی ذمہ داری کو سمجھنے کا قیاس۔ ۱۴
قانونی غلطی ہونا فیصلہ میں دیگر امور کا تصفیہ ۵۳
قبل ترتیب فرد جرم صفائی کی شہادت۔ ۱۴۷
قتل عمد کی سزائے کا عدم جواز بربنار برآمدگی مال مسروقہ۔ ۷۷
قتل مع ڈاکہ کے مقدمہ سے بھی دفعہ (۲۶۷) ضابطۂ فوجداری متعلق ہوگی۔ ۸۷
قلمبندی بیان قبل از مرگ کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔ ۲۱۳
قواعد اسلحہ دفعہ (۱۰) اُسی وقت متعلق ہوتی ہے جبکہ اسلحہ ذاتی استعمال کے لئے رکھے گئے ہوں۔ ۸۹
قواعد اسلحہ دفعہ (۱۰) میں بندوق سے مراد کار آمد بندوق ہی نہیں ہے۔ ۸۹
قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی دفعہ (۱۱۹) ضمن (۲)۔ ۱۷۱
قولدار کے قبضہ کا لحاظ نقض امن کی کارروائی میں۔ ۵۳

(ک)

کارروائی تحت دفعہ (۱۰۶) ضابطۂ فوجداری میں ضمانت کا لزوم۔ ۱۴۵
کارروائی حفظ امن۔ ۱۵۴
کم سزا دی جانیکی صورت میں وجہ کا لکھا جانا۔ ص ۱۲ او ۱۵۵
کوتوالی مجاز تحقیقات نہ ہونا۔ ۳۳

(گ)

گواہ دوستی کی وجہ طرفدار نہیں کہا جاسکتا ۹۲
گواہ کا اپنے مشاہدہ کو دوسروں سے بیان نہ کرنا۔ ۱۳۷
گواہ کا بیان ذاتی معلومات پر ہونا چاہیئے ۶۲
گواہ کو غیر آزاد کب کہا جاسکتا ہے۔ ۱
گواہ کو کن صورتوں میں طرفدار متصور کیا جائے گا۔ ۱۳۷
گواہ کے بیانات ابتدائی اور جرحی میں اختلاف کا اثر۔ ۷۳
گواہ کی رشتہ داری کا اثر۔ ۱۷۵
گواہ کی مخالفت کسی فریق سے اور اُس کا اثر ۱۳۷
گواہ کی وقعت۔ ۷
گواہ واقعہ مفتش نہ ہونا۔ ۶۲
گواہوں کے سابقہ بیانات کو شامل مثل نہ کیا جانا۔ ۱۷۵

(ل)

لڑائی اور تکرار ہم معنی الفاظ ہونا۔ ۸۰

لفظ "جنگ" کے معنی دفعہ (۸) تعزیرات سرکار عالی میں۔	۱۰۸
(م)	
مال مسروقہ کو شخص ثالث کے پاس سے طلب نہیں کیا جا سکتا۔	۱۵۰
مخالفت گواہ کسی فریق سے اور اس کا اثر	۱۳۷
مرافعہ کاٹپہ سے داخل ہونا اور مرافع کی غیر حاضری۔	۱۵۹
مسروقہ مال کی برآمدگی کی بناء پر سزا قتل عمد کا عدم جواز۔	۷۷
مشترکہ غرض کی پیشرفت میں کئے گئے فعل کا نتیجہ۔	۹۷
مشترکہ غرض میں افعال۔	۱۷۵
معافی یافتہ ملزم کے بیان کی تائید اقبال سے نہیں ہوتی۔	۱۴
مفتش واقعہ کا گواہ نہیں ہوتا۔	۶۲
مقدمہ ہر ملزم کا علحدہ ہونا۔	۶۶
ملازم سرکار کے مقابلہ میں استغاثہ۔	۶۳
منشاء دفعہ (۳۰) تعزیرات سرکار عالی۔	۱۰۸
(ن)	
ناشائستہ افعال وجہ نقض امن ہو سکتے ہیں۔	۱۶۹
ناواجبی عمل کا تعین ہر مقدمہ کے حالات پر منحصر رہنا۔	۸۰
نزاع دیوانی کا تصور بے معنی ہونا جرم ثابت ہونے پر۔	۱۷۲
نزاع دیوانی کا فوجداری مقدمات میں تعلق	۱۷۲
نقض امن۔ ص ۱۶۷ و	۱۶۹
نقض امن کی کارروائی میں قولدار کے قبضہ کا لحاظ۔	۵۳
نوٹ کی شناخت۔	۵۶
(و)	
واقعہ خصوصی کی حد تک دفعہ (۹۱) قانون شہادت کے تحت قیاس۔	۷۷
وجہ تحریک ثابت نہ ہونے کی صورت میں شہادت پر غور احتیاط سے ہونا چاہئے۔	۱۸۶
وجہ تحریک کی اہمیت۔	۱۴
وجہ لکھی جانا کم سزا دی جانے کی صورت میں	۱۴
وقعت گواہ۔	۷
(ھ)	
ہر ملزم کا علحدہ مقدمہ ہونا۔	۶۶

فہرست سالانہ حصۂ فوجداری جلد سی و نہم بابتہ سال ۱۳۵۸ ف

ختم شد

دکن لا رپورٹ

جلد سی و نہم بابتہ سال ۱۳۵۷ ف

حصّہ فوجداری

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

باجلاس آنریبل نواب عسکر یار جنگ بہادر پریزیڈنٹ و آنریبل مولوی محمد عبدالحمید خاں صاحب و آنریبل مولوی سید قمر حسن صاحب ارکان

سنہ ۱۳۵۳ ف
مسل ۷۸ و ۷۹ و ۸۰
نمبر مقدمہ
منفصلہ ۲۶
سنہ ۱۳۵۷ ف
اسفندار

سنگپا وغیرہ مرافعان **بنام** **سرکار عالی** مرافعہ علیہ

فرمان مبارک مرقومہ ۴ ار ربیع الاول شریف ۱۳۶۷ھ جوڈیشل کمیٹی کی رائے کو شرف منظوری بخشا گیا۔

شہادت کی جانچ کے طریقہ - رویت کی شہادت کو مشورہ کی شہادت کی کمزوری سے متاثر نہ کرنا چاہئے

گواہ کو غیر آزاد کب کہا جاسکتا ہے -

تجویز ہوئی کہ (۱) فوجداری مقدمات میں شہادت پر غور کرتے ہوئے عدالت کو چاہئے کہ وہ پہلے رویت کی شہادت کی جانچ کرے اور پھر دیکھے کہ اس نوعیت کی شہادت کی کمزوری کو مشورہ کی شہادت سے کس قدر رفع کیا جاسکتا ہے - شہادت کی جانچ کا یہ طریقہ غلط ہے کہ مشورہ کی شہادت کی کمزوریوں سے اور

مرافعہ بنا راضی تجویز جلسہ متفقہ عدالت العالیہ مورخہ یکم فروردی ۱۳۵۷ ف -

سنگپا بنام سرکار عالی

وجہ تحریک کے ضعف سے متاثر ہو کر رویت کی شہادت کو اُس اثر کا تابع کر دیا جائے۔

(۲) عدل گستری کے مصالح کے مطالبہ کے مدنظر غیر آزاد گواہ کے تخیل کو جانچا جائے تو اُس کا تقاضہ صرف اتنا ہے کہ اپنے گواہ کے بیان کو جس کے غیر آزاد ہونیکا خیال ہو احتیاط سے جانچا جائے اور خود اُس کے بیان سے یا اُس کے اور دوسرے گواہوں کے بیانات کے تقابل سے ماخوذ اُس کی بے اعتباری کے لئے دلائل ملتے ہوں تو اُس کے بیان پر بھروسہ نہ کیا جائے۔ گواہ کا کسی فریق مقدمہ سے یا اُس سے تعلق رکھنے والے سے متعلق ہونا گواہ کو غیر آزاد نہیں بناتا۔

منجانب مرافعان نواب اصغر یار جنگ بہادر کونسل۔

منجانب مرافعہ علیہ مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹ سرکار۔

فیصلہ:۔ سنگپا بیپا۔ سیوپا کے مرافعے نمبری (۷۸ و ۷۹ و ۸۰) بابتہ ۱۳۵۳ف دفعہ (۱۵) ضابطۂ جوڈیشل کمیٹی کے تحت زیر تجویز ہیں نفس مقدمہ میں تجویز کا آغاز کرنے سے قبل بعض ایسے امور کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جن کا گو اب جوڈیشل کمیٹی میں مقدمہ کی سماعت کے وقت کوئی خاص اثر معلوم نہیں ہوتا۔ بریں ہم وہ نظام عدلیہ کے استحکام سے گہرا تعلق ضرور رکھتے ہیں۔

ملزمین کا چالان بعلت قتل عمد تحت دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سرکار عالی کیا گیا۔ ملزمین نے صدر عدالت سے برائت حاصل کی۔ سرکار کے مرافعہ کرنے پر عدالت العالیہ نے اُن کو مرتکب جرم قرار دیا۔ مگر جو سزاد تجویز فرمائی وہ ایسی نہیں ہے جو قتل عمد کے جرم کے ثبوت پر معمولاً دیجایا کرتی ہے۔ عدالت العالیہ کے فیصلہ کے مطالعہ پر معلوم ہوا کہ جرم قتل انسان مستلزم سزاد تحت دفعہ (۲۴۴) تعزیرات سرکار عالی کی پاداش میں سزاد تجویز کی گئی۔ گو فیصلہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ جرم منسوبہ کی نوعیت کیوں تبدیل کی گئی۔ یہ چیز اس وقت سمجھ میں آئی جب عدالت العالیہ کی تجویز کی آخری سطریں پڑھی گئیں جہاں وکیل سرکار نے متوجہ کیا ہے کہ جرم کی نوعیت بین طور پر قتل عمد کی ہے اور عدالت موصوف نے تجویز فرمایا ہے کہ "ہم اس نوبت پر اس لئے اسپر غور کرنا نہیں چاہتے کہ ملزمین کے مقابلہ میں قتل انسان مستلزم سزاد کی فرد مرتب ہوئی ہے اور اسی نکتۂ نظر سے اُنھوں نے جوابدہی کی ہے۔ اس نوبت مقدمہ پر ہم فرد میں تبدیلی کر کے ملزمین کو کسی سنگین تر جرم کا مرتکب قرار دینا قرین معدلت نہیں سمجھتے"۔ عدالت العالیہ کی یہ تجویز قانونی نظریہ کے تحت درست ہے

سنگپا بنام سرکار عالی

مگر عدالت العالیہ کو اس طرف متوجہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فوجداری مقدمات کی تحقیقات میں عدالتہائے تحت بسا اوقات نازیبا سہل انگاری سے کام لیتی ہیں اور اس میں اُن کی روک تھام نہیں ہوتی۔ یہ بہت معمولی سی بات سمجھ لی گئی ہے کہ گواہوں کے بیانات میں ایک ہی ملزم کا گواہوں کے بتائے ہوئے مختلف ناموں سے ذکر قلمبند کر لیا جاتا ہے۔ ملزم کا نام وینکٹ راؤ ہوتا ہے تو کبھی اُس کا پورا نام لکھا جاتا ہے کہیں اُس کو وینکنا۔ کہیں رنگیا اور کہیں پدایا چنیا کے اضافہ کے ساتھ رنگیا یا وینکیا سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ نہیں کیا جاتا کہ گواہ سے یہ معین کرا لیا جائے کہ ان مختلف ناموں سے کونسا انسان مراد ہے گواہوں کے بیانات قلمبند کرنے میں یہ لاپروائی عام ہو گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملزمین کو اور اُن کے افعال کو معین کرنے میں بعض وقت الجھن ہوتی ہے یہ اُلجھن بعض وقت شکوک پیدا کرنے کی موجب ہو جاتی ہے جس کے دور کرنے میں غیر ضروری کاوش سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس قسم کی اور باتیں بھی نظر سے گذرتی ہیں جن میں عدالت فوجداری کو بڑی احتیاط کرنی چاہیئے مگر وہ نہیں کی جاتی۔ عدالتہائے فوجداری کو متوجہ کر دینے کے لئے یہاں پر بطور مثال ایک چیز کا ذکر کر دیا گیا۔ اسی مقدمہ میں یہ ہوا کہ چالان میں لکھا ہے کہ "تفتیش پولیس میں شہادت منسلکہ فہرست گواہوں سے ملزمین پر جرم دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سرکار عالی عائد و ثابت ہے" سپرد کنندہ ناظم نے اپنی تجویز مورخہ ۶؍ مہر ۱۳۵۱ف میں لکھدیا کہ "پولیس کی تفتیش میں الزام بخلاف ملزمین تحت دفعہ (۲۴۴) تعزیرات سرکار عالی ثابت ہے" اس کے بعد جو تجویز لکھی اُس میں اُنہوں نے بے جان دلائل سے نتیجہ نکالا کہ ملزمین کو جرم تحت دفعہ (۲۴۴) کا مرتکب سمجھنا چاہیئے جو افراد جرم مثل میں ہیں وہ مطبوعہ نمونے والی نہیں ہیں۔ بلکہ ابتداء سے انتہا تک قلمی ہیں۔ سپرد کنندہ ناظم کی مثل میں گواہوں کے بیانات اور ناظم کی تجویز جس شان کے خط میں قلمبند نظر آتی ہے اُس کے مدنظر یہ کہنے میں تامل نہیں ہوتا کہ غالباً اہلکار پیشی نے افراد جرم لکھ ڈالیں اور اُن میں دفعہ (۲۴۳) کا حوالہ درج کر دیا۔ بعد میں دفعہ کے اعداد شمار کو بدلکر (۲۴۴) بنایا گیا اور "قتل انسان" کے الفاظ بڑھائے گئے یہ کہنا مشکل ہے کہ افراد جرم میں تبدیلیاں کس نے کیں۔ کیونکہ تبدیلیوں کے مقامات تصدیقی دستخط سے معرا ہیں۔ بریں ہمہ اس چیز میں شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ تبدیلیاں ناظم کے علم و ایماء سے ہوئیں۔ اس لئے کہ اُن کی تجویز مورخہ ۶؍ مہر ۱۳۵۱ف کا آخری حکم یہ ہے کہ "ملزمین ...... الزام تحت دفعہ (۲۴۴) تعزیرات سرکار عالی سپرد سشن ہوں" گو اس حکم میں بھی توسین مجوزہ کے قلمی معلوم

سنگپا بنام سرکار عالی

ہوتے ہیں مگر اُن کے اندر دفعہ کے اعداد شمار اُن کے قلمی نہیں ہیں - تجویز سے البتہ معلوم ہوتا ہے کہ ناظم نے دفعہ (۳۴۴) کے تحت فرد جرم مرتب کرنے کا فیصلہ کیا تھا - ان تمام امور سے سپرد کنندہ ناظم کی جانب سے ناروا سہل انگاری نمایاں ہے مگر عدالت العالیہ نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی اور ناظم کو متوجہ کرکے یہ نہ کہا کہ اُن کا ایسا عمل قانونی نقطۂ نظر سے قبیح ہے - عدالہائے تحت کے ایسے اعمال سے یکلخت چشم پوشی عدلیہ کے نظام کے لئے مفید نہیں ہے -

صدر عدالت نے جن وجوہ کی بناء پر ملزمین کو اپنے ذہن میں برأت کا مستحق سمجھا اُن کو اُس نے اپنی تجویز کے آخری حصہ میں اپنی پوری تجویز کے ماحصل کے طور پر یوں بیان فرمایا ہے -

"بہرحال وجہ تحریک کے ضعف اور اُس کی نسبت شہادت کا غیر آزاد ہونا اور مشورہ کی شہادت کا خالی از اشتباہ نہ ہونا اور اس کے ساتھ ہی ملزمین کا تعین اور گواہان رویت کے بیانات اس قابل ہیں کہ ملزمین کو بوجہ اشتباہ سزا نہیں دیجا سکتی یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ آیا واقعات مسلسل بغیر کسی شبہ کے موجود ہیں اور گواہان کا طرز عمل اور اُس کے متعلق قرائن موزوں ہیں یا نہیں جب اُس میں فرق آجائے تو روداد اس قابل نہیں رہتی کہ ملزمین پر جرم منسوبہ ثابت قرار دیکر تجویز سزا صادر کی جائے ...... واقعات کو جانچتے وقت بیانات میں لغزش آیا اُن میں صریح اختلاف نہ ہونے سے ہی روداد قوی اور قابل بھروسہ ہوتی ہے ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ رویت کی شہادت کی موجودگی میں مشورہ یا وجہ تحریک کی شہادت مرجح نہیں ہوسکتی مگر جہاں رویت کی شہادت میں اختلافات ہو جائیں اور اُس کی صداقت میں شبہ ہو تو پھر دوسرے اجزاء مقدمہ جس میں شبہ یا ضعف پیدا ہو جائے ضرور مؤثر ہوں گے"

صدر عدالت کی تجویز کے خود اُس کے قلمبند کردہ اس نچوڑ کو سامنے رکھکر اُس کی پوری تجویز کا مطالعہ ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کے ذہن میں حقیقت میں مشورے کی شہادت مشتبہ اور وجہ تحریک ضعیف پہلے قرار پائی اور اُن دو باتوں نے عدالت کے ذہن پر اتنا اثر کر لیا کہ اُس نے وجہ تحریک کے ضعف اور مشورے کی شہادت کے بارے میں اپنے شبہات کے اثر کے تحت رویت کی شہادت کو جانچا تو رویت کی شہادت میں اختلاف نظر آنے لگے اور اُس کی صداقت کے بارے میں اُس کو شبہے ہونے لگے - شہادت کا موازنہ کرنے میں صدر عدالت کا عمل وہ نہیں رہا جو اُس نے اپنی تجویز کے مندرجۂ بالا ماحصل کے آخری حصہ میں مسلمہ اصول کے طور پر بیان کیا ہے -

سنگپا
بنام
سرکار عالی

ہوا حقیقت میں یہ ہے کہ وہ پہلے مشورے کی شہادت کی کمزوریوں سے اور وجہ تحریک کے ضعف سے متاثر ہوئی اور اُس نے رویت کی شہادت کو اُس اثر کا تابع کر دیا - حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ وہ رویت کی شہادت کی کمزوریوں کو پہلے دریافت کرتی اور اُن کمزوریوں کو قوت پہنچانے کیلئے مشورے کی شہادت کے بارے میں شبہات سے اور وجہ تحریک کی کم مائگی سے دلیل لاتی تو البتہ یہ سمجھا جاتا کہ عدالتہا نے صحیح اصول بیان بھی کیا اور اُس نے اُسپر عمل بھی کیا -

گواہوں کے غیر آزاد ہونیکا تخیل اس مقدمہ میں بے محل استعمال ہوا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اس تخیل کے وجود میں آنے کے وجوہ پر کافی غور نہیں کیا گیا - عدلیہ کا کوئی تخیل یا اصول ہو اُس کی بنیادیں یا تو کسی نافذ قانون پر قائم ہوں گی یا وہ عدل گستری کے مصالح کے کسی مستحکم و پسندیدہ مطالبے کو پورا کرنے کے لئے وجود میں لایا گیا ہوگا - قانون شہادت نے شہادت دینے کے شہری فریضے کے بارے صرف اُنہی لوگوں کو سبکدوش کیا ہے جو "سوالات کے سمجھنے یا اُن کے جوابات دینے کی قابلیت نہ رکھتے ہوں" ان وسیع المعنی الفاظ میں یہ خطرہ نظر آیا کہ اس کی زد میں وہ لوگ آجاتے ہیں جو گونگے ہوں یا جو کسی وقتی عارضے کے لاحق ہونے کی وجہ سے بول نہ سکتے ہوں - اس خطرے کو قانون شہادت کی دفعہ (۹۶) میں یہ حکم دیکر رفع کیا گیا کہ جو گواہ بول نہ سکتا ہو وہ کسی اور طریقے سے جو سمجھ میں آسکے - مثلاً بذریعہ تحریر یا اشارہ جو عدالت کے روبرو ہو گواہی دیسکتا ہے - دفعہ (۹۷) میں صرف زوجہ اور شوہر کے نازک رشتوں کا ذکر کیا گیا ہے اُس میں بھی اگر گواہ بن سکنے کی قابلیت کی وسعت کی حد بندی کی گئی ہے تو اُس کا تعلق صرف زوجہ سے ہو سکتا ہے - زوجہ کی قابلیت یا ناقابلیت یا اُس کی قابلیت کی حد یا وسعت پر کسی رائے کا ظاہر کرنا مقصد نہیں ہے کیونکہ اسکی بحث اس مقدمہ میں نہیں ہے - شخصیت کے مدنظر اس سے آگے قانون شہادت میں کوئی حد قائم نہیں کی - اُس نے شہادت کے مطالب اور مضامین پر حدود قائم کئے ہیں مگر اُن کے ذکر کی ضرورت نہیں - بہر حال جہانتک گواہوں کی شخصیت سے بحث ہے - وہاں تک قانون شہادت نے کسی انسان کے شہادت دینے کے فریضے کے بار کو اُس پر سے شمہ برابر بھی ہلکا نہیں کیا یہ عجیب بات ہوگی کہ شہادت دینے کا فریضہ عائد کیا جائے اور جب کوئی شخص اُس سے مجبور ہوکر شہادت دے تو اُسے صرف غیر آزاد کہہ کر جھوٹا قرار دیدیا جائے - صدر عدالت

سنگیا بنام سرکار عالی

کے صرف اتنا کہدینے سے کہ گواہ غیر آزاد ہیں اس وجہ سے تحریک میں ضعف آگیا یعنی اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتے کہ صدر عدالت نے قانون شہادت سے بالکل ہٹکر گواہوں کے لئے شہادت دینے کی ایک اپنی وضع کی ہوئی ناقابلیت قائم کردی ۔ عدل گستری کے مصالح کے مطالبے کے مدنظر غیر آزاد گواہ کے تخیل کو جانچا جائے تو اُس کا تقاضا صرف اتنا ہے کہ اپنے گواہ کے بیان کو جس کے غیر آزاد ہونیکا خیال ہو احتیاط سے جانچا جائے اور خود اُس کے بیان سے یا اُس کے اور دوسرے گواہوں کے بیانات کے تقابل سے ماخوذ اس کی بے اعتباری کے لئے دلائل ملتے ہوں تو اُس کے بیان پر بھروسہ نہ کیا جائے ۔

صدر عدالت نے اس مقدمہ میں گواہ کے غیر آزاد ہونے کے تخیل کو جس عنوان سے برتا ہے وہ گواہوں کے لئے توہین کا باعث ہے اس تخیل کا اس طور پر بلاقید و بند استعمال ہی اکثر گواہوں کو مقدمہ میں الجھے ہوئے اشخاص سے اپنے معمولی سے معمولی تعلق کے اظہار سے خائف کر دیتا ہے ۔ معمولاً گواہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اُنہوں نے فریق مقدمہ سے یا اُس سے کسی تعلق کے رکھنے والے سے بھی اپنا کوئی معمولی سے معمولی تعلق قبول کیا تو وہ دروغ بیانی کے الزام کے مورد بن جائیں گے ۔ گواہوں کے دل میں اس خوف کا راسخ ہو جانا بے لاگ عدل گستری میں رکاوٹوں کے پیدا کرنے کا موجب بنتا جا رہا ہے اور گواہوں کے لئے بلاوجہ بھی اس بارے میں جھوٹ بولنے کی رغبت کا باعث ہو رہا ہے ۔

عدل گستری کو تن درست رکھنے کے لئے غیر آزاد گواہ کے تخیل کی حد بندی لازم ہے ۔

اس مقدمہ میں دیکھا جائے کہ رام لنگوا یا رام لنگما مادر مقتول نے سپرد کنندہ مجسٹریٹ کے سامنے بیان کیا تھا کہ "مر گیا میرا ملازم نہیں ہے بلکہ زراعتی کاروبار کے تحت آتا جاتا تھا ۔ ہمارے گھر کا دھیرمہ ہے" ۔ صدر عدالت کے سامنے اُس نے کہا کہ "مر گیا مانگ .... ہمارے پاس کام نہیں کرتا اور نہ وہ ہمارے گھر کا بوتہ دار ہے ۔ زراعتی کاروبار کے سلسلہ میں وہ آتا جاتا بھی نہیں ہے ۔ رام لنگما کے اس اختلاف بیانی کی کوئی اور وجہ اس کے سوا ہو نہیں سکتی کہ اُس کو کسی طور پر اس کا احساس ہوا کہ اُس نے عدالت سپرد کنندہ کے سامنے مر گیا سے اپنے گھر کا تعلق قبول کر لیا ہے اُس سے مر گیا کی شہادت متاثر ہو جائے گی اس احساس کا اثر اتنا قوی ہوا کہ صدر عدالت میں اُس نے اُس کو تو قبول کیا کہ منصفی یا دیگر میں اُس کا حلفی بیان ہوا ہے اُس نے قسم کھا کر صحیح کہا ہے مگر جب اُس سے یہ پوچھا گیا کہ

سنگپا بنام سرکار عالی

"وہاں تم نے کہا ہے کہ مرگیا دھیڑ ہمارے گھر کا دھیڑ ہے اور زراعتی کاروبار کے سلسلہ میں آمدورفت ہی تو اُس نے بلا خوف عواقب یہ کہدیا کہ میں ایسا نہیں کہی" الحاصل محرک واقعات اس مقدمے میں بخوبی ثابت ہیں، اور حالات کے لحاظ سے اُن میں اتنی قوت تھی کہ وہ سنگپا ٹپیل کو ایک گستاخ زراعت پیشہ کے قتل پر آمادہ کر سکتے تھے۔

عدالت العالیہ نے رویت کے گواہوں کے بیان سے کافی تفصیل سے بحث کی ہے اُس سے اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس مادے میں عدالت العالیہ کے دلائل کا دہرانا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے رویت کے گواہوں کو باور کرنے کے عدالت العالیہ کے بیان کردہ دلائل پر اتنا اضافہ البتہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گواہان رویت کے بیانات کی تائید وجہ تحریک کی قوت سے جس کو تفصیل کے ساتھ اوپر واضح کیا جا چکا ہے اور خصوصاً اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ گرنا کا قتل موضع میں ۹ر شہریور ۱۳۵۱ف کی صبح میں ہوا اور اس قتل کے تعلق سے۔ کوتوالی ٹپیل نے سداپور کے متعلق تھانہ کو دیر سویر کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں دی یہ ترک بجائے خود اس کو باور کرنے کے لئے کافی سے زائد ہے کہ گرنا کے قتل میں کوتوالی ٹپیل کا ہاتھ ضرور تھا۔ ورنہ اس کا سمجھ میں آنا محال ہوگا کہ کوتوالی ٹپیل نے اپنے فرائض کے باوجود اتنا کڑا اسکوت کیوں کھینچا۔ سداپور کے تھانہ کے بجائے یادگیر کے تھانہ سے پرچہ اطلاع واردات عدالت میں کیوں وصول ہوا۔ ملزم نے کوئی صفائی پیش نہیں کی ہے۔ سنگپا ٹپیل ملزم نے اپنے استفساری بیان میں ۲۶ر شہریور ۱۳۵۱ف کو صرف اتنا کہا کہ "مجھے اس واقعہ کا علم نہیں"۔ گاؤں کے ٹپیل کو گرنا کے قتل ہو جانے کا علم ہی نہیں ہوا اور اس گرنا کے قتل کا علم نہ ہونا جس سے اُس کے دوستانہ تعلقات تھے۔ کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ ان وجوہ کے مدنظر بارگاہ جہاں پناہی میں بکمال ادب معروضہ ہے کہ سنگپا۔ لبپانیز سیوپا کے مرافعے نمبری (۷۸ و ۷۹ و ۸۰) ۱۳۵۳ف نامنظور فرمائے جانے کے قابل ہیں۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

نمبر مقدمہ ۱۲۷ ۱۳۵۶ف
منفصلہ ۳۰ مہر ۱۳۵۷ف

باجلاس آنریبل مولوی محمد خلیل الزماں صاحب صدیقی ممبر مجلس و آنریبل پنڈت سوریا نارائن راؤ صاحب ارکان قضا

سرکار آبکاری نگرانی خواہ بنام پاپا لعل طرفثانی

گواہ کی وقعت۔

تحریک مولوی حامد علی خاں صاحب ناظم صدر عدالت صوبہ اورنگ آباد مورخہ ۱۱ر مہر ۱۳۵۶ف۔

سرکار آبکاری بنام پنا لال

تجویز ہوئی کہ (۱) عدالت ماتحت کی یہ تجویز کہ تین گواہ آبکاری کے محکمہ کے ہیں اور صرف ایک گواہ آزاد ہے۔ اس لئے ملزم کو رہا کیا جاتا ہے قانون یا ضابطہ کے مطابق نہیں ہے (۲) محض یہ وجہ کہ کوئی شخص کسی کا قریبی رشتہ دار ہے یا کوئی اور تعلق رکھتا ہے سقوط اعتبار کے لئے کافی نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ جہاں گواہ اور فریقین سے تعلقات معلوم ہوتے ہوں تو عدالت ایک حد تک روئداد مقدمہ پر غور کرتی ہے کہ کہیں گواہ دوستی میں یا تعلقات میں غلط بیانی یا مبالغہ آمیزی تو نہیں کررہا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عدالت شہادت پر یہ کہکر غور کرنے سے انکار کردے کہ عزیز ہے یا رشتہ دار ہے یا کسی خاص جماعت کا ہے۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی حافظ عبدالقوی صاحب وکیل آبکاری۔

منجانب طرفثانی پنڈت گوئندداس صاحب ایڈوکیٹ۔

فیصلہ:۔ لائق وکلاء فریقین کی بحث سماعت ہوئی۔ عدالت کی یہ تجویز کہ تین گواہ آبکاری کے ہیں اور صرف ایک گواہ آزاد ہے اس لئے ملزم کو رہا کیا جاتا ہے یا بری کیا جاتا ہے۔ قانون یا ضابطہ کے مطابق نہیں ہے اکثر مقدمات میں اگر ایک پولیس کا جوان بھی شہادت ادا کرے اور اسے باور کیا جائے تو قانوناً سزا دیجاسکتی ہے یہ دوسرا امر ہے کہ عدالت اس کو باور نہ کرے۔ اگر عدالت ابتدائی کسی وجہ سے یا ان کے طرز بیان سے ان کو باور نہ کرتی تو ہمیں مقدمہ کی واپسی میں بہت تامل ہوتا اس لئے کہ گواہوں کا توازن شہادت عدالت ابتدائی ہی کا فریضہ ہے۔ فی زمانہ گو یہ نظریہ کہ کوئی گواہ کسی جماعت کا ہے اس کے حلفی بیان کے باور نہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں ہمارے یہاں ایک متضرر کی شہادت مستغیثانہ باور نہ کی جاتی ہو اور ایسے قدیم نظائر ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے جیسا کہ پریوی کونسل نے ایک مقدمہ میں واضح کیا ہے کہ محض یہ وجہ کہ کوئی شخص کسی کا قریبی رشتہ دار ہے یا کوئی اور تعلق رکھتا ہے سقوط اعتبار کیلئے کافی نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ جہاں گواہ اور فریق سے تعلقات معلوم ہوتے ہیں عدالت ایک حد تک ان حکامات پر روئداد مقدمہ پر غور کرتی ہے کہ کہیں گواہ دوستی میں یا تعلقات میں غلط بیانی یا مبالغہ آمیزی تو نہیں کررہا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عدالت شہادت پر یہ کہکر غور کرنے سے انکار کردے کہ عزیز ہے یا رشتہ دار ہے یا اس جماعت کا ہے۔ عدالت کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بالعموم توازن شہادت

سرکار آبکاری
بنام
پاپالال

منفرد گواہ کے بیانات کی تائید کی متوقع رہتی ہے۔ لیکن اگر ایک گواہ کا بیان باور کیا جائے تو سوائے ان مقدمات کے جن میں دو گواہوں کا لزوم ہے ایک گواہ کا بیان بھی قانوناً سزا دینے کے لئے کافی ہے بشرطیکہ عدالت اس کو باور کرے ان وجوہ سے ہم تحریک عدالت سشن سے متفق ہیں۔ موجودہ قانون شہادت اور قانون حلف کو اگر غور سے ملاحظہ کیا جائے تو یہ اسکیم قانون کا واضح ہو جاتا ہے کہ ثبوت کا دار و مدار وتعداد تعلقات یا رجحانات پر نہیں بلکہ عظمت اور لحاظ حلف پر کیا گیا ہے۔ لہٰذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور۔ حسب تحریک سشن عمل ہو۔

نگرانی فوجداری اجلاس منفردہ

باجلاس آنریبل صاحبزادہ مولوی میر محمد علیخاں صاحب رکن

نمبر مقدمہ (۹۹۱) سنہ ۱۳۵۷ف

منفصلہ ۱۸ اماہ شہریور سنہ ۱۳۵۷ف

ملیشپا نگرانی خواہ بنام سرکار عالی طرفثانی

اعلان نشان (۱۵) بابتہ ۱۳۵۳ف۔

تجویز ہوئی کہ اعلان نشان (۱۵) بابتہ ۱۳۵۳ف کے خلاف ورزی کے اثبات کیلئے یہ لازمی ہے کہ ذخیرہ جو برآمد ہوا ہو وہ پچھلے مہینہ کا ہونا چاہئے۔ مقدمۂ ہذا میں جبکہ گواہوں کے بیانات سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ جو غلہ ۲۲ ماہ اردی بہشت ۱۳۵۵ف کو ملزم کے قبضہ سے برآمد کیا گیا ہے وہ ماہ فروردی ۱۳۵۵ف میں ملزم کے قبضہ میں آیا ہوا تھا۔ نیز شہادت صفائی سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مال ضبطی کے روز ہی گھر میں لایا گیا تھا ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اعلان مذکورۂ بالا کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی خواجہ عبدالمقتدر خان صاحب کونسل۔

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مومن کرد دلیں سرکار

فیصلہ:۔ واقعات یہ ہیں کہ ملزم کے خلاف اعلان نشان (۱۵) ۱۳۵۳ف کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ واقعات یہ بیان کئے گئے ہیں کہ ملزم بڑا کاشتکار ہے۔ لائسنس یافتہ ہے ۲۲ ماہ اردی بہشت ۱۳۵۵ف کو ملزم کے قبضہ سے (۴۶) تھیلے جوار (۱۲) پائلی چنا اور (۸) پائلی گیہوں کا ذخیرہ برآمد ہوا ملزم نے اس ذخیرہ کی صحیح اطلاع نہیں دی۔ ملزم نے یہ غلط اطلاع دی کہ اس کے قبضہ میں (۲) تھیلے جوار اور (۴) تھیلے

نگرانی بنا راضی تجویز مولوی محمد مہدی کا صاحب منصرم ناظم عدالت ضلع گلبرگہ مورخہ ۲۹ ماہ آذر ۱۳۵۶ف۔

ملیشپا بنام سرکار عالی

تور کا ذخیرہ ہے۔ مجسٹریٹ صاحب تعلقہ گلبرگہ شریف بعد تحقیقات ملزم کو مرتکب جرم قرار دیکر (۵۰) روپیہ جرمانہ کیا ہے اور (۲۶) تھیلے جوار اور (۱۳) پائیلی چنا و (۸) پائیلی گیہوں ضبط کیا ہے۔ اس کی ناراضی سے عدالت ضلع گلبرگہ شریف میں نگرانی پیش اور نامنظور ہوئی ہے جس کی ناراضی سے یہ نگرانی کی گئی ہے۔ عذرات پر غور کیا گیا۔ اس مقدمہ میں چالان اس بیان سے پیش ہوا ہے کہ ملزم نے تختہ اجناس خوردنی ماہ فروردی ۱۳۵۵ف میں (۲۴) تھیلے اجناس خوردنی کا حساب دیا تھا۔ لیکن تلاشی میں (۶۶) من (۸) پائیلی اجناس خوردنی برآمد ہوئے ہیں۔ ملزم پر الزام خلاف ورزی اعلان (۱۵) مورخہ ۳؍ دے ۱۳۵۳ف عائد و ثابت ہے مفتش مقدمہ عبدالقدیر صاحب نے بیان کیا ہے کہ ملزم نے ماہ فروردی ۱۳۵۵ف کا تختہ اسٹاک (۶) من کا پیش کیا لیکن اس کے پاس (۱۳۳) من غلہ برآمد ہوا۔ ملزم بڑا کاشتکار اور لائسنس یافتہ ہے۔ اس روئداد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم کے خلاف صرف فقرہ (۵) اعلان (۱۵) بابتہ ۱۳۵۳ف کے خلاف ورزی کا الزام عائد کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے کہ اجازت یافتہ پر لازم ہوگا کہ ہر جنس خوردنی مندرجہ فقرہ (۱) سے متعلق حسب نمونہ (ج) ضمیمہ دوم حکم نگرانی اجناس خوردنی بابتہ ۱۳۵۳ف ماہ گذشتہ میں اجناس خوردنی کے ذخائر اور وصول شدہ اور منتقل شدہ مقدار کا ایک صحیح تختہ عہدہ دار مجاز اجرائی اجازت نامہ کے پاس اس طرح روانہ کرے کہ وہ ہر ماہ کی زیادہ سے زیادہ آخری تاریخ تک عہدہ دار مذکور کے پاس پہنچ جائے۔

پس باغراض مقدمہ ہذا امر تصفیہ طلب یہ ہے کہ جو ذخیرہ ملزم کے قبضہ سے بتاریخ ۲۲ اردی بہشت ۱۳۵۵ف برآمد ہوا وہ آیا ماہ فروردی ۱۳۵۵ف میں ملزم کے قبضہ میں آیا تھا اور اس نے غلط اطلاع دی۔ عدالت ابتدائی کی تجویز سے مترشح ہوتا ہے کہ پانڈو رنگراؤ اور عبدالعزیز کے بیانات سے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ غلہ برآمد شدہ ماہ فروردی ۱۳۵۵ف کے اطلاع دادہ غلہ کے ساتھ ہی یہ غلہ بھی ماہ فروردی ۱۳۵۵ف میں ملزم کے قبضہ میں آچکا تھا۔ لائق وکیل صاحب نگرانی خواہ کا عذر یہ ہے کہ ایسی شہادت شریک مثل نہیں ہے۔ ہم نے گواہان استغاثہ کے بیانات کو پڑھا۔ عبدالقدیر صاحب گواہ نمبر (۵) کی حیثیت مفتش کی ہے اگرچہ اُنہوں نے سوالات ابتدائی میں یہ بیان کیا ہے کہ یہ غلہ جو ملزم کے قبضہ سے برآمد ہوا ختم فروردی ۱۳۵۵ف پر ملزم کے قبضہ میں آچکا تھا۔ لیکن سوالات جرح میں اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ ختم فروردی ۱۳۵۵ف تک یہ غلہ ملزم کے قبضہ میں آنے کا علم سریناواس راؤ پٹواری اور پنچوں سے ہوا ہے۔ سریناواس راؤ پٹواری اور پانڈو رنگراؤ پنچ کے بیانات پر بھی کافی غور کیا گیا۔ ان کے بیانات سے یہ قطعاً ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ جو غلہ

ملیشپا بنام سرکارعالی

۲۲ہ اردی بہشت ۱۳۵۵ف کو ملزم کے قبضہ سے برآمد کیا گیا ہے وہ ماہ فروردی ۱۳۵۵ف میں ملزم کے قبضہ میں آیا تھا۔

لائق ایڈوکیٹ صاحب سرکار کی بحث یہ ہے کہ اس امر کا بار ثبوت کہ ملزم کے قبضہ میں یہ مال بہ ماہ اردی بہشت ۱۳۵۵ف آیا ملزم کے دوش پر ہے۔ چونکہ ملزم نے یہ ثابت نہیں کیا۔ اس لئے قیاس یہی ہوگا کہ یہ غلہ ملزم کے قبضہ میں بماہ فروردی ۱۳۵۵ف آیا تھا ہم کو اس بحث سے اتفاق نہیں ہے۔ قانون فوجداری کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جرم منسوبہ کے تمام اجزاء کا بار ثبوت استغاثہ کے دوش پر ہے۔ قانون تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی یا اس کے تحت مرتب کئے ہوئے کسی قاعدہ و نیز اعلان (۱۵) میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی صورت میں مقدمہ چلایا جائے تو اس مسلمہ اصول قانون فوجداری سے اختلاف کیا جاسکیگا۔ البتہ کنڈہ شنکریا بنام سرکار عالی کا مقدمہ جلسۂ کاملہ سے ۳ بہمن ۱۳۵۴ف کو فیصل ہونے کے بعد اعلان (۱۲۴) واقع ندارد اردی بہشت ۱۳۵۵ف کے ذریعہ یہ صراحت کی گئی ہے کہ احکام مندرجہ حکم ہذا کی خلاف ورزی کے کسی مقدمہ میں اگر استغاثہ کی جانب سے یہ بیان کیا جائے کہ ملزم نے مدت مصرحہ حکم ہذا کے اندر اپنے مقبوضہ ذخیرہ خوردنی کی صحیح اطلاع نہیں دی تو اس امر کا بار ثبوت ملزم پر ہوگا کہ اجناس خوردنی اس کے قبضہ میں ایسے وقت میں آئے تھے کہ اس سے مدت مندرجہ استغاثہ کے اندر اطلاع دینا لازم نہ تھا۔

چونکہ اعلان نشان (۱۲۴) تاریخ اشاعت جریدہ سے نافذ ہوا ہے اس لئے اس کا کوئی استقدامی اثر نہیں لیا جاسکتا پس مسلمہ اصول قانون فوجداری سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ معقول نہیں معلوم ہوتی ہے۔ ملزم نے جو صفائی پیش کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضبطی کے روز ہی یہ غلہ ملزم کے کھیت سے اس کے مکان کو آیا تھا۔ ہر دو گواہان صفائی نے حلفاً شہادت ادا کی ہے۔ عدالت ابتدائی کا یہ اعتراض کہ گواہ صفائی کم حیثیت مزدور پیشہ ہے اس کے بیان حلفی کو ناقابل اعتماد قرار دینے کیلئے کافی نہیں ہے۔ کیونکہ حلف کی وقعت کو دولت اور ثروت سے نہیں جانچا جاتا ہے۔ پس جو غلہ ماہ اردی بہشت ۱۳۵۵ف میں ملزم کے قبضہ میں آیا تھا اس کی اطلاع کا ابھی کوئی وقت نہیں آیا تھا بوجوہ صدر جبکہ استغاثہ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ جو غلہ ۲۲ ہ اردی بہشت ۱۳۵۵ف کو برآمد کیا گیا ہے وہ ملزم کے قبضہ میں بماہ فروردی ۱۳۵۵ف آچکا تھا ملزم کو فقرہ (۵) اعلان (۱۵) کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ملیشپا بنام سرکار عالی

اعلان نشان (۱۵) میں محکوم ہے کہ اگر کوئی شخص حکم ہذا کے نقرہ (۳) یا نقرہ (۶) کے احکام کی خلاف ورزی کرے تو کسی دوسری سزاء کو متاثر کئے بغیر جس کا وہ مستوجب ہوا جناس خوردنی کے ایسے ذخائر کو جس کے متعلق خلاف ورزی ہوئی ہے بحق سرکار ضبط کیا جاسکتا ہے ۔ مقدمہ ہذا میں اعلان نشان (۱۵) کے فقرات (۳ یا ۶) کے احکام کی خلاف ورزی کا کوئی الزام ہی عائد نہیں کیا گیا ہے ۔ نیز فقرہ (۵) کی خلاف ورزی بھی ثابت نہیں کی گئی ہے ۔ پس غلہ کی ضبطی کا حکم بھی صحیح نہیں ہے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور ۔ ملزم کو الزام منسوبہ سے بری کیا جاتا ہے اگر زر جرمانہ وصول کیا گیا ہے تو حسب ضابطہ مسترد کیا جائے ۔ غلہ منضبطہ بحق ملزم واگذاشت کیا جائے ۔ کارروائی ختم مثل داخل دفتر ہو ۔

نمبر مقدمہ ۲۲۸ / ۱۳۵۷ ف

منفصلہ ۲۳ مہر ۱۳۵۷ ف

نگرانی دیوانی جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد خلیل الزماں صاحب صدیقی میر مجلس و آنریبل پنڈت وی سوریا نارائن راؤ صاحب رکن

سرکار آبکاری نگرانی خواہ بنام منو طرفثانی

کم سزاء دیجانے کی صورت میں وجہ کا لکھا جانا ۔

تجویز ہوئی کہ تعزیرات میں جو انتہائی سزا تجویز کی گئی ہے عدالت اُس سے کم سزاء دیسکتی ہے ۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے کوئی معقول اور مناسب وجہ ہونی چاہئے اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جب واضعان قانون نے انتہائی سزاء مقرر کردی ہے اور اس سے کم سزاء دینے کا اختیار عدالت کو دیا ہے تو وہ اختیار جس طرح استعمال کیا گیا ہو وہ کس بناء پر ۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی حافظ عبدالقوی صاحب ایڈوکیٹ آبکاری ۔

منجانب طرفثانی مولوی کلیم الدین صاحب انصاری ایڈوکیٹ ۔

فیصلہ :۔ لائق وکلاء فریقین کی بحث سماعت ہوئی ۔ اس مقدمہ کے واقعات یہ ہیں کہ ایک شخص منے ملباڑہ پر دفعہ (۱۳) قانون آبکاری کے تحت منصفی عنبر میں چالان پیش ہوا ۔ ملزم نے جرم سے اقبال کرلیا کسی وکیل کو بھی مقرر نہیں کیا ۔ عدالت نے دو روپیہ جرمانہ کی اور بصورت عدم ادائی جرمانہ پندرہ یوم قید سادہ کی سزاء صادر کی ہے ۔ عدالت سشن نے بر طبق نگرانی منجانب سررشتہ آبکاری یہ رائے قائم کرکے کہ

تحریک ۔ مولوی حامد علی خاں صاحب ناظم صدر عدالت صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۱۲ بہمن ۱۳۵۶ ف ۔

سرکار آبکاری
بنام
حنیو

سزاء کو نوعیت جرم سے کوئی مناسبت نہیں ہے اور اس سے انسداد جرائم ممکن نہیں۔ یہ تحریک کی ہے کہ اس سزاء میں اضافہ ہونا چاہئے۔

لائق ایڈوکیٹ محکمہ آبکاری بہ حوالہ نظائر دکن لا رپورٹ جلد (۲۳) ص ۳۹۰ اور دکن لا رپورٹ جلد (۲۵) ص ۵۷۴ یہ بحث کرتے ہیں کہ بارہا عدالتہائے تحت کو اس امر کی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس قسم کے جرائم میں مناسب سزاء دیا کریں۔ باوجود اس کے عدالتہائے تحت نے اس جانب توجہ نہیں کی ہے ہمیں یہ دیکھکر حیرت ہے کہ مجوز تحت نے کوئی وجہ اپنی تجویز میں اس قدر قلیل سزاء دینے کی ظاہر نہیں کی۔ عدالتوں کو جب کبھی اس کا اختیار تمیزی عطاء کیا جاتا ہے تو اس کی غرض یہی ہوا کرتی ہے کہ اس اختیار تمیزی کو معقولیت اور عدالتی اصولوں کے تحت امتیاز کیا جائے۔ اس جرم کی سزاء کا ملزم مرتکب ہوا۔ چھ ماہ قید بامشقت یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ تک یا دونوں کی حد تک ہو سکتی ہے۔ یہ ممکن تھا کہ قانون بجائے اس طرح عدالت کے اختیار تمیزی پر چھوڑنے کے انتہائی سزاء مقرر کر دیتا لیکن ہر مقدمہ کے حالات ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ کسی مقدمہ میں ان حالات کے پیش نظر جو اس مقدمہ کے ہوں عدالت (۲) روپیہ نہیں بلکہ (۲) جرمانہ کافی خیال کرے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے کوئی معقول اور مناسب وجہ ہونی چاہئے اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جب واضعان قانون نے انتہائی سزاء مقرر کر دی ہے اور اس سے کم سزاء دینے کا اختیار عدالت کو دیا ہے تو وہ اختیار جس طرح استعمال کیا گیا ہو وہ کس بناء پر۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ واضعان قانون کی غرض کسی فعل کو جرم بنانے میں اور اس کی سزاء مقرر کرنے میں اس کے سواء اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس فعل کو واضعان قانون نے ایسا فعل ثابت قرار دیا کہ اس کو تعزیری ذمہ داری کی حد تک پہنچا کر اس کے لئے سزاء معین کی اور یہ بڑی سخت ناانصافی ہوتی اگر ایسی سزاء مقرر کرتے وقت واضعان قانون عدالت کے اختیار تمیزی پر نہ چھوڑتے کہ حالات کے لحاظ سے عدالت کمتر سزاء دے سکے۔ جب یہ متحقق ہوا کہ ایک فعل کو واضعان قانون نے خطرناک قرار دیکر قابل سزاء قرار دیا تو اس کا ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ سزاء کے ذریعہ وہ کیفیت یا حالت پیدا کی جائے جو غرض سزاء ہے۔ واضعان قانون کو کسی پر جرمانہ کرنے یا سزاء دینے میں خواہ مخواہ کوئی مسرت تو ہوتی نہیں غالباً مجوز تحت اس سے واقف نہ تھے کہ سزاء کے متمدنہ ممالک میں جو اغراض اور اصول مقرر ہیں ان سے ہمارے ملک کے ضروریات کچھ مختلف نہیں۔ سزاء کی غرض دراصل یا تو اس شخص کی اصلاح ہوتی ہے یا اس جرم کا انسداد یا پھر اس مضرت کی تلافی

سرکار آبکاری
بنام
منو

جو اس جرم سے پہنچے اکثر تو یہ ہوتا ہے کہ سزا میں دونوں اول الذکر اجزا پورے ہوں ظاہر ہے کہ (۲) روپیہ جرمانہ سے نہ تو ملزم کی اصلاح ممکن ہے اور نہ ایسا خوف اس قسم کے جرائم کرنے والے میں پیدا ہو سکتا ہے کہ اس نوعیت کے جرم سے پرہیز کرے - اس طرح انسدادی صورت میں اور یہ ظاہر ہے کہ (۲) کے جرمانہ سے کوئی تلافی یا بدل مقصود نہ تھا۔ عدالتوں کو اپنے ایسے اختیار تمیزی کو جو واضعان قانون نے بطور امانت ان کے سپرد کیا ہے توجہ سے استعمال میں لانا چاہئے - ایک جانب جہاں محض اصطلاحی جرم ہو یا جہاں مجرمانہ نیت ملزم کی بڑی ہوئی نہ ہو یا جہاں مضرت برائے نام ہو یا اور کوئی وجہ معقول ایسی ہو کہ بہت کمتر سزا دینا مناسب ہے تو عدالت ضرور اپنا ایسا اختیار تمیزی استعمال میں لاسکتی ہے - لیکن جہاں ان میں سے کوئی صورت موجود نہیں اور پھر کوئی غرض سزا بھی پوری نہ ہوتی ہو عدالت کی ایسی تجویز سے واضعان قانون کا منشاء اور غرض بھی پوری نہیں ہو سکتی - ہم متوقع ہیں کہ عدالتہائے سرکار عالی ایسے اختیار تمیزی کے استعمال میں عدالتی طریقوں کو استعمال کیا کریں گے - انسدادی شکل سے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سزا سے جو تکلیف پہونچے وہ اتنی ہونی چاہئے کہ جو اس استفادہ سے جو جرم کے ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہو اس قدر بڑی ہوئی ہو کہ دوسروں کو اس جرم کے ارتکاب کی جرأت نہ ہو مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے ہمیں عدالت سشن کی رائے سے اتفاق ہے۔

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور رحسب رائے عدالت سشن جس سے ہمیں اتفاق ہے - یہ تجویز کی جاتی ہے کہ ملزم منو ولد جنگیا ساکن مسائی تعلقہ عنبڑ ملزم مقدمۂ ہذا ایک ماہ قید سخت میں گزارے اور (۲۵) روپیہ جرمانہ ادا کرے بصورت عدم ادائی جرمانہ مزید ایک ہفتہ قید سادہ میں رہے -

تصحیح فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد خلیل الزماں صاحب صدیقی میر مجلس و آنریبل مولوی میر باسط علیخاں صاحب رکن

سرکار عالی تصحیح خواہ بنام نارائن راؤ وغیرہ طرفثانیاں

مقدمہ نمبر ۴۰۷ سنہ ۱۳۵۷ ف
منفصلہ ۲۴ ماہ اردی بہشت سنہ ۱۳۵۷ ف

وجہ تحریک کی اہمیت - ترغیب رہائی یا برأت کی وجہ نہیں ہو سکتی - قانونی ذمہ داری کو سمجھنے کا قیاس - دو ایک جیسی اشیاء کا دو کے پاس سے نکلنا اور اُس کا اثر - غرض مشترکہ کی شہادت - دو اشخاص کے تعلق کی شہادت - اقبال کی تائید بیان ملزم معافی یافتہ سے نہیں ہوتی - بیان معافی یافتہ کی تائید اقبال سے

تصحیح رائے مولوی محمد مرتضی خاں صاحب معتمد رکن و حاکم ابتدائی مورخہ ۴ فروردی سنہ ۱۳۵۷ف -

سرکارعالی
بنام
نارائن راؤ

نہیں ہوتی - دفعہ (۷۸) تعزیرات آصفیہ - بغاوت - جنگ کا مفہوم - حکومت محض اسلامی نہیں ہے -

تجویز ہوئی کہ (۱) کسی جرم کے ثبوت کا دارومدار جس طرح نیت یا احتمال پر ہوسکتا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ اُسی طرح وجہ تحریک جرم بھی معمولاً ظاہر یا ثابت کی جائے - وجہ تحریک جرم کی جو کچھ اہمیت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ افعال انسانی انسان کے صاحب شعور ہونے کی وجہ سے کسی نہ کسی سبب سے ہوا کرتے ہیں اور ان اسباب کی تلاش میں وہ قرائن مہیا ہوسکتے ہیں جن سے ثبوت جرم میں مدد لی جاسکتی ہے - یہی وجہ ہے کہ وجہ تحریک پر بھی ایک حد تک جہاں یہ ثابت ہو نظر ڈالی جاتی ہے -

(۲) قوانین تعزیری کا عام اصول یہ ہے کہ کسی شخص کا کسی اور کو کسی امور کے کرنے کے لئے ترغیب دینا یا آمادہ کرنا خواہ کسی بنا پر کیوں نہ ہو اُس شخص کی ذمہ داری سے بچنے کا سبب نہیں ہوسکتا جس نے ایسی ترغیب میں آکر ایسا عمل کیا ہو -

(۳) قانون معمولی فہم کے انسانوں سے متعلق بھی یہی قیاس کرتا ہے کہ وہ قانون سے واقف اور اپنے مجرمانہ افعال کی ذمہ داری کو معمولاً سمجھتے ہیں اور کسی ملزم کو نہ صرف ممالک محروسہ سرکارعالی میں بلکہ دنیا کے کسی متمدن ملک میں بھی ملزم کو مجرم قرار دینے کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ اُس کے افعال تمام خارجی اثرات سے پاک وصاف تھے -

(۴) ایک ہی نوعیت کے بموں کا اور ایک ہی نوعیت کا زہر اور سفوف کا دو مختلف افراد کے پاس سے برآمد ہونا خصوصاً جبکہ یہ اشیاء ایک امر غیر معمولی ہیں ان دونوں کے تعلقات کے کڑیوں کے ثبوت میں ایک تائیدی شہادت کی حیثیت رکھتا ہے جن سے ان کی غرض مشترکہ کا بھی پتہ چلتا ہے -

(۵) بطور ایک مسئلہ قانونی کے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تجربات انسانی کی بنا پر قوانین شہادت کے جو اصول مقررہ ہیں اُن کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے ملزم معافی یافتہ کا بیان اور اسی طرح ملزمین کے اقبالات محتاج تائید ہوتے ہیں اور محض ان دونوں کی ایک دوسرے کی تائید پر ثبوت جرم کو کلیتاً مبنی کرنا احتیاط کے

سرکار عالی بنام نارائن راؤ

خلاف خیال کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ مسلمہ ہے کہ وہ کمزور کڑیوں کے ملانے سے ایک قوی کڑی نہیں بن سکتی۔

(۶) ایک شخص کا حملہ دوسرے معمولی شخص پر خواہ کیسی ہی شدت کے ساتھ کیوں نہ ہو اور خواہ کیسے ہی حالات میں کیوں نہ ہو بغاوت (High Treason) کی حد تک نہیں پہنچتا۔ لیکن جبر خواہ کیسا ہی خفیف کیوں نہ ہو بادشاہ کے مقابلہ میں استعمال کیا جائے تو ہائی ٹریزن کی حد تک پہنچتا ہے۔

(۷) دفعہ (۷۰) تعزیرات آصفیہ کے الفاظ "کوئی شخص" لفظ جنگ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ یہ جنگ ایسا بھی ہوسکتا ہے جن میں شخص واحد داخل ہو۔ اگر الفاظ "کوئی شخص" کے پیش نظر لفظ جنگ کی تعبیر کی جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ یہاں پر لفظ جنگ نہ تو بین الاقوامی معنوں میں مستعمل ہوا ہے اور نہ اس معنی میں کہ ایک بادشاہ یا جماعت یا اقتدار اعلیٰ کی حیثیت سے بندگان اعلیحضرت پر فوج کشی کرے۔ اس دفعہ کے لفظ جنگ کے مفہوم میں اعلیحضرت سے لڑائی اور مخالفت بھی داخل ہے۔ اگر واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ محض بڑی بڑی فوج کشی کو ہی اس میں داخل کیا جائے تو اس دفعہ میں اس کی وضاحت ہو جاتی تھی۔

(۸) اس ملک کی نظام حکومت محض اسلامی پر مبنی نہیں ہے اس لئے فقہ کی وہ نظریات وجزیات جو خلفائے راشدین کی حکومت سے متعلق یا مستنبط ہیں موجودہ طرز حکومت سے متعلق نہیں کئے جاسکتے ہیں۔

منجانب تصحیح خواہ مولوی حکیم سید علی صاحب و مولوی کلیم الدین صاحب و مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مودم کر وکیل سرکار۔

منجانب طرفثانیان مسٹر بی۔ ین چوبے و مولوی محمود علی خاں صاحب ایڈوکیٹس۔

آنریبل مولوی محمد خلیل الزماں صاحب صدیقی میر مجلس ۔ ایڈوکیٹ جنرل مولوی کلیم الدین صاحب انصاری و مولوی حکیم سید علی صاحب ایڈوکیٹ نے استغاثہ کی جانب سے اور مسٹر بی۔ ین چوبے منجانب ملزم نمبر (۱) اور مولوی محمود علی خاں صاحب ایڈوکیٹ نے ملزم نمبر (۲) کی جانب سے مکمل بحث کردی ہے۔ مقدمہ ہٰذا صاف ہے

سرکار عالی
بنام
نارائن

اور اس میں کوئی پیچیدہ قانونی مباحث نہیں ہیں - جو کچھ مباحث کئی روز تک ہوتے رہے ہیں اُن کی اجازت اس وجہ سے دیگئی کہ کوئی پہلو نظر انداز ہونے نہ پائے - ملزمین نارائن راؤ اور گنڈ با حاضر اجلاس کو بعض الزامات مندرجہ چالان کی بنا پر عدالت فوجداری بلدہ سے عدالت سشن بلدہ صیغہ ابتدائی عدالت العالیہ پر کمٹ کیا گیا جہاں سے تحقیقات کے بعد نارائن راؤ ملزم نمبر(۱) کے حق میں سزائے قصاص اور دیگر الزامات میں بھی کچھ سزائیں اور اسی طرح ملزم نمبر(۲) کے حق میں سزائے قید دوام با مشقت اور دیگر سزائیں صادر ہوئی ہیں اور اس تجویز کے اعتبار سے مقدمہ تصیحاً ہمارے روبرو پیش ہے - بدوران سماعت بحث ہر دو ملزمین کی جانب سے مرافعے پیش ہوئے اور سرکار کی جانب سے ازدیاد سزا کیلئے ملزم نمبر(۲) کے مقابلہ میں نگرانی پیش ہوئی ہے جنکی سماعت بیک وقت عمل میں آئی -

نارائن عرف باپوا ور گنڈ با عرف گنگارام کا چالان اس بیان سے پیش ہوا تھا کہ وہ سرگرم انقلاب پسند افراد میں سے ہیں ان کا مقصد یہ تھا کہ حیدرآباد کی پُرامن فضار کو مکدر کیا جائے اور حکومت کے رسل ورسائل کو درہم برہم کرنے کے لئے تخریبی اور امن سوز افعال کئے جائیں اور حکومت سرکار عالی کے خلاف بغاوت اور جنگ کرنے پر لوگوں کو اُبھارا اور آمادہ کیا جائے - اس مجرمانہ سازش میں بشمول دو ملزمین حاضر اجلاس جملہ (۱۳) اشخاص شریک تھے جن میں سے ایک یعنی ڈھل راؤ کو وعدہ معافی دیکر گواہ بنا لیا گیا اور بقیہ دس کو مفرور بیان کیا جاتا ہے - بہ تعلق سازش مجرمانہ دفعہ (۷۷) (ب) مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی کا الزام عائد کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ الزامات تحت دفعات (۷۸ - ۷۹) اور دفعہ (۲۴۸) مجموعۂ تعزیرات اور دفعہ (۳ تا ۶) دستورالعمل دھماکہ خیز اشیاء سرکار عالی و قاعدہ ۱۱۲/۵۳ قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی عائد کئے گئے ہیں مؤخرالذکر الزام اس بیان سے عائد کیا گیا تھا کہ ملزمین نے اعلان سرکار نشان (۵۲) مورخہ ۱۱؍شہریور ۱۳۵۵ف بحکم سرکار نشان (۱۳۷۷) مورخہ ۸؍آبان ۱۳۵۶ف کی خلاف ورزی کی ہے -

شیخ حسین جوان کوتوالی گواہ نمبر(۴) استغاثہ ان واقعات کو یوں بیان کرتا ہے کہ مظہر کوتوالی بلدہ کا جوان ہے اور سمت چادر گھاٹ میں متعین ہے مظہر سواری مبارک کے انتظام اور چوپہرہ پر مامور ہے (۴؍بہمن ۱۳۵۷ف) کو سواری مبارک پر جو حادثہ ہوا وہ مظہر کو معلوم ہے اس وقت مظہر آل سنس اسکول کی گلی میں سواری مبارک کے انتظام کے لئے کھڑا کیا گیا تھا - وقت سہ پہر تقریباً (۴) بجے کا تھا جبکہ سواری مبارک پیشی میں آئی مظہر کو یہ معلوم ہوا کہ جب سواری مبارک پیشی میں آتی ہے تو سیٹیاں بجائی جاتی ہیں -

سرکار عالی
بنام
نارائن

مظہر نے یہ سیٹیاں سنکر خود بھی سیٹی بجائی تاکہ مظہر کے آگے کے جوانوں کو معلوم ہوجائے۔ سوا چار بجے کے قریب راستہ روکنے کا حکم ملا۔ یہ حکم جوانان کو توالی کے ذریعہ ملا۔ اس حکم کے ملنے پر مظہر نے لوگوں کو کنگ کوٹھی مبارک کی طرف جانے سے روکدیا اور راستہ چلنے والوں کو ہدایت کردی کہ یا تو آل سنس اسکول کی گلی سے چلے جائیں یا وہیں رک جائیں تقریباً ساڑھے چار بجے سہ پہر کو موٹر مبارک کنگ کوٹھی کی طرف سے آئی جس وقت موٹر مبارک آل سنس اسکول کی گلی کے پاس پہنچی تو ایک شخص ایک دم سے اس گلی میں سے نکلا مظہر اپنا بایاں ہاتھ پھیلا کر سائیڈ دیرہا تھا کہ وہ شخص مظہر کے ہاتھ کے نیچے سے نکلکر آگے بڑھا اس کے اس طرح بڑھتے ہی مظہر نے اس کی جانب منہ پلٹایا۔ مظہر اس طرح اس کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اس نے کوئی چیز موٹر مبارک پر پھیک کر ماری اس طرح کوئی چیز مار کر وہ شخص کنگ کوٹھی کی طرف پلٹا اور اس نے بھاگنا شروع کیا۔ مظہر اپنا پوسٹ چھوڑ کر سیٹی بجاتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ پکڑو پکڑو اس کے پیچھے بھاگا۔ اس شخص کو جس نے کوئی چیز موٹر پر پھینکی تھی دیکھوں گا تو پہچان لوں گا۔ مظہر نے کمرے میں چاروں طرف دیکھکر نارائن راؤ ملزم نمبر (۱) کو بتایا اور کہا کہ وہ شخص یہی تھا۔ ملزم جب بھاگا تو مظہر نے اس کا تعاقب کیا۔ مظہر کوئی چھ آٹھ قدم تک ملزم کے پیچھے دوڑا ہوگا کہ پیچھے سے دھماکہ کی آواز توپ کے مانند ہوئی۔ سامنے کی جانب سے چندرا ریڈی جوان مظہر کی سیٹی کی آواز سنکر ہاتھ پھیلائے ہوئے آرہا تھا اور اس کے پیچھے بھی ایک اور آدمی تھا۔ مظہر کے پیچھے بھی چار پانچ آدمی ملزم کا تعاقب کر رہے تھے۔ دھماکہ کی آواز ہوتے ہی سب لوگ ملزم کو پکڑ لئے۔ ملزم بھاگتے ہوئے اپنے کوٹ کی دائیں جانب کی جیب کو پکڑے ہوئے تھا اور جیب میں سے کوئی چیز نکالنا چاہتا تھا۔ تمام لوگ ملزم کو پکڑ کر اس طرف لائے جہاں یہ واقعہ ہوا تھا دو تین ہی قدم لائے تھے کہ سواری مبارک جو اس اثناء میں آگے بڑھ گئی تھی واپس آئی اور ٹرافک کے ایک امین جوزف صاحب بھی آگئے۔ ملزم کو جب پکڑا گیا تو سب نے اس کو مارنا شروع کیا جس وقت سواری مبارک واپس آئی تو ایک عرب اس کو برچھے سے مارنا چاہتا تھا کہ حضرت اقدس و اعلی نے حکم دیا کہ اس کو مت مارو بلکہ کنگ کوٹھی مبارک کی امین کچھری کو لے آؤ۔ حکم شاہانہ کی وجہ سے جوزف صاحب امین نے عرب کے برچھے کو روکنا چاہا تو ان کے ہاتھ کی انگلیوں کو چرٹا آگیا۔ جوزف صاحب کے پہونچنے پر مظہر نے ان سے کہدیا کہ اس کی جیب میں کچھ ہے اس کو دیکھ لیا جائے۔ امین صاحب نے اس کے جیب کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ملزم کو اسی طرح کنگ کوٹھی مبارک کی طرف لے گئے۔ کنگ کوٹھی مبارک کی امین کچھری

سرکار عالی بنام نارائن

کے قریب پہونچنے پر جوزف صاحب نے ایک دوسرے عرب سے کہا کہ ملزم کے کوٹ کی جیب کو کاٹ دیا جائے چنانچہ اُس نے جمبیہ سے وہ جیب کاٹ دی۔ اس جیب میں ایک بم تھا اور ایک اخبار کے کاغذ میں ایک پڑیا تھی اس کے علاوہ ایک شیشی بھی تھی جس میں کوئی بکنی تھی اور اس کو کارگ کا ڈاٹ لگا ہوا تھا۔ ملزم کے ہاتھوں میں وہیں ہتکڑی ڈالدی گئی۔ گواہان نمبر (۲ و ۳) کو بتا کر گواہ سے سوال کیا گیا کہ اُن لوگوں کو اُس روز وہاں کہیں دیکھا تھا تو مظہر بیان کرتا ہے کہ ان کو اس نے سواری مبارک کے آنے کی وجہ سے تنگبھدرا پراجکٹ کے دفتر کے قریب دیوار کے پاس روک دیا تھا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سیکل تھی اور دوسرے پیدل تھا۔ گواہ نمبر (۲) کو بتا کر گواہ کہتا ہے کہ ان کے چہرہ پر ناک کے بائیں جانب چوٹ آئی تھی۔ پھر کہتا ہے کہ اس نے اس پر غور نہیں کیا کہ یہ چوٹ ناک کے بائیں جانب آئی تھی یا دائیں جانب۔ اس کے علاوہ ان کے کنپٹی پر بھی چوٹ آگئی تھی۔ مظہر گواہ نمبر (۲) کی بابتہ کہتا ہے کہ جن مقامات پر گواہ نمبر (۲) کے چوٹ آئی تھی ان مقامات پر یہ یعنی گواہ نمبر (۳) وستی لگائے ہوئے تھا۔ کیونکہ زخم سے خون جاری ہو گیا تھا۔ مظہر معہ دیگر اشخاص کے جب امین کچھری پہونچا تو اس کے بعد کوتوالی کے بڑے بڑے عہدہ دار خفیہ کے مددگار صاحب اور صدر امین صاحب بھی آگئے۔ خفیہ پولیس کے مددگار صاحب نے مظہر اور دیگر اشخاص سے واقعات پوچھے اور پنچنامہ مرتب کئے۔ جہاں یہ حادثہ ہوا وہاں مظہر اور دوسرے لوگ بھی گئے تھے۔ سمنٹ روڈ پر داغ آگیا تھا اور سوراخ ہو گیا تھا۔ دیواروں پر سوراخ پڑ گئے تھے اور وہاں بم کے (۱۸) ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ ان ٹکڑوں کو لے لیا گیا اور پنچنامہ میں اس کا اندراج کر لیا گیا۔ آل سنس اسکول کی گلی میں ایک سیکل بھی ملی۔ اس کی بابتہ ایک جوان نے کہا کہ نہ معلوم یہ کس کی سیکل ہے اس لئے اس کو بھی لے لیا گیا اور پنچنامہ میں اس کا بھی اندراج کیا گیا۔

(نوٹ:۔ دیگر گواہان رویت کی شہادت کو تفصیل سے درج کیا گیا)۔

اس کثیر شہادت رویت اور واقعہ متعلقہ کے پیش نظر ہمیں اُن واقعات کو جو اُن گواہوں نے بیان کئے ہیں، ثابت قرار دینے میں کوئی تامل نہیں ہے جو ملزم نمبر (۱) کے تعلق سے بیان کئے جاتے ہیں ملزم نمبر (۱) نے اپنے بیانات اقبالی میں بھی اس امر سے اقبال کیا ہے کہ اس نے اس روز اُس وقت بم پھینکا تھا۔ عدالت سشن نے بھی ان واقعات کو ثابت قرار دیا ہے اور ہمارے روبرو کوئی موثر اعتراض ان گواہوں کی صداقت پر نہیں کیا جا سکتا۔ گواہ نمبر (۱۲) سید محمد عابد

سرکار عالی
بنام
نارائن

دفتر سے اپنے گھر آرہا تھا کہ اثناء راہ میں سواری مبارک کی وجہ سے میتھوڈسٹ ہائی اسکول کے پھاٹک کے قریب روک دیا گیا۔ شرف الدین گواہ نمبر (۹) کی شناخت کی یہ وہی جوان ہے جس نے اُسے روکا تھا۔ یہ بیان کرتا ہے کہ انسپکٹر جوزف صاحب بھی وہاں پہلے سے موجود تھے۔ جوزف گواہ نمبر (۵) کی شناخت کی سیٹیوں کے بجنے کے تھوڑی دیر بعد ایک زور کے دھماکہ کی آواز آئی یہ آواز کنگ کوٹھی مبارک کی جانب سے آئی تھی اُس مقام پر جہاں یہ گواہ کھڑا تھا دو اور آدمی پہلے سے کھڑے ہوئے تھے۔ گواہ نے گنڈیا نامی ملزم کو بتایا اور قریب جاکر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ان دو میں سے ایک یہ ہے اور دوسرے شخص کے متعلق کہا کہ اس وقت اجلاس پر موجود نہیں ہے۔ یہ بیان کرتا ہے کہ آواز سنکر وہاں جو لوگ تھے آواز کی سمت میں روانہ ہوئے لیکن گنڈیا ملزم نے اسکول کی پھاٹک سے ایک سیکل نکالی اور مخالف سمت میں چلا گیا۔ گواہ نمبر (۹) شرف الدین اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہے جو گواہ صدر نے بیان کیا ہے کہ گنڈیا ملزم پھاٹک سے سیکل لیکر مخالف سمت چلا گیا۔ مقدمات فوجداری میں بالعموم جرائم کی نوعیت کے تعلق سے حالت ذہنی یا نیت کو جہاں یہ جرم کے اجزاء اہم سے ہوں بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے لیکن وجہ تحریک جرم بالعموم اجزائے جرم سے نہیں ہوا کرتی کسی جرم کے ثبوت کا دار و مدار جس طرح نیت یا احتمال پر ہوسکتا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ اُسی طرح وجہ تحریک جرم بھی معمولاً ظاہر یا ثابت کی جائے۔ وجہ تحریک جرم کی جو کچھ اہمیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ افعال انسانی انسان کے صاحب شعور ہونے کی وجہ سے کسی نہ کسی سبب سے ہوا کرتے ہیں اور ان اسباب کی تلاش میں وہ قرائن مہیا ہو سکتے ہیں جن سے ثبوت جرم میں مدد لیجا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وجہ تحریک پر بھی ایک حد تک جہاں یہ ثابت ہو نظر ڈالی جاتی ہے نیت حالت ذہنی ہوتی ہے اور اُن نتائج کے پیدا کرنے کے تعلق سے جو کسی فعل کے ذریعہ سے مقصود ہو ان افعال کی غرض یا مقصود کا پتہ چلتا ہے۔ اس مقدمہ میں خصوصاً دفعہ (۸) مجموعۂ تعزیرات کے تعلق سے لفظ "جنگ" کے معنی کو متعین کرنے کے سلسلہ میں اس دفعہ کی خاص نوعیت کے اعتبار سے جیسا کہ بروقت بتایا جائیگا جو غرض تھی اور جو نتیجہ پیدا کرنا مقصود تھا اُس کو غیر اہم خیال نہیں کیا جاسکتا۔

ملزم نمبر (۱) لا کلاس کا طالبعلم تھا اور ملزم نمبر (۲) پالماکول کا باشندہ تھا اور حیدرآباد کے ایک اصلاح خانہ کا ملازم تھا۔ ملزم نمبر (۱ و ۲) کے تعلقات میل جول اور قریب تر زمانہ میں ان دونوں کی ملاقات اور طرز عمل کے متعلق راست شہادت پیش ہوئی ہے۔ دونوں کے پاس سے ایک ہی نوعیت کے بم خطرناک اشیاء برآمد ہوئے مندرجہ

سرکار عالی
بنام
نارائن

برآمد ہوا ہے جو ایک ہی قسم کا ہے۔ ملزم معافی یافتہ گواہ نمبر (۳۲) کا بیان یہ ہے کہ اس گواہ کے داماد ناگوجی کے مکان کے قریب سلطان بازار میں لچھمن راؤ وکیل کا مکان ہے اور ناگوجی کے ہاں آمد و رفت کے سلسلہ میں اس سے ملاقات ہوئی اس وکیل کے مکان میں ایک سال ہوا تقریباً (۲۵) آدمی اس غرض سے جمع ہوئے تھے کہ ہندو مسلمانوں کے جھگڑوں کے سلسلہ میں تیاری کی جائے۔ گواہ نے ان اشخاص میں سے بعض کے نام ظاہر کئے ہیں جو وہاں جمع ہوئے تھے جن میں وہ کہتا ہے کہ ایسے لوگ بھی تھے جو سیاسی خیالات رکھتے تھے۔ چنانچہ یہ تصفیہ ہوا کہ دفاعی اغراض کے لئے ہتھیار اور غلہ مہیا کیا جائے۔ ہنومان وائم شالہ واقعہ سلطان بازار میں ایک شخص شنکر راؤ ساکن بمبئی کی صدارت میں ایک جلسہ بھی ہوا۔ اس تحریک کی پیشرفت میں ہر محلہ سے ایک ایک آدمی طلب کیا گیا وہاں پر ڈائنبر۔ پٹرول وغیرہ منگوا کر کچھ تجربہ کیا گیا جس کے پھٹنے سے شیشہ ٹوٹا۔ ایک بڑی آنچ ہوئی۔ پھر ایک میٹنگ شیولال باغ میں پنڈت نریندر کی صدارت میں ہوئی اور اس سلسلہ میں محلہ داری کمیٹیوں کی تنظیم عمل میں لائی جا رہی تھی اُس زمانہ میں کچھ مسلمان اور ہندوؤں میں بعض مقامات پر جھگڑے ہوئے۔ اسٹیٹ کانگریس کا چکڑ پلی میں جلسہ ہوا جس میں یہ طے پایا کہ ہمیں ذمہ دارانہ حکومت ملنی چاہیئے اس طرح کے جلسہ اور بھی ہوتے رہے۔ گواہ کہتا ہے کہ "لچھمن وکیل نے مجھ سے کہا کہ میں آج سے وکالت چھوڑ دیتا ہوں اور اس کاروبار میں لگ جاتا ہوں۔ مکانوں کو ڈائنامیٹ لگانا۔ سرکاری عمارتوں کو ڈائنامیٹ لگانا اور شیشوں میں ڈائنامیٹ رکھکر کانچ کے ٹکڑے رکھکر بتی سلگا کر مجمع کے اوپر پھینکنا یہ میرا کام ہوگا۔ تم بھی اس کام میں میرے ساتھ رہو اور ہمت سے کام کرو نوجوانوں کو مارنے مرنے کے لئے تیار کرنا چاہیے۔ میں نے مادھو سنگھ ساکن چکڑپلی کو روپیہ دیکر دو سو تین سو ڈائنامیٹ خریدنے کے لئے بھیجا ہے" مادھو سنگھ نے لچھمن وکیل کو ڈائنامیٹ لا کر دیا تھا اور وہ ڈائنامیٹ محلہ کے اشخاص میں تقسیم کیا گیا۔ منظر کو بھی ڈائنامیٹ دیا گیا۔ بسواراج نے بھی منظر اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ سرکاری عمارتوں۔ ٹپہ خانوں اور پولیس کے محکموں پر ڈائنامیٹ لگایا جائے۔ منظر اور ستیا کو ایک بم دئے جو رنگ کا ہرا تھا جس پر سُتلی لپٹی ہوئی تھی اور بتی بھی لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس گواہ نے بعض جگہ ان چیزوں کا استعمال بھی کیا۔ حیدرآباد کے کارگزار لوگوں کی طلبی پر منظر اور جگن پچیس روپیہ کلدار حاصل کر کے بمبئی گئے یہ رقم لچھمن راؤ کا چلکر نے دی۔ بمبئی پہنچکر محلہ کاماٹی پورہ میں اُنہوں نے قیام کیا جہاں حیدرآباد اور دیگر مقامات کے اور بھی اشخاص آئے تھے۔ وہاں پر ایک میٹنگ سوشلسٹ پارٹی کے دفتر میں ہوئی۔

سرکار عالی بنام نارائن

جس میں اچھوت سپور دھن نے یہ کہا کہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ نظام کے خلاف لڑائی کرنے کے لئے مورچہ بنانا چاہیئے اس نے یہ بھی کہا کہ ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ نظام اسٹیٹ میں ہر گاؤں اور ہر موضع میں پولس کتنی ہے۔ بلدہ میں کتنی پولس ہے۔ ان میں سے ہتھیار بند پولس کتنی ہے اور بغیر ہتھیار کے کتنی ہے۔ اس طرح لڑائی کرنے کے لئے دیگر معلومات مہیا کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی کہ قبل مورچہ بندی یہ معلوم کیا جائے کہ کہاں کہاں اسٹیشن ہے اور ریلیں کس سمت جاتی ہیں اور حصول معلومات کے لئے صدر دفتر شولاپور قرار دیا گیا اس کے بعد مظہر دوبم لچھمن وکیل سے لیکر واپس چلا آیا یہ بم اور ڈائنامیٹ ہدایت پرکشٹما چاری کے ایک آدمی کو دیدیا گیا۔ کشٹما چاری ایک وکیل ہے اس کاروبار کے چلانے کے لئے دو پارٹیاں بنائی گئیں۔ ایک پارٹی کے صدر بھٹ روپ وکیل تھے اور دوسرے کے لچھمن وکیل۔ مظہر کا آنا جانا ان دونوں پارٹیوں میں تھا ان کا مقصد ایک ہی تھا۔ یہ گواہ کچھ بند لفافے بھی پہنچاتا رہا ہے۔ راجہ پنالال کے طویلہ کے اندر ایک کمرہ اس قسم کے مشورہ کے لئے لیا گیا وہاں میٹنگ ہوا کرتی تھیں یہ کمرہ مظہر کو ملزم نمبر (۲) نے لیجا کر بتایا۔ جس وقت لچھمن راؤ کا چلکرنے مظہر سے ایسا کہا تھا اُس وقت لچھمن راؤ مذکور کے گھر میں مظہر اور ملزم نمبر (۲) کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ اس کے دو چار روز کے بعد راجہ پنالال کے طویلہ کے کمرہ میں میٹنگ ہوئی جس میں ملزم نمبر (۱) اور ملزم نمبر (۲) اور دیگر اشخاص شریک تھے۔ اس میٹنگ میں جہاں یہ دونوں ملزمین شریک تھے یہ تصفیہ کیا گیا کہ نرسنگراؤ صدر امین اور دو امناء کو مار ڈالا جائے کیونکہ وہ ہندوؤں وغیرہ کو گرفتار کرتے ہیں۔ اس کے دوسرے یا تیسرے دن اسی کمرے میں ایک اور میٹنگ ہوئی جس میں ملزمین نمبر (۱ و ۲) اور دیگر اشخاص شریک تھے۔ ان امناء کے علاوہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب کو بھی مارنے کا تصفیہ ہوا یہ مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ ملزم نمبر (۱) نے ذات اقدس و اعلیٰ کے تعلق سے بھی تحریک کی۔ ملزم نمبر (۱) نے کہا کہ "مجھے ایک پستول دلاؤ میں سب کچھ انجام دیدیتا ہوں" گواہ کہتا ہے کہ اس جلسہ میں نارائن راؤ نے خود حضرت بندگان اقدس کا نام لیکر یہ تجویز کی تھی۔ میٹنگ کے تمام شرکا نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس میٹنگ میں ہتھیار کا مہیا کرنا بھی طے پایا اور اس کے بعد ہتھیار کے مہیا کرنے کے تدابیر ہوئے ایک میٹنگ میں نارائن راؤ ملزم نمبر (۱ و ۲) بھی تھے جہاں ملزم نمبر (۱) نے یہ کہا کہ اُسے پستول حسب وعدہ مہیا نہیں کیا گیا اور وہ موٹر مبارک پر بم پھینکنے کے لئے تیار ہے۔ اس میٹنگ کے تیسرے دن بعد

سرکار عالی
بنام
نارائن

ملزم نمبر (۱) نے مظہر سے ملکر کہا کہ ریڈی پوچنا دم نے اُسے ایک بم دیا ہے "لیکن ایک بم سے کیا ہوتا ہے ہم تین آدمی بم مارنے کے لئے تیار ہیں اگر ایک سے ...... بچ جائیں تو دوسرا اور اس سے بچ جائیں تیسرا مار سکے" اس کے کچھ دنوں بعد مظہر شولاپور چلا گیا - وہاں ملزم نمبر (۱) پہلے سے موجود تھا - نارائن راؤ نے مظہر سے کہا کہ اُسے اپنی مشق کے لئے ایک موٹر ملی ہے کہ وہ چلتی موٹر میں گیند پھینکنے کی پراکٹس کر رہا ہے - لچھمن راؤ وکیل نے نارائن ملزم وغیرہ سے کہا کہ یہ لوگ حیدرآباد جائیں - ہفتہ تک تین بم بھیجدئے جائیں گے - یہ لوگ بلدہ واپس آئے - نارائن راؤ نے مظہر سے کہا تھا کہ یہ تین آدمی تین بموں کو سرکار کی موٹر پر پھینکینگے اُس نے کہا تھا تین آدمی تین جگہ کھڑے رہیں گے تاکہ ایک بم "فیل ہو جائے تو دوسرا استعمال کیا جائے اس سے بھی کامیابی نہ ہو تو تیسرا پھینکا جائے" نارائن راؤ نے ان تین آدمیوں کے نام خود اور ملزم نمبر (۲) اور ایشورایا بتلائے تھے - چنانچہ گواہ نے تفصیل بتائی ہے کہ کئی بم اور ایک سفوف جو زہر ہے اور کچھ روپیہ حاصل کیا - روپیہ اور زہر حاصل کرنے کی غرض یہ تھی کہ واقعہ کے بعد روپوشی اختیار کی جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو زہر کا استعمال اپنے اوپر کیا جائے تاکہ یہ راز کھلنے نہ پائے - نارائن راؤ ملزم نمبر (۱) وغیرہ اُس روز رات کی گاڑی سے شولاپور سے حیدرآباد روانہ ہو گئے اس کے دو تین روز کے بعد مظہر کو ریڈیو سے معلوم ہوا کہ نارائن راؤ نے سرکار کی موٹر پر بم پھینکا یہ بلدہ کو حالات معلوم کرنے کے لئے لچھمن راؤ کے حکم پر آیا ہوا تھا کہ اُسے خفیہ پولیس نے گرفتار کر لیا - اس گواہ کی نشاندہی سے بہت کچھ خطرناک اشیاء د برآمد ہوئے اور اس گواہ کے بعض اہم اجزاء کی تائید جو ثبوت جرم سے متعلق ہے اُس شہادت مقدمہ سے ہوتی جس سے اب ہم بحث کریں گے - نیز جو اشیاء اور بم اور زہر ملزمین کے پاس یا اُن کی نشاندہی سے برآمد ہوا ہے وہ اس بیان کی تفصیلات کے مطابق ہے -

(نوٹ - دیگر گواہان واقعہ متعلقہ کو تفصیل سے درج کیا گیا) -

شہادت کے پیش نظر کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ملزمین کے افعال مجنونانہ یا ایسے معصومانہ تھے کہ محض سنسنی پیدا کرنا مقصود تھا - ظاہر ہے کہ محض سنسنی پیدا کرنے کے لئے موٹر کے اندر گولہ پھینکنے کی مشق کس غرض سے کی جا سکتی تھی - ہمارے روبرو لائق وکیل ملزم نمبر (۱) نے یہ بحث بھی کی ہے کہ ملزم ان افعال کے ارتکاب کے وقت دیگر اثرات کے تحت عمل کر رہا تھا یعنی مختلف اشخاص کے زیر اثر آ گیا تھا کہ وہ اپنے افعال کا بوجہ حالت دماغی ذمہ دار نہیں خیال کیا جا سکتا - مگر مقدمہ میں ایسا

کوئی مواد یا روئداد نہیں ہے جس پر اس بحث کو مبنی کیا جاسکے اور نہ اس نوعیت کے کوئی جوابدہی ہوئی۔

قوانین تعزیری کا عام اصول یہ ہے کہ کسی شخص کا کسی اور کو کسی امر کے کرنے کے لئے ترغیب دینا یا آمادہ کرنا خواہ کسی بناء پر کیوں نہ ہو اُس شخص کی ذمہ داری سے بچنے کا سبب نہیں ہوسکتا جس نے ایسی ترغیب میں آکر ایسا عمل کیا۔ اول تو ایسی ترغیب ثابت ہی نہیں ہے جس سے یہ کہا جاسکے کہ ملزم نمبر(۱) ایسی کیفیت یا حالت میں تھا کہ اُس کو محض آلۂ کار بنایا گیا اگر واقعات کو پیش نظر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت بلا کسی ترغیب یا تحریص کے اس امر کا وہ خود محرک ہوا کہ اس طرح بم پھینکا جائے اور قطع نظر بیان ملزم معافی یافتہ متذکرۂ صدر ملزمین نمبر(۱ و ۲) بوقت ارتکاب جرم بالکل آزاد تھے اور کوئی امر اس کا مانع نہ تھا کہ وہ ان افعال کے ارتکاب سے باز رہتے یا اس تیاری میں حصہ لینے سے انکار کردیتے اور اگر اس نقطۂ خیال کو کوئی اہمیت دیجائے کہ ان ملزمین نے اپنی دیدہ دلیری کو اپنے ہم نشینوں میں قابل فخر خیال کیا تو ظاہر ہے کہ ہر ملزم جو اس قسم کے افعال میں کوئی اخلاقی کمزوری محسوس نہ کرتا ہو قانونی گرفت کے باہر ہو جائیگا اور یہ عجیب وغریب صورت ہوگی کہ مجرمانہ نیت اور دلیری کو سبب نجات یا جوابدہی بنایا جائے۔ اس شہادت سے اور اُن واقعات سے جو پیش آئے ظاہر ہے کہ ملزم یہ بخوبی جانتا تھا اور سمجھ سکتا تھا کہ وہ ایک سنگین ترین جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ قانون معمولی فہم کے انسانوں سے متعلق بھی یہی قیاس رکھتا ہے کہ وہ قانون سے واقف اور اپنے مجرمانہ افعال کی ذمہ داری کو معمولاً سمجھتے ہیں اور کسی ملزم کو نہ صرف ممالک محروسہ سرکار عالی میں بلکہ دنیا کے کسی متمدن ملک میں بھی ملزم کو مجرم قرار دینے کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ اُس کے افعال تمام خارجی اثرات سے پاک وصاف تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان پر اپنے ہم نشینوں کا یا اُس سوسائیٹی کا جس میں اُس کی نشست و برخاست ہو کچھ نہ کچھ اثر ہوا کرتا ہے اور محض یہ واقعہ کہ اس طرح کوئی شخص ارتکاب جرم پر مائل ہوگیا سبب نجات نہیں ہوسکتا۔ ممکن ہے کہ ایک سارق فاقہ کشی یا اپنے گھر کی مجبوریات سے یا گھر والوں کی ترغیب یا تحریص پر سرقہ کرے یہ ممکن ہے کہ ایک زانی یا بدکار اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے۔ ممکن ہے کہ ایک قاتل اپنے اعزاء یا احباب کے کہنے پر شخصی نمائش شیخی یا کسی جائداد کی منفعت حاصل کرنے کے لئے قتل کا ارتکاب کرے عموماً جرائم کے یہی اسباب ہوا کرتے ہیں اور اگر اس قسم کی جوابدہی کی اجازت دیجائے تو جرائم کا کوئی انسداد ممکن ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قوانین تعزیری میں اس قسم کے وجوہ کو جوابدہی یا قابل لحاظ قرار نہیں دیا گیا ہے اور نہ بلحاظ منطق ہے۔ اخلاقیات

سرکار عالی
بنام
نارائن

کی روسے دیا جاسکتا ہے ۔

یہ امر شہادت سے بخوبی ثابت ہے کہ ملزمین نے اپنے غرض اور مقصد کے پورا کرنے میں وہ تمام تدابیر اختیار کئے اور اہتمام کیا جو نہ صرف ان امور کی تکمیل کے لئے تفصیلات کے طور پر ضروری تھا بلکہ اُن سازشوں کو اخفا کرنے کے لئے جن کی پیشرفت میں ان افعال کا ارتکاب عمل میں آیا۔ پوشیدہ رکھنے کی غرض سے ایک سفید سفوف جسے سوڈیم نائٹریٹ کہا جاتا ہے اپنے قبضہ میں رکھا کثیر شہادت سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ارتکاب جرم کے بعد ملزمین اپنے اپنے مقامات سے فرار ہونے کی کوشش میں تھے جس میں سے ایک اُسی وقت گرفتار ہوگیا ۔ ایک ہی نوعیت کے بموں کا اور ایک ہی نوعیت کا زہر اور سفوف کا دو مختلف افراد کے پاس سے برآمد ہونا خصوصاً جبکہ ان اشیاء کا ایک امر غیر معمولی ہے ۔ ان دونوں کے تعلقات کے کڑیوں کے ثبوت میں تائیدی شہادت کی حیثیت رکھتا ہے جس سے ان کی غرض مشترک کا بھی پتہ چلتا ہے ۔ ہمارے کہنے کا مقصود یہ ہے کہ اگر مختلف اشخاص کے پاس سے ایسے معمولی اشیاء برآمد ہوں جو معمولی یا روزمرہ کے استعمال میں آتے ہیں یا ایسے غیر معمولی اشیاء برآمد ہوں جو ارتکاب جرم کے لئے استعمال میں نہیں آئے تو ظاہر ہے کہ مختلف اشخاص کے پاس سے ایسی برآمدگی میں کسی تعلق یا مشترکہ نیت کا قیاس عقلاً و فہماً قابل پذیرائی نہیں ہے لیکن جب خاص نوعیت کے ایسے خطرناک اشیاء جو صرف ارتکاب جرم ہی میں استعمال کئے جاتے ہیں اور ایک ہی ساخت کے ہونے کی وجہ سے ایک ہی ذریعہ سے حاصل کئے گئے ہوں اور اُن کے حاصل کرنے میں غیر معمولی سعی اور رازداری درکار ہو اور اس نوعیت کے نہ صرف بم بلکہ ایک ہی نوعیت کا زہریلا سفوف دو مختلف افراد کے پاس سے برآمد ہو تو اس سے حالات مقدمہ میں قوی قیاس اس امر کا پیدا ہوتا ہے کہ مشترک مجرمانہ اغراض کے لئے یہ اشیاء حاصل کئے گئے ۔

بطور ایک مسئلہ قانونی کے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تجربات انسانی کی بناء پر توازن شہادت کے جو اصول مقررہ ہیں اُن کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملزم معافی یافتہ کا بیان اور اسی طرح ملزمین کے اقبالات محتاج تائید ہوتے ہیں اور محض ان دونوں کی ایک دوسرے کی تائید پر ثبوت جرم کو کلیتاً مبنی کرنا احتیاط کے خلاف خیال کیا گیا ہے کیونکہ یہ مسلمہ ہے کہ دو کمزور کڑیوں کے ملانے سے ایک قوی کڑی نہیں بن سکتی ۔ اس مقدمہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ مقدمہ کے ثبوت کا دارومدار اقبالات اور ملزم معافی یافتہ کے بیان پر نہیں ہے اور اگر ان دونوں اجزائے شہادت پر نظر ڈالی بھی جاتی ہے تو اس

سرکار عالی بنام نارائن

تسلسل واقعات اور اُن مقاصد کو معلوم کرنے کے لئے جو ان واقعات پر منتج ہوئے اور ان بیانات کی تائید موثق امور اور ثبوت جرم میں ایسی قوی شہادت سے ہوئی ہے کہ قابل وکلا کی ذہانت بھی اس شہادت کی قوت پر کوئی اعتراض پیدا نہ کرسکی

(**نوٹ**:۔ ملزمین کے اقبالات اور برآمدگی مال کی تفصیلی شہادت کو درج کیا گیا)۔

اس شہادت پیش شدہ سے عدالت تحت نے علاوہ دیگر جرائم کے ملزمین کو دفعہ (۷۸) تعزیرات آصفیہ کا مرتکب قرار دیا ہے ۔ ذیعلم حاکم ابتدائی نے اپنی بسیط تجویز میں قانون بغاوت یعنی (HIGH TREASON) پر انگلستان اور ہندوستان کے مروجہ قوانین اور انکی تاریخ پر کافی روشنی ڈالی ہے ۔ انگلستان کے احکام متعلقہ بغاوت (HIGH TREASON) کے تعلق سے سر جیمس اسٹیفن نے اپنی کتاب انگلستان کے قوانین تعزیری کی تاریخ کی جلد دوم کے ص (۲۶۹) پر یہ بتایا ہے کہ ایک شخص کا حملہ دوسرے معمولی شخص پر خواہ کیسی ہی شدت کے ساتھ کیوں نہ ہو خواہ کیسے ہی حالات میں کیوں نہ کیا جائے (HIGH TREASON) کی حد تک نہیں پہنچ سکتا ۔ لیکن جبر خواہ کیسا ہی خفیف کیوں نہو بادشاہ کے مقابلہ میں استعمال کیا جائے (HIGH TREASON) کی حد تک پہنچ جاتا ہے ۔ انگلستان کی کیفیات اس خصوص میں مخصوص ہیں ۔ برٹش انڈیا میں اُس زمانہ میں جب تاج برطانیہ نے راست حکومت کو حاصل نہیں کیا تھا یہ امر بحث طلب تھا کہ ہندوستانی رعایا کی اطاعت (ALLIGIANCE) ہندوستان کے بادشاہ سے وابسطہ تھی یا تاج برطانیہ سے چونکہ اُس وقت تاج برطانیہ کا تعلق ہندوستان سے محض عملاً تھا جسے قانونی حیثیت حاصل نہ تھی ۔ البتہ جب تاج برطانیہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے راست حکومت ہند حاصل کرلی تو ایسا کوئی اشتباہ اس اطاعت کے بارہ میں باقی نہیں رہا ۔ چنانچہ جب قانون تعزیرات ہند میں اس نوعیت کے احکام وضع کئے گئے ۔ ظاہر ہے کہ ہندوستانیوں کو بادشاہ کی ذات سے بوجہ اس فصل کے جو پایہ تخت شہنشاہ برطانیہ اور ملک ہندوستان میں تھا بادشاہ کی ذات سے راست واسطہ نہیں ہوسکتا تھا بلکہ اطاعت کی نوعیت سیاسی یا قانونی تھی ۔ ان مسائل اطاعت کے تعلق سے بعض اصولوں پر بمقدمہ مہاراجہ فرید کوٹ بنام اننت رام (۱۱۴) انڈین کیسز ص ۶۲ بصفحہ (۶۸) نظر دوڑائی گئی ہے برخلاف اس کے مملکت حیدرآباد کی حالت بالکل مختلف رہی ہے ۔ ان مسائل پر عدالت تحت کے فیصلہ میں کافی غور ہوچکا ہے ۔ ہمیں یہاں اس مسئلہ سے بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ دفعہ (۷۸) تعزیرات کے مماثل جو دفعہ برٹش انڈیا میں ہے اُس کو ہندوستان سے کس تاریخی حالات اور مقامی ضروریات

سرکار عالی بنام نارائن

کی بناء پر اخذ کیا گیا۔ باب (۵) جرائم خلاف سرکار دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی کے الفاظ یہ ہیں۔

"کوئی شخص بندگان اعلیٰحضرت ..... کے مقابلہ میں جنگ کرے یا جنگ کرنے کا اقدام یا اعانت کرے اس کو موت یا قید دوام کی سزا دیجائے گی اور اس کی کل جائداد ضبط ہوگی"

یہاں پر عملی سوال یہ پیدا ہوگیا ہے کہ جس طرح اس سازش کی پیشرفت میں ملزم نمبر (۱) نے سواری مبارک پر بم پھینکا۔ ملزم نمبر (۲) نے اسی میں پوری پوری شرکت کے ساتھ ایک مقام پر اپنا قیام اس غرض سے کیا تھا کہ جب وہاں تک موٹر پہنچے تو اپنا وار کرے گا تو کیا چند اشخاص کے اس طرح کے افعال باوجود اس کے کہ ذات شاہانہ کے تعلق سے ہو لفظ جنگ مستعملہ دفعہ مذکور میں داخل ہو جائیں گے۔ اس میں کلام نہیں ہے کہ قانون میں صیغۂ واحد میں جمع داخل ہوتی ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ الفاظ "کوئی شخص" میں اگر ایک جماعت تعبیراً داخل ہے تو شخص واحد بھی یقیناً صریح الفاظ کی رو سے اسی دفعہ میں داخل ہے۔ پس اس دفعہ کے الفاظ اور ترتیب کے اعتبار سے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ جرم کا ارتکاب ایک شخص کی جانب سے نہیں ہوتا بلکہ جرم کے ارتکاب کے لئے ایک کثیر اجتماع کی ضرورت ہے اگر یہ استدلال کیا جائے کہ ایسا شخص ہونا چاہئے جس کے تحت کوئی جماعت یا فوج ہو تو کسی اصول تعبیر کے لحاظ سے بھی اس دفعہ میں ایسے مفہوم کو داخل کرنا اس دفعہ میں الفاظ کے بڑھا دینے کے مترادف ہوگا الفاظ "کوئی شخص" کو لفظ جنگ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ یہ جنگ ایسا بھی ہو سکتا ہے جس میں شخص واحد داخل ہو اگر الفاظ "کوئی شخص" کے پیش نظر لفظ جنگ کی تعبیر کی جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ یہاں پر لفظ جنگ نہ تو بین الاقوامی معنوں میں مستعمل ہوا ہے اور نہ اس معنی میں کہ ایک بادشاہ یا جماعت یا اقتدار اعلیٰ کی حیثیت سے بندگان اعلیٰحضرت پر فوج کشی کرے۔ وجہ یہ ہے کہ معمولی ضوابط ایسے بین الاقوامی حالات کے لئے وضع نہیں کئے جاتے بلکہ طریقۂ کار تو یہی رہا ہے کہ ایسے اشکال میں بین الاقوامی رواج اور برتاؤ پر مہذب ممالک عمل کرتے ہیں نہ کہ شخصی میونسپل قوانین پر۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اگر کسی ملزم پر یہ تعریف صادق آسکے اور وہ شخص تعزیرات کے زیر اثر آجائے تو محض اس بناء پر اس دفعہ کے باہر نہیں ہو سکتا کہ اس کا تعلق کسی بڑی جماعت سے یا کسی اور اقتدار اعلیٰ سے تھا یہ اور بات ہے کہ بالعموم ایسی شکل پیدا نہ ہو۔ دوسری جانب یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ جو جنگ یا جس کا اقدام

سرکار عالی بنام نارائن

یا اعانت اس دفعہ میں جرم بتایا گیا ہے اس کا بندگان اقدس سے ہونا ضروری ہے ۔ ممکن ہے کہ لفظ جنگ کے مفہوم اور معنی کے تعلق سے اغراض و مقاصد فساد کو اہمیت دیجا سکے ۔ اس معنی میں کہ اُس فساد میں جس کے تعلق سے الزام عائد کیا جارہا ہے فساد کے اغراض ایسے ہوں کہ جنگ کی تعریف میں داخل ہوجائیں یہ مسئلہ اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہے جس کے متعلق ہم بحث کریں چونکہ بندگان اعلحضرت اور حکومت کا تعلق اس مملکت ابد مدت میں کچھ ایسا ہے کہ عمومی اقوامی یا شخصی مقاصد کا امتیاز بہت مشکل معلوم ہوتا ہے ۔ ہمیں اس بحث میں جانے کی ضرورت اس وجہ سے نہیں ہے کہ یہاں کوئی شخصی یا ذاتی مقاصد بھی ظاہر نہیں ہوتے اگر ان مقاصد کو ثابت قرار دیا جائے جو ملزم معافی یافتہ نے بیان کئے ہیں اور جن کی تائید موٹر ڈرائیور وغیرہ کے بیانات سے ہوتی ہے تو یقیناً یہاں بھی اغراض اور مقاصد اس قسم کے تھے جو ایک بین الاقوامی جنگ کی صورت میں بھی ہوسکتے تھے ۔ ملزمین کی غرض ان افعال سے یہ تھی کہ حکومت کے نظم و نسق کو درہم و برہم کیا جائے اور بعض عمومی یا سیاسی مقاصد حاصل کئے جائیں ۔

لفظ جنگ کے معنی کے تعلق سے ذیعلم حاکم ابتدائی نے کافی روشنی ڈالی ہے اور آتش کے ایک شعر سے بھی استدلال فرمایا ہے ۔ گو ہمارے سامنے یہ بحث کی گئی کہ شاعرانہ تخیلات کو اس دفعہ کی تعبیر میں دخل نہ ہونا چاہیئے ۔ لیکن اشعار میں الفاظ کو اس غرض سے بھی دیکھا جاتا ہے کہ کسی لفظ کے کیا معنی لئے گئے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی شعر سے کسی لفظ کے استعمال کو معلوم کرنے میں شاعرانہ تخیلات کو بھی دخل ہو ۔ قطع نظر اس کے لفظ جنگ کی جو تعریفات و توضیحات مسلمہ کتب میں بتائے گئے ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عملاً بھی لفظ جنگ بڑی جماعتوں یا حکومتوں کی فوج کشی کی حد تک محدود نہیں ہے اور شاعری میں صرف بار کی مصنوعی لڑائی ہی سے اس کو متعلق نہیں کیا گیا بلکہ فردوسی نے شاہنامہ میں شخصی مقابلوں کے لئے بھی جنگ کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ کنسائز لاڈکشنری کے ص ۱۳۱۰ پر (WAR) وار کے معنی "جنگ" لڑائی کے لئے ہے اور اسٹانڈرڈ انگریزی اردو ڈکشنری مؤلفہ مولوی عبدالحق کے ص (۱۴۶۰) پر جو معنی لئے گئے ہیں وہ یہ ہیں ۔ لڑائی ۔ جنگ (اقوام کی اور مجازاً افراد کی) نبرد ۔ حرب ۔ رزم خصومت ۔ پرخاش ۔ پیکار ۔ نور اللغات جلد دوم ص ۳۴۰ پر جنگ کے معنی لڑائی ۔ معرکہ ۔ عداوت ۔ کینہ ۔ بیر اور جامع اللغات جلد اول ص ۵۰۴ پر جنگ کے معنی لڑائی ۔ فساد ۔ جھگڑا ۔ تکرار ۔ یہی مفہوم اردو قانونی ڈکشنری ص ۲۱۹ اور فرہنگ آصفیہ جلد اول و دوم ص ۵۵۲ میں دئے گئے ہیں ۔ ہفت قلزم جلد دوم ص (۱۳۱) میں

سرکار عالی بنام کنارائن

جنگ کے معنی جدال۔ قتال کے لئے گئے نہ صرف اردو ہی میں لفظ جنگ کے معنی کو محض بڑی بڑی جنگ کی حد تک محدود نہیں کیا گیا بلکہ حالت مخالفت کو بھی اس میں داخل کیا گیا ہے اگر لفظ جنگ کے معنی اس طرح صاف نہ بھی ہوتے تب بھی اس دفعہ کے مفہوم اور لفظ "کوئی شخص" کے استعمال کی وجہ سے یہ تعبیر قرین صواب تھی کہ اس قسم کے افعال کو جو بندگان اعلیحضرت کے خلاف عمل میں لائے جائیں اس دفعہ میں داخل متصور کرنا چاہئے۔ لیکن جب جنگ ہی کے معنی میں مخالفت اور لڑائی داخل ہے تو پھر لفظ جنگ کے استعمال ہونے سے جو مباحث اس تعلق سے پیدا کئے جارہے ہیں ان کے لئے نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ اس کا کوئی محل ہے۔ واضعان قانون کا اگر یہ منشاء تھا کہ محض بڑی بڑی فوج کشی کو اس میں داخل کیا جاتا تو اس دفعہ میں اس کی وضاحت ہوتی۔ اس مقدمہ میں جن حالات کا انکشاف ہوا ہے اگر ان کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے اغراض و مقاصد میں بھی وہ تمام امور داخل تھے جو عموماً جنگ میں ہوا کرتے ہیں حالانکہ اس کا لزوم نہیں۔ ہمارے اس نظریہ کی تائید مولوی فدا حسین صاحب کی اس شرح سے ہوتی ہے جو انہوں نے مجموعۂ تعزیرات ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۳) ۱۳۱۳ف کے دفعہ (۸۵) جو (دفعہ (۸) زیر بحث کے مماثل ہے) کے تحت کی ہے۔ دفعہ (۸۵) کے الفاظ یہ تھے "جو کوئی شخص جو اعلیحضرت کے مقابلہ میں جنگ کرے یا جنگ کرنے کا اقدام یا ایسی جنگ کی اعانت کرے" اس دفعہ کی شرح میں صاحب موصوف نے تقریباً نصف صدی قبل یعنی ۱۳۱۴ف میں یہ ارقام فرمایا "یہ جنگ کرنے کے جرم کے متحقق ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی خاص تعداد کے اشخاص جنگ کریں یا اس کا اقدام کریں نہ یہ ضروری ہے کہ ان کے پاس سامان حرب ہو یا وہ مسلح بہ صلاح جنگ ہوں۔ ممکن ہے کہ چار پانچ آدمی بھی اس کا ارتکاب کریں" یہ ظاہر ہے کہ مولوی فدا حسین صاحب کی محض ایک رائے ہے اور اس سے بڑھکر اس کو کوئی سند حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک مقنن نے اُس زمانہ میں جبکہ اس قسم کے مباحث پیدا نہیں ہوئے تھے جنگ کا مفہوم وہی لیا جو ہم لے رہے ہیں۔ ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ محض صاحب موصوف کی اس رائے کی تقلید کی جائے۔ جہانتک کہ دفعہ (۸) کا تعلق ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ واضعان قانون نے جنگ کا لفظ استعمال کرکے جنگ اور حملہ وغیرہ کے علحدہ علحدہ تصورات کو رفع کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو امتیاز کی بنا پر وہاں دفعہ (۱۲۴) کی ضرورت محسوس ہوتی تھی وہ یہاں باقی نہیں رہی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان افعال کو جو برٹش انڈیا کے دفعہ (۱۲۴) میں داخل ہوتے ہیں دفعہ (۸) کے مفہوم میں داخل کرلیا ہے۔

چونکہ اس مسئلہ میں انگلستان کی بادشاہت اور وہاں کے قانون بغاوت کو فیصلہ تحت میں زیر بحث لایا گیا ہے۔اس کے ساتھ اُن حالات و امتیازات کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے جو مقدمہ کشن چند بنام سیٹھ چاندمل فیصلہ جات جوڈیشل کمیٹی مؤلفہ سید عبدالمجید صاحب ص ۱۱۳۵ جلد دوم پر طبع ہوا ہے ملاحظہ ہو صفحات (۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۲) اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہمارے موجودہ قوانین کی بناء اولی انگلستان ہی کے قوانین اور وہیں کے مقننین کی آراء پر قائم ہے اس لئے قوانین کی تعبیر کرنے یا اصول قوانین کے سمجھنے میں مقننین انگلستان کے اقوال ہماری عدالتوں کے لئے چراغ ہدایت کا کام دیتے ہیں جو لوگ انگلستان کے سیاسی انقلابات سے واقفیت رکھتے ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ انگلستان میں بادشاہ اور بادشاہ کے اختیارات کا مسئلہ اپنی بنیادی تاریخ اور موجودہ حیثیت سے و نوعیت کے لحاظ سے ان تصورات سے بہت بڑی حد تک مختلف ہے جو مشرقی ممالک میں زمانہ سابق سے متوارث چلے آرہے ہیں اور جہاں کہیں مشرق میں بادشاہت قائم ہے وہ جملہ تصورات اپنے سابقہ رونق کے ساتھ اب بھی جلوہ گر ہے اور یہی وہ اصولی اور بنیادی فرق ہے جو اس ملک کے کانسٹیٹیوشن کو انگلستان کے مشہور عالم کانسٹیٹیوشن سے جدا کرتا ہے۔اب بادشاہ کا مقدس نام اس سیاسی تثلیث کا ایک جزو بے گناہ ہے جس کا تکملہ بیت العوام اور بیت الامراء کے وجود سے ہوتا۔خلاصہ یہ ہے کہ انگلستان میں شاہانہ سابق کے فرامین اور تحریری عہود و توثیق اور ملک کی مکتوبی دستاویز کی بدولت رفتہ رفتہ غیر محسوس طریقہ پر شخصی حکومت جمہوریت کی ایک ایسی شکل میں تبدیل ہوگئی ہے جس کو نہ صرف جمہوری حکومت کہا جاسکتا ہے نہ محض شخصی۔موجودہ طرز حکومت جمہوریت و شخصی حکومت کا ایک ایسا مرکب ہے جس کی مثال دوسرے ملک میں نہیں مل سکتی۔یوں سمجھنا چاہئے کہ جمہوریت شہنشاہیت کے خوبصورت لفافہ میں اس طرح ملفوف یا شہنشاہی کے قدیم فریم میں جمہوریت کی جدید تصویر اس طرح نصب کردی گئی ہے کہ ایک کو دوسرے سے علحدہ کرنا دشوار ہے۔اس ملک میں جب سے خاندان آصفیہ کی حکومت قائم ہوئی ہے مسلسل ابتک حکومت محض شخصی رہی ہے اور یہ مقولہ کہ بادشاہی تمام قوتوں اور اختیارات کا سرچشمہ منبع ہے اس ملک میں ایک فرسودہ اصلاح قانون نہیں بلکہ ایک زندہ اور مثل دیگر مشرقی ممالک کے ایک قابل عمل اصول حکومت ہے جو ہر شعبہ نظم و نسق میں اپنے آثار و علامات کے ساتھ نمایاں نظر آتا ہے۔اس ملک کا موجودہ نظم و نسق نہ سیاسی انقلابات و تغیرات کا نتیجہ ہے نہ محض اتفاقات و حادثات

سرکار عالی
بنام
نارائن

سے پیدا ہو سکتا ہے بلکہ ایک اعلیٰ قوت مؤثرہ (بادشاہ) کے قوائے متحرکہ کا ایک خواستہ و متوقعہ ہے۔ ممالک محروسہ سرکار عالی کی عنان حکومت فی نفسہ اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مد ظلہم العالی کی دست قدرت میں ہے اور یہ قانونی مقولہ کہ بادشاہ ہی تمام اختیارات کا سرچشمہ اور قوتوں کا منبع ہے کامل طور پر اس ملک کے کانسٹیٹیوشن پر صادق آتا ہے۔ پس قومی یا ملکی اغراض کا ذات شاہانہ سے علحدہ کرنا ہمیں اپنے دستور ملکی کے لحاظ سے ممکن نہیں معلوم ہوتا۔ اس ملک کی نظام حکومت محض اسلامی پر مبنی نہیں ہے اس لئے فقہ کے وہ نظریات و جزیات جو خلفائے راشدین کی حکومت سے متعلق یا متنبط ہیں موجودہ طرز حکومت سے متعلق نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ بلحاظ ان دونوں نتائج کے پورے طور پر نہ ہم مقنن انگلستان کے اقوال پر عمل کر سکتے ہیں نہ فقہائے اسلام رحمت اللہ علیہم اجمعین کی آراء پر۔ پس ان خصوصی حالات کے پیش نظر جو نظریہ دفعہ (۸۷) تعزیرات میں قائم کیا گیا ہے اس تعلق سے شرعی مسائل سے یا دوسرے ممالک کے قوانین سے مدد لینا صرف ایک حد تک جائز ہو سکتا ہے۔

(نوٹ۔ بہت سی ضمنی مباحث اور اُس پر رد و قدح کی گئی)۔

یہ بحث کہ دفعہ (۸۷) میں الفاظ بندگان اعلیحضرت متعمل ہوئے ہیں اور ۱۵ر اگسٹ ۱۹۴۷ء کے بعد سے یہ مخاطبت شایان شان نہیں ایک مہمل اور غیر متعلق بحث ہے۔ ہمیں دیکھنا صرف یہ ہے کہ الفاظ بندگان اقدس سے کون مراد ہے۔ اس ملک میں سوائے ایک شخصیت کے کوئی اور ان الفاظ دفعہ کے مفہوم میں داخل نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے پس یہ بحث قابل لحاظ نہیں ہے۔ بقیہ مباحث اس مقدمہ میں جو پیدا کئے جاتے ہیں اُن پر کافی بحث عدالت تحت میں ہو چکی ہے جس سے ہم کو اتفاق ہے ہمارے روبرو ملزمین کی جانب سے جو مرافعے پیش ہوئے ہیں اس نتیجہ کے لحاظ سے نامنظور ہوں گے۔ ازدیاد سزا کے تعلق سے ملزم نمبر (۲) کے خلاف منجانب سرکار جو نگرانی پیش کی گئی ہے وہ بھی نامنظور ہوگی۔ حالات مقدمہ کے پیش نظر عدالت تحت نے جہاں مقدمہ کی تحقیقات ہوئی ہے اور جو رائے قائم کی ہے اُس میں دست اندازی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ جہانتک کہ شہادت صفائی کا تعلق ہے ہم نے اس لئے اس شہادت سے بحث غیر ضروری خیال کی کہ اگر اس کو باور بھی کر لیا جائے تو ان واقعات کی تردید نہیں ہوتی وہ نتیجہ خیز نہیں اور نہ مؤثر مقدمہ ہے اور اس شہادت کے کسی جز سے بھی واقعات مثبتہ زیر بحث کی مؤثر تردید نہیں ہوتی۔ وکلا، ملزمین نے بھی صفائی کو مؤثر خیال نہیں کیا۔ لہذا

سرکار عالی
بنام
نارائن

حکم ہوا کہ

ملزم نمبر (۱) نارائن راؤ پورا عرف بابو ولد وٹھل راؤ عرف پنڈھری ناتھ قوم مرہٹہ جرائم دفعات (۷۸) اور (۲۴۸) مجموعۂ تعزیرات کا اور جرم دفعہ (۳) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کا مجرم قرار دیا جاتا ہے ۔ جرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات کے لئے موت کی اور جرم دفعہ (۲۴۸) مجموعۂ تعزیرات کے لئے قید دوام باشقت کی اور جرم دفعہ (۳) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کے لئے (۵) سال قید بامشقت کی سزا اُس کے حق میں تجویز کی جاتی ہے اور جرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات اس کی کل جائداد بھی ضبط ہوگی ۔ ملزم نمبر (۲) گنڈیا عرف گنگارام ولد بالیا قوم حجام جرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی اور جرم دفعہ (۴) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کا مجرم قرار دیا جاتا ہے ۔ اول الذکر جرم کے لئے قید دوام بامشقت کی اور مؤخر الذکر جرم کے لئے تین سال قید بامشقت کی سزا اُس کے حق میں تجویز کی جاتی ہے اور بجرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات اس ملزم کی بھی کل جائداد ضبط ہوگی اور حسب تجویز عدالت سشن ان دونوں ملزمین کے حق میں اُن سزاؤں کا نفاذ ہوگا اور مال کے متعلق بھی حسب تجویز عدالت سشن عمل ہو ۔ مثل تصحیحاً بغرض منظوری ضابطہ محکمہ سرکار روانہ کیجائے یہی تجویز ہر دو مرافعوں اور نگرانی سرکار میں بھی صادر کی جاتی ہے ۔

آنریبل مولوی میر باسط علی خاں صاحب رکن ۔ ملزم نمبر (۱) نارائن راؤ پورا عرف بابو ولد وٹھل راؤ عرف پنڈھری ناتھ قوم مرہٹہ جرائم دفعات (۷۸) (۲۴۸) مجموعۂ تعزیرات کا اور جرم دفعہ (۳) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کا مجرم قرار دیا جاتا ہے ۔ جرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات کے لئے موت کی اور جرم دفعہ (۲۴۸) مجموعۂ تعزیرات کے لئے قید دوام بامشقت کی اور جرم دفعہ (۳) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کے لئے (۵) سال قید بامشقت کی سزا اس کے حق میں تجویز کی جاتی ہے اور بجرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات اس کی کل جائداد بھی ضبط ہوگی ۔ ملزم نمبر (۲) گنڈیا عرف گنگارام ولد بالیا قوم حجام جرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی اور جرم دفعہ (۴) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کا مجرم قرار دیا جاتا ہے ۔ اول الذکر جرم کے لئے قید دوام بامشقت کی اور مؤخر الذکر جرم کیلئے تین سال قید بامشقت کی سزا اس کے حق میں تجویز کی جاتی ہے اور بجرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات اس ملزم کی بھی کل جائداد ضبط ہوگی اور حسب تجویز عدالت سشن ان دونوں ملزمین کے حق میں ان سزاؤں کا نفاذ ہوگا اور مال کے متعلق بھی حسب تجویز عدالت سشن عمل ہو ۔ مثل تصحیحاً بغرض منظوری ضابطہ محکمہ سرکار روانہ کی جائے ۔ یہی تجویز ہر دو مرافعوں اور نگرانی سرکار میں بھی صادر کی جاتی ہے ۔

نمبر مقدمہ ۵۹۰ / ۱۳۵۶ ف
منفصلہ ۳۰ / مہر ۱۳۵۷ ف

نگرانی فوجداری جلسۂ کاملہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل مولوی میر باسط علی خاں صاحب و آنریبل ڈاکٹر مولوی میر سیادت علیخاں صاحب ارکان

خواجہ پٹیل نگرانی خواہ بنام **غوث الدین پٹیل** طرفثانی

دفعہ (۱۰۴) ضابطۂ فوجداری - ابتدائی تحقیقات محکومہ دفعہ (۱۰۴) عدالت خود کرے گی ۔ کوتوالی مجاز تحقیقات نہ ہونا - دفعہ (۱۵۷) ضابطۂ فوجداری -

آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل مولوی میر باسط علی خاں صاحب ارکان متفق الرائے - جو تحقیقات بھی عدالت کو کرنی ہو اصولاً وہ اس کو خود ہی کرنی چاہئے - بجز اس کے کہ کسی قانون میں واضح طور پر اس کی اجازت دی گئی ہو کہ وہ اسکو کسی دوسرے محکمہ کے تفویض کرسکتی ہے یا اُس سے کوئی رپورٹ طلب کرسکتی ہے -

چونکہ دفعہ (۱۰۴) کی محکومہ تحقیقات ابتدائی کے لئے کوئی ایسی اجازت بالصراحت نہیں دی گئی اس لئے اگر وہ تحقیقات ضروری سمجھی جائے تو اُسے عدالت کو خود ہی کرنی چاہئے -

(۲) دفعہ (۱۰۴) ضابطۂ فوجداری کا اختیار تحقیقات کوتوالی کے تفویض نہیں کیا جاسکتا -

آنریبل ڈاکٹر مولوی میر سیادت علی خاں صاحب رکن مختلف الرائے -

(۱) دفعہ (۱۰۴) ضابطۂ فوجداری میں تحقیقات کے الفاظ عام طور پر استعمال ہوئے ہیں ان کو خود عدالت کی تحقیقات تک محدود کرنا صحیح نہیں ہوسکتا -

(۲) یہ نتیجہ نکالنا غالباً غلط نہیں ہوسکتا گو صریحی طور پر نہ سہی مگر معنوی طور ہی پر اختیار تفتیش یا پولیس کے ذریعہ سے تحقیقات کا اختیار واضعان قانون نے دیا ہے -

(۳) جہانتک ابتدائی تحقیقات محکومہ دفعہ (۱۰۴) ضابطۂ فوجداری کا تعلق ہے میری صاف رائے یہی ہے کہ عدالت دیوانی ہو کہ مال ایسی تحقیقات میں پولیس کی امداد لے سکیگی اُسے تفتیش کا حکم دے سکے گی - ایسا اختیار معنوی طور پر اس دفعہ کا عطا کردہ متصور ہوگا -

منجانب نگرانی خواہ مولوی سید ضمیر علی صاحب ایڈوکیٹ -

نگرانی بناراضی تجویز صدر عدالت پائیگاہ خورشید جاہی مورخہ ۴ مہر ۱۳۵۶ ف -

خواجہ ٹپیل بنام ٹپیل غوث الدین

آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل مولوی میر باسط علی خاں صاحب ارکان متفق الرائے - واقعات جن کا تذکرہ اس نگرانی کے تصفیہ کے لئے ضروری ہے یہ ہیں کہ عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد میں تمسک کی بنا پر ایک زر نقد کا دعوے ڈگری ہوا - اس کے بعد اس ڈگری اور نیز دستاویز تمسک کی تنسیخ کے لئے دعوے پیش کیا گیا - اس مقدمہ کی تحقیقات ہو رہی تھی کہ عدالت میں یہ درخواست پیش ہوئی کہ دستاویز کے عدالت میں پیش ہونے کے بعد اس میں جعل کیا گیا ہے - عدالت نے کچھ شہادت قلمبند کرنے کے بعد اس کی ضرورت محسوس کی کہ کوتوالی کو اس معاملہ کی تفتیش کا حکم دیا جائے - چنانچہ اس نے تجویز کی کہ " یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ کی تفتیش کی جائے اور بصورت ثبوت خاطیان کو عدالت فوجداری میں پیش کیا جائے لہٰذا منتظم صاحب پولیس شاہ آباد کو حکم دیا جائے کہ وہ اس کیس کی تفتیش کر کے کارروائی ضابطہ کریں " اس حکم کی ناراضی سے خواجہ ٹپیل نے جس کی بابت درخواست میں کہا گیا تھا کہ غالباً وہی اپنے بعض ساتھیوں کی مدد سے جعلسازی کا مرتکب ہوا ہے - صدر عدالت میں مرافعہ کیا - لیکن وہ محض اس بنا پر خارج کر دیا گیا کہ چونکہ حکم زیر مرافعہ خواجہ ٹپیل کے خلاف نہیں ہے اس لئے اس کو مرافعہ کا حق نہیں ہو سکتا - اب عدالت ضلع کے مصدرہ حکم کی تنسیخ کے لئے عدالت العالیہ میں مرافعہ اور نگرانی دونوں پیش کئے گئے ہیں - یہ دونوں چارہ کار غالباً اس لئے اختیار کئے گئے ہیں کہ اگر عدالت العالیہ کو اس رائے سے اتفاق ہو کہ خواجہ ٹپیل کو مرافعہ کا حق نہیں ہے تو نگرانی کی سماعت ہو سکے - یہ مقدمہ اولاً اجلاس منفقہ میں پیش ہوا جس نے اس خیال سے کہ اس میں بعض اہم مباحث تصفیہ طلب ہیں اس کو جاثہ کاملہ کے سپرد کیا ہے -

عدالت ضلع نے اپنی تجویز میں کسی ایسے قانون کا حوالہ نہیں دیا ہے جس کی رو سے اس کو حکم زیر نگرانی کے صادر کرنے کا اختیار ہو اور لائق ایڈوکیٹ نگرانی خواہ کی بحث یہ ہے کہ ایک دیوانی کی عدالت کسی قانون کی رو سے ایسا حکم صادر نہیں کر سکتی - اگر جعلسازی کا جرم قابل دست اندازی کوتوالی ہوتا تو ایڈوکیٹ صاحب کی اس بحث میں کوئی اہمیت نہ ہوتی کیونکہ اگر ناظم صاحب ضلع کا حکم خلاف اختیار ہی قرار پاتا ہو تو اس کی حیثیت کم از کم ایک اطلاع کی ضرور ہوتی اور جرم قابل دست اندازی کی اطلاع ملنے پر اگر کوتوالی کو اس گمان کی وجہ ہو جائے کہ اس جرم کا ارتکاب ہوا ہے تو اس پر بعد اجرائی تفتیش کارروائی کرنا

خواجہ جمیل
بنام
جمیل
غوث الدین

لازم ہو جاتا ہے۔ لیکن جرم مبینہ ناقابل دست اندازی کوتوالی ہے اور ایسے جرائم کے لئے مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ (۱۵۷) میں یہ حکم ہے کہ اُن کی تفتیش کا اختیار کوتوالی کو اُس وقت تک نہیں ہوتا جبتک کہ اُس کو دفعہ کے بموجب کوئی حکم نہ دیا جائے۔ بتنا دا احمد کے مشہور مقدمہ مندرجہ دکن لارپورٹ جلد (۱۰) ص ۲۸ میں یہ طے کیا گیا تھا کہ کوئی ناظم فوجداری بھی کوتوالی کو تفتیش کا حکم تحت دفعہ (۱۵۷) اس وقت تک نہیں دیسکتا جبتک کہ اُس کے روبرو کوئی استغاثہ پیش نہوا ہو اور اس کو اس کی صداقت کے متعلق شبہ نہ ہو گو بعد میں بمقدمہ سرکار عالی بنام دی شنکرایر غیر مطبوعہ مثل نشان (۱/۶) بابتہ ۱۳۵۵ف غلبہ ۱۳ اراسے ناظم فوجداری کے اختیار کا اس قدر محدود ہونا تسلیم نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی یہ بحث کسی طرح نہیں کی جا سکتی کہ نظماء فوجداری کے علاوہ نظماء دیوانی بھی تحت دفعہ (۱۵۷) تفتیش کا حکم کوتوالی کو دیسکتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ناظم صاحب ضلع شاہ آباد تنسیخ ڈگری و تنسیخ دستاویز کے مقدمہ کی تحقیقات بحیثیت ناظم دیوانی کر رہے تھے۔ اُسی مقدمہ میں اُن کے روبرو درخواست پیش ہوئی جسپر یہ کارروائی آغاز ہوئی اور ناظم دیوانی کی حیثیت سے ہی اُنہوں نے حکم زیر نگرانی صادر فرمایا ہے اس لئے یہ کسی طرح نہیں کہا جا سکتا کہ حکم زیر نگرانی تحت دفعہ (۱۵۷) صادر ہوا ہے اور اگر وہ حکم اُس دفعہ کے تحت نہیں ہے تو دفعہ مذکور کے صریح الفاظ کے لحاظ سے اُس سے کسی عہدہ دار کو کوتوالی کو تفتیش کا اختیار بھی حاصل نہیں ہوتا چہ جائیکہ وہ اُس کی بنا پر تفتیش کرنے پر مجبور ہو جائے۔

لائق اڈوکیٹ طرفثانی کی بحث یہ ہے کہ دفعہ (۴۰۱) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری نے وضاحت سے یہ حکم دیا ہے کہ عدالت دیوانی یا مال اُس دفعہ کے تحت عمل کرنے سے پیشتر ابتدائی تحقیقات کر سکتی ہے اور اگر اس ابتدائی تحقیقات میں اُس نے کوتوالی سے بھی مدد لی ہے تو اُس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس بحث کی تائید میں مقدمات مندرجۂ حاشیہ کو پیش کیا جا سکتا ہے اور ہم نے ان نظائر پر غور کر لیا ہے ان نظائر کے خلاف مقدمات مندرجۂ آل انڈیا رپورٹر ۱۹۳۱ء کلکتہ ۴۳۸ و آل انڈیا رپورٹر ۱۹۳۶ء رنگون ص ۶۲ یہ طے کیا گیا کہ دفعہ (۴۰۱) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری مطابق دفعہ (۴۷۶) ضابطۂ فوجداری ہند کی محکومہ ابتدائی تحقیقات اگر اس کی ضرورت ہو خود عدالت ہی کو کرنی چاہئے اور اُس کو کوتوالی کے تفویض نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہمارے لئے مقدمہ زیر تجویز میں اظہار کا کرنا ضروری ہوتا کہ ان دونوں نظیروں میں سے کونسا نظریہ قابل قبول ہے تو ہمارا رجحان مؤخرالذکر نظریہ کی تائید میں ہوتا کیونکہ ہماری رائے یہ ہے کہ جو تحقیقات بھی عدالت کو کرنی ہو اصولاً وہ اُس کو خود ہی کرنی چاہئے۔ بجز اس کے کہ کسی قانون میں واضح طور پر اسکی اجازت دی گئی ہو کہ وہ اُس کو کسی دوسرے محکمہ کے تفویض کر سکتی ہے یا اُس سے

انڈین لارپورٹ بمبئی جلد (۴۳) ص ۳۰۷۔
آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۸ء کلکتہ ص ۲۱۔
آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۰ء کلکتہ ص [illegible]۔

خواجہ پٹیل بنام غوث الدین پٹیل

کوئی رپورٹ طلب کر سکتی ہے۔ چونکہ دفعہ (۲۰۱) کی محکومہ تحقیقات ابتدائی کے لئے کوئی ایسی اجازت بالصراحت نہیں دی گئی اس لئے اگر وہ تحقیقات ضروری سمجھی جائے تو اُسے عدالت کو خود ہی کرنی چاہئے جہانتک عدالتہائے دیوانی دمال کا تعلق ہے وہ اس لئے بھی ایسی تحقیقات کو کوتوالی کے تفویض نہیں کرسکتیں کہ اُن کے حکم دینے پر مقدمہ ناقابل دست اندازی میں کوتوالی کو تفتیش کرنے کا اختیار ہی حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے اور ایسی تفتیش کا حکم دینا جس کا عہدہ دار کوتوالی کو نہ ابتداءً اختیار ہو نہ اس حکم سے حاصل ہوا ہو کوئی معنی نہیں رکھتا۔ لیکن جہانتک ہم نے غور کیا ہے مقدمہ زیر تجویز میں اس مسئلہ کے تصفیہ کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ مندرجۂ بالا دونوں نظریوں میں سے کونسا نظریہ قابل تقلید ہے اس لئے ہم اس موقع پر اپنے وجوہ و دلائل تفصیل سے لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

خود انہی مقدمات میں جن سے طرفثانی کی بحث کی کچھ تائید ہوتی ہے اور جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے یہ طے کیا گیا ہے کہ اس امر کا تصفیہ کہ آیا ملزم کو تحت دفعہ (۲۰۱) مجموعۂ ضابطہ فوجداری ناظم فوجداری کے پاس بھیجا جائے یا نہیں۔ بالآخر عدالت ہی کو کرنا چاہئے۔ اختلاف اگر ہے تو صرف اس امر میں ہے کہ ایسا تصفیہ کرنے سے پہلے کوتوالی سے کوئی رپورٹ طلب کیجا سکتی ہے یا نہیں۔ مقدمہ زیر تجویز میں کوتوالی سے کوئی رپورٹ طلب نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ منتظم کوتوالی کو مقدمہ کی تفتیش اور کارروائی ضابطہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ کارروائی ضابطہ کیا ہوگی اس کو منتظم کوتوالی کے صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس حکم کا منشاء یہ نہیں ہے کہ کوتوالی نتیجۂ تفتیش کی اطلاع عدالت کو دے جس پر وہ کوئی مناسب تجویز صادر کرے گی۔ بلکہ اس کا مطلب یہی کہ کوتوالی جن اشخاص کو خاطی تصور کرے اُن کو عدالت فوجداری میں پیش کر دے۔ ہمیں اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ دفعہ (۲۰۱) کا اختیار اس طرح کوتوالی کے تفویض نہیں کیا جاسکتا۔ اُن جرائم کے متعلق جن کا ذکر مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ (۱۹۹) میں کیا گیا ہے وہی صورتیں ضابطہ میں مقرر کی گئی ہیں یا تو عدالت ان کے متعلق مقدمہ رجوع کرنے کی ایسی اجازت کسی شخص کو دیسکتی ہے جس کا ذکر دفعہ (۱۹۹) میں کیا گیا ہے یا خود عدالت دفعہ (۲۰۱) کے بموجب ملزم کو بغرض تحقیقات ناظم فوجداری کے پاس بھیج سکتی ہے۔ ایسے مقدمات کے متعلق کوتوالی کو کارروائی ضابطہ کے مجاز کرنے کا کوئی تصور ہی مجموعۂ ضابطۂ فوجداری میں نہیں ہے اس لئے بحالت موجودہ ہمیں تجویز زیر نگرانی کسی طرح بھی قابل بحالی معلوم نہیں ہوتی۔

ہم نے اس پر بھی غور کر لیا ہے کہ ناظم دیوانی ضلع کو ناظم فوجداری ضلع کے اختیارات بھی حاصل ہیں

خواجہ نبیل } بنام غوث الدین پٹیل

اس لئے کیا یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ مجوزنے حکم زیرنگرانی ناظم فوجداری ضلع کی حیثیت سے ہی صادر کیا ہے اور اگر اس حکم میں کوئی بیضابطگی ہوئی ہے تو کیا اس کی اصلاح مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے باب (۳۹) کی کسی دفعہ سے ہوسکتی ہے یا نہیں۔ ہمیں یہ محسوس نہیں ہوا کہ ایک دیوانی کے مقدمہ کی سماعت کرتے ہوئے حاکم عدالت نے اس خاص حکم کے صادر کرتے وقت اپنی حیثیت کو تبدیل کرلیا تھا اور یہ تجویز بحیثیت ناظم فوجداری صادر کی ہے۔ ہم اس وقت اس کا تصفیہ کرنا نہیں چاہتے کہ آیا ایک دیوانی مقدمہ میں کوئی ایسا حکم جس کو فوجداری اختیارات بھی ہوں کوئی حکم بطور ناظم فوجداری صادر کرنے کا مجاز ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہماری رائے میں یہ حکم بحیثیت ناظم فوجداری صادر نہیں ہوا ہے۔ اگر ناظم ضلع شاہ آباد خود کو ایسا کرنے کا مجاز تصور کرتے ہیں اور اس مقدمہ میں ایسا حکم ضروری خیال کرتے ہیں تو اب بھی وہ تحت دفعہ (۱۵۰) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری بحیثیت ناظم نظامت فوجداری ضلع ایسا حکم دے سکتے ہیں۔ لیکن موجودہ حکم ہر لحاظ سے قابل تنسیخ ہے۔ باب (۳۹) کی دفعات تعلمار فوجداری کی بیضابطگیوں کے متعلق ہیں۔ اُس کا تعلق نظماء دیوانی کی بیضابطگیوں سے نہیں ہے لہٰذا

حکم ہوا کہ

بمنظوری نگرانی حکم زیرنگرانی منسوخ کیا جاتا ہے۔ عدالت ضلع کو چاہئے کہ غوث الدین کی درخواست کا تصفیہ مطابق قانون وانصاف کردے۔

تجویز اختلافی

آنریبل ڈاکٹر مولوی میر سیادت علی خاں صاحب رکن مختلف الرائے۔ اس کارروائی میں مسئلہ تصفیہ طلب کا ماحصل یہ ہے کہ آیا تحقیقات محکومہ دفعہ (۱۰۴) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری میں عدالت کوتوالی سے کوئی مدد لے سکتی ہے یا نہیں اور اس غرض سے اس کو تفتیش کا حکم دے سکتی ہے یا نہیں۔ جلسۂ متفقہ کی رائے میں اگر عدالت تحقیقات کنندہ عدالت فوجداری ہو تو حکم تفتیش کا جواز دفعہ (۱۵۰) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری میں مل سکتا ہے لیکن اگر وہ عدالت دیوانی یا مال ہو تو یہ امر غور طلب ہو جاتا ہے کہ حکم تفتیش دیا جاسکتا ہے یا نہیں برطانوی ہند کے نظائر میں اس امر پر اختلاف ہے اس لئے جلسۂ کاملہ سے ایسے فیصلہ کی ضرورت ہے کہ عدالتہائے تحت کی رہبری ہو۔ ہم ابتداہی میں یہ لکھ دینا چاہتے ہیں کہ برطانوی ہند کے نظائر میں جن کا ذکر ہم ابھی کریں گے تحقیقات محکومہ دفعہ زیربحث کے تعلق سے اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا اس تحقیقات میں کوتوالی کی مدد لیجا سکتی ہے یا نہیں۔ لیکن اس امر پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسی مدد لینے کے بعد عدالت کو خود اپنی رائے

خواجہ پٹیل بنام غوث الدین پٹیل

قائم کرنا ہوگا اور اس رائے کے مطابق ملزم تحت دفعہ (۴۷۶/۴۰۱) قریب تر ناظم فوجداری کے سپرد ہوگا کیونکہ دفعہ مذکور کے صریحی الفاظ کی رو سے ہی عدالت ہی پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ ابتدائی تحقیقات کے بعد وجہ موجود ہو تو مقدمہ معہ ملزم تحقیقات یا تجویز کے لئے قریب تر ناظم فوجداری کے پاس بھیجے۔

ہند کے مصرحۂ حاشیہ دو نظائر میں صاف طور پر قرار دیا گیا ہے کہ تحقیقات محکومہ دفعہ (۴۷۶) خود عدالت کو کرنی چاہئے۔ پولیس کی تحقیقات اس دفعہ کی محکومہ تحقیقات نہیں ہو سکتی۔ "عدالت کا حکم پولیس کی رپورٹ پر مبنی نہیں ہو سکتا"۔ اس رائے کے وجوہات رنگون میں مجلس اور کلکتے جسٹس کے فیصلوں میں تفصیل سے دئے گئے ہیں اور ان کا خلاصہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ:-

(۱) آل انڈیا رپورٹر ۱۹۳۱ء کلکتہ ص ۴۳۸۔
(۲) " ۱۹۲۶ء رنگون ص ۶۲۔

(۱) "پولیس کی تحقیقات پر عدالت کے عمل کی بنیاد رکھنا نامناسب ہے اور نہ اس دفعہ میں واضعان قانون کا یہ منشا تھا۔

(۲) ۱۹۲۳ء میں مجموعۂ ضابطۂ فوجداری ہند کی ترمیم عمل میں آئی ہے اور اس کی رو سے دفعہ (۴۷۶) (ب) کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس دفعہ کی رو سے اس شخص کو جس کے خلاف اس دفعہ کے تحت استغاثہ کیا جائے حق مرافعہ دیا گیا ہے۔ یہ حق مرافعہ لایعنی ہو جائے گا اگر عدالت ابتدائی تحقیقات کے کوئی اور ذرائع اختیار کرے۔ کیونکہ تمام وہ مواد جس پر غور کر کے عدالت اس دفعہ (۴۷۶) کے تحت استغاثہ کرنے کا فیصلہ کرے گی مثل میں موجود نہ ہوگا اور آخر میں یہ کہ تحت دفعہ (۱۶۲) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری ہند بیانات جو دوران تفتیش میں (دئے جائیں) اسی مقدمہ میں جس کے لئے تفتیش کی گئی قابل ادخال نہیں ہوتے ہیں۔ اسی لئے پولیس کی رپورٹ پر عدالت ابتدائی عمل نہیں کر سکتی اس کے برخلاف ہند کے مصرحۂ حاشیہ چھ نظائر میں صاف طور پر قرار دیا گیا ہے کہ تحقیقات محکومہ دفعہ (۴۷۶) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری ہند میں پولیس کی امداد لی جا سکتی ہے۔ اس سے کوئی نقص اختیار سماعت پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ (۴۳) بمبئی (۳۰۷) میں عدالت عالیہ بمبئی نے قرار دیا کہ "اپنی تحقیقات کے بعد مددگار کلکٹر نے بہ نظر احتیاط مزید پولیس کی مدد سے بھی تحقیقات کی۔ اس سے کوئی نقص اختیار سماعت پیدا نہیں ہوتا"۔ اور الہ آباد کے مصرحۂ حاشیہ نظیر میں عدالت عالیہ الہ آباد نے قرار دیا کہ:-

(۱) انڈین لاء رپورٹ (۴۳) بمبئی (۳۰۷)
(۲) آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۸ء الہ آباد (۲۱)
(۳) آل انڈیا رپورٹر ۱۹۳۰ء کلکتہ (۵۱۵)
(۴) " ۱۹۲۱ء پٹنہ (۹۴)
(۵) " ۱۹۲۶ء " (۱۲۸)
(۶) " ۱۹۲۶ء بمبئی ۱۱۱ (۱۰۰۸)

خواجہ پٹیل بنام اپٹیل غوث الدین

"دفعہ (۶،۴) کے تحت عدالت دیوانی تحقیقات نہ کرے گی - عدالت دیوانی اگر چاہے تو پولیس کو تحقیقات کا حکم دے سکے گی - لیکن اس صورت میں جب پولیس کے کاغذات وصول ہو جائیں تو عدالت دیوانی ہی کو اس کا فیصلہ کرنا ہوگا کہ تحت دفعہ (۶،۴) کسی شخص کے خلاف کارروائی ضروری ہے یا نہیں - ایسا فیصلہ ہر شخص کے خلاف فرداً فرداً کرنا ہوگا - ایسا کرنے کی ضرورت ملزم کے متعلق برتاؤ کے احکام سے جو اس دفعہ میں دئے گئے ظاہر ہوتی ہے کہ عدالت دیوانی خود ملزم کو حراست میں لیکر مجسٹریٹ کے پاس بھیجیگی یا اس کی اس سے ضمانت لیگی "

مصرحۂ حاشیہ تیسری کلکتہ والی نظیر میں سہروردی جسٹس نے بہت سے نظائر پر تبصرہ کیا ہے اس مقدمہ میں مجسٹریٹ نے خفیہ پولیس کو رپورٹ کرنے لکھا تھا - مرافع کی بحث تھی کہ دفعہ (۶،۴) کی محکومہ ابتدائی تحقیقات خود عدالت کو کرنی چاہیئے نہ کہ کسی دوسرے کو جیسا کہ (دفعہ (۲۰۲) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری ہند مماثل دفعہ (۲۰۷) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری آصفیہ) میں ممکن ہے - اس بحث کے متعلق سہروردی جسٹس نے عدالت عالیہ کلکتہ کا فیصلہ سناتے ہوئے قرار دیا کہ "لیکن دفعہ (۶،۴) کے الفاظ ایسے ہیں کہ ان میں ابتدائی تحقیقات خود عدالت کرے گی کہ الفاظ بڑھائے نہیں جا سکتے" - آگے نظائر پر تبصرہ کرتے ہوئے موصوف نے ارشاد فرمایا کہ (۳۴) بمبئی (۴۰۷) بھی مرافع کے خلاف ہے آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۱ء مدراس ۱۰۰۸ اس ملزمین کی بحث یہ تھی کہ انہیں جرح کا موقعہ نہیں دیا گیا - لیکن عدالت عالیہ مدراس نے قرار دیا کہ تحقیقات کا طریقہ اس کی نوعیت اور وسعت عدالت کی صوابدید پر موقوف ہے -

"آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۸ء الہ آباد ص ۲۱ میں صاف طور پر قرار دیا گیا ہے کہ عدالت دیوانی اگر چاہے تو پولیس کے ذریعہ سے تحقیقات کرا سکتی ہے - لیکن پولیس کی رپورٹ آنے پر خود اس کو طے کرنا چاہیئے کہ استغاثہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں اس سے ہم کو اتفاق ہے - زیر تجویز مقدمہ میں مجسٹریٹ نے استغاثہ کرنے سے پیشتر خفیہ پولیس کے ذریعہ سے تحقیقات کا طریقہ اختیار کیا - اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا - پٹنہ کی مصرحۂ حاشیہ نظیر نمبر (۴) میں ایک عدالت مال نے ایک قبالہ کے تعلق سے فریب کے ارتکاب کی بنا پر دفعہ (۶،۴) کا استغاثہ کیا تھا - استغاثہ کامیاب ہو گیا پایا گیا - اندازہ کرنے پولیس سے بھی رپورٹ طلب کی گئی تھی - عدالت عالیہ پٹنہ نے قرار دیا کہ کوئی نقص اختیار سماعت پیدا نہیں ہوا اور پٹنہ کی مصرحۂ حاشیہ نظیر نمبر (۵)

خواجہ ٹمیل بنام غوث الدین ٹمیل

پیچیدہ اور طویل واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک عدالت فوجداری نے دفعہ (۲۰۴) کا استغاثہ کرنے سے پیشتر پولیس سے بھی کچھ تحقیقات کرائی تھی۔ ماکوس جسٹس نے قرار دیا کہ "دفعہ (۲۰۴) کے الفاظ اتنے وسیع ہیں کہ ان کے تحت خالص قانونی شہادت کے سوا دوسری شہادت پر بھی غور کیا جاسکتا ہے اور دفعہ (۱۹۵) = (۱۹۹) (آصفیہ) کی اجازت کو خالصتاً دفعہ (۲۰۲) = (۲۰۷) (آصفیہ) کی تفتیش پر مبنی کرکے عطاء کرنے میں کوئی ناجوازی نہیں ہے۔ چاہے دفعہ (۲۰۲) کی یہ تفتیش کسی عہدہ دار پولیس نے کی ہو یا خود مجسٹریٹ نے کی ہو"

اب اولاً ان عالیہ و ماعلیہ ہندی نظائر کے بناہائے فیصلہ یا وجوہات فیصلہ پر کمال ادب کے ساتھ غور کرلینا مناسب ہوگا۔ پولیس کی امداد کو غیر صحیح قرار دینے والے ہندی نظائر کی پہلی وجہ یہ ہے کہ دفعہ (۲۰۴) کی محکومہ تحقیقات کو رپورٹ پولیس پر مبنی کرنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن جب دفعہ (۲۰۲/۱۰۷) مجموعہ ضابطۂ فوجداری میں ایسے عمل کی اجازت ہے تو دفعہ ۲۰۴/۱۰۴ میں ایسی اجازت حسب منشائے واضعان قانون نہ ہونا کہنا مشکل نظر آتا ہے۔ عدالت مرافعہ کے سامنے مواد نہ ہونا ارقام فرمانا بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ پولیس کی رپورٹ شریک مثل رہتی ہے اور دفعہ (۱۶۲-۱۶۰) ضابطہ کی بحث اگر صحیح ہے تو پھر دفعہ (۲۰۲) (۲۰۷) کے تحت بھی پولیس کی رپورٹ پر عمل صحیح نہیں ہوسکتا۔ اس خصوص میں میری رائے میں یہ فرق ضروری ہے کہ ناقابل ادخال شہادت وہ بیانات ہوتے ہیں جو پولیس سے کئے جائیں۔ ان بیانات پر مبنی عہدہ دار پولیس کی رپورٹ ناقابل ادخال شہادت نہیں ہوسکتی اور پولیس کی امداد کو دفعہ (۲۰۴-۱۰۴) کی تحقیقات میں روا رکھنے والے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ اس دفعہ میں تحقیقات کے الفاظ عام طور پر استعمال ہوئے ہیں ان کو خود عدالت کی تحقیقات تک محدود کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ اس سے دفعہ مذکور میں بقول جسٹس سہروردی ابتدائی تحقیقات خود عدالت کرے گی کے الفاظ بڑھانا پڑے گا اور کوئی تعبیر ایسی نہ ہونی چاہیئے کہ جس سے دفعہ میں اضافہ کرنے پڑے۔ ثانیاً یہ کہ اس دفعہ میں عدالت دیوانی، فوجداری اور مال کے صریح ذکر کے ساتھ الفاظ ملزم ضمانت اور مچلکہ استعمال کئے گئے اور دفعہ (۲۰۴) میں تو حراست میں لینے تک کے اختیار دئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ نتیجہ نکالنا غالباً غلط نہیں ہوسکتا کہ گو صریحی طور پر نہ سہی مگر معنوی طور ہی پر اختیار تفتیش یا پولیس کے ذریعہ سے تحقیقات کا اختیار واضعان قانون نے دیا ہے۔ جیساکہ عدالت عالیہ مدراس کا استدلال ہے کہ جب ابتدائی تحقیقات کا اختیار عدالت کو دیا گیا ہے تو اس کی نوعیت طریقہ اور

خواجہ پٹیل
بنام
غوث الدین پٹیل

وسعت کلیتاً عدالت کی صوابدید پر منحصر ہوتا ہے ۔

مجھے فقرہ ماسبق کے آخر میں بیان کردہ وجوہات سے بصد ادب اتفاق ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ گو اس میں شک نہیں کہ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری میں اختیار تفتیش جہاں کہیں دیا گیا ہے ۔صریح طور پر دیا گیا ہے مثلاً دفعات ۱۵۷ - ۱۷۵ (۲) اور (۲۰۷) میں تاہم یہ قرار دینا صحیح اصول تعبیر نہیں ہوگا کہ واضعان قانون نے اپنے کو صریحی طور پر اختیار تفتیش دینے کے پابند کیا ہے اور یہ کہ معنوی یا فحوائی طور پر وہ ایسا اختیار نہیں دے سکتے دفعہ (۱۰۴) میں باوجود صریح طور پر اس میں عدالت دیوانی اور مال کا بھی ذکر ہونے کے ملزم ضمانت اور مچلکہ کے فوجداری اختیار سماعت کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ابتدائی تحقیقات کو عام الفاظ میں استعمال کیا گیا ہے اس لئے جہاں تک ابتدائی تحقیقات محکومہ دفعہ (۱۰۴) کا تعلق ہے میری صاف رائے یہی ہے کہ عدالت دیوانی ہو کہ مال ایسی تحقیقات میں پولیس کی امداد لے سکیگی ۔ اُسے تفتیش کا حکم دے سکیگی ۔ ایسا اختیار معنوی طور پر اسی دفعہ کا عطاء کردہ متصور ہوگا ۔لیکن پولیس کی رپورٹ آنے پر اس دفعہ (۱۰۴) کے تحت استغاثہ کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ خود عدالت کو کرنا ہوگا کیونکہ دفعہ مذکور کے صریحی الفاظ میں اس کا حکم دیا گیا ہے ۔

زیر تجویز مقدمہ میں گو ناظم ضلع شاہ آباد نے کچھ ابتدائی تحقیقات خود بھی کی اور بعض گواہان کے بیانات قلمبند کئے ۔اس کے بعد اگر وہ چاہتے تو پولیس کی بھی امداد لے سکتے ۔یعنی تفتیش کرکے رپورٹ روانہ کرنے کہتے اور اپنی قلمبند کردہ شہادت اور رپورٹ پولیس پر غور کرکے خود اس کا تصفیہ کرتے کہ اُنہیں استغاثہ کرنا چاہئے یا نہیں ۔لیکن اس کے بجائے اُنہوں نے پولیس ہی کو حکم دیدیا کہ نتیجہ تفتیش کے لحاظ سے وہ چالان اگر پیش کرسکے تو پیش کردے ۔ میری رائے میں یہ مؤخر الذکر حکم صحیح نہیں ہے ۔کیونکہ استغاثہ کرنے یا نہ کرنے کا تصفیہ خود ناظم صاحب موصوف کے ذمہ تھا ۔ اس لئے یہ نگرانی منظور ہوگی اور عدالت موصوفہ کو حکم دیا جائے گا کہ اگر وہ پولیس کی رپورٹ ضروری ہی سمجھتے ہیں تو اس کے وصول ہونے پر استغاثہ کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ خود ہی کریں ۔ میں وضاحت بھی کردینا چاہتا ہوں کہ ہند کے نظائر میں یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ کوئی عدالت دیوانی جو اس دفعہ کے تحت عمل کرے عدالت فوجداری نہیں ہو جاتی ہے ۔ اسی لئے ناظم ضلع شاہ آباد کے مجسٹریٹ ضلع بھی ہونے سے کوئی بھی فائدہ نہ ہوگا وہ بحیثیت عدالت دیوانی ہی عمل کریں گے ۔ مثلاً ملاحظہ ہو آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۷ء الہ آباد (۴۶۹) جو الہ آباد کے اجلاس کاملہ کے فیصلہ آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۶ء الہ آباد (۲۲۹) پر مبنی ہے ۔

آخر میں یہ لکھدینا چاہتا ہوں کہ ہند کے جن نظائر کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ اس موضوع پر صرف اہم ہونیکی

خواجہ ٹپیل
بنام
غوث الدین ٹپیل

وجہ سے بیان کئے گئے ہیں اور بھی بیسوں نظائر ہیں ان کا ذکر موجب طوالت ہوتا۔ لیکن ایک امر کا ذکر ضروری ہے ۔ آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۶ء مدراس (۱۰۰۸) کی اس قرار داد کے مطابق کہ دفعہ (۴۷۶) کی تحقیقات میں ملزم کو جرح کا حق دینا یا نہ دینا عدالت کی صوابدید پر ہوتا ہے بمبئی ہائیکورٹ نے بھی آل انڈیا رپورٹر ۱۹۱۶ء بمبئی (۲۱۸) میں بھی قرار دیا ہے۔ لیکن عدالت عالیہ پٹنہ نے آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۱ء پٹنہ (۱۲۱) اور عدالت عالیہ رنگون نے آل انڈیا رپورٹر ۱۹۳۷ء رنگون (۶۲) آل انڈیا رپورٹر ۱۹۳۶ء رنگون (۲۹۷) میں اس سے اختلاف کرکے جرح کے حق ہونے کو قرار دیا ہے۔ مؤخر الذکر رائے بھی اصولاً صحیح معلوم ہوتی ہے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور ۔ حکم زیر نگرانی منسوخ ۔ عدالت نگرانی عنہا اگر پولیس کی رپورٹ ضروری ہی سمجھے تو اس کے وصول ہونے پر تحت دفعہ (۲۰۱) استغاثہ کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ خود ہی کرے ۔

نگرانی فوجداری جلسہ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت اے مرینواس چاری صاحب ارکان

سرکار عالی نگرانی خواہ بنام جے نارائن منسی لعل طرفثانی

۱۳۵۶ف
نمبر مقدمہ ۱۱۳۲۲
منفصلہ ۱۸ شہریور
۱۳۵۷ف

دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی کے تحت کوتوالی چالان پیش کر سکتی ہے ۔ دفعہ "۱۴" دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی میں الفاظ استغاثہ کے معنی ۔ استغاثہ تحت دستور العمل ذخیرہ بندی بلا اجازت محکمہ نہیں چل سکتا ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) ہمیں اس بحث سے اتفاق نہیں ہے کہ دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی کے تحت جو جرائم سرزد ہوں اُن میں کوتوالی کوئی عمل نہیں کر سکتی بلکہ سررشتہ متعلقہ کے عہدہ دار ہی کارروائی کر سکتے ہیں ۔

(۲) دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی کے دفعہ (۱۴) میں لفظ استغاثہ کا جو استعمال ہوا ہے وہ معمولی محاورہ کے لحاظ سے ہے اس میں دونوں صورتیں داخل ہیں ۔ خواہ شکایت کسی محکمہ کی جانب سے کی گئی ہو یا رعایا کے کسی فرد کی جانب سے ۔ ایسی صورت میں یہ بحث قابل قبول نہیں ہو سکتی کہ قانون مذکور کی خلاف ورزی کی صورت میں اگر استغاثہ رعایا کے کسی فرد نے کیا ہو تو تحت دفعہ (۱۲) قانون مذکور محکمہ کی اجازت کی ضرورت ہے اور اگر چالان پیش کیا گیا ہو تو کسی منظوری کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہماری رائے میں

نگرانی بنا راضی تجویز مولوی حبیب الرحمن صاحب ناظم عدالت ضلع آصف آباد مرقومہ ۱۸ اسفندار ۱۳۵۶ف ۔

سرکار عالی
بنام
سبھے نارائن
بنسی لعل

کسی جرم متذکرہ دستور العمل ہذا کا چالان بھی بغیر اجازت محکومہ دفعہ (۱۲) قانون ہذا پیش نہیں ہوسکتا۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹ سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب وکیل سرکار
منجانب طرفثانی پنڈت لکشمی نارائن سوامی صاحب وکیل۔

فیصلہ:۔ وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے۔ عدالت تحت میں کوتوالی کی جانب سے یہ چالان اس بیان سے پیش کیا گیا کہ ملزم نے دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی کی خلاف ورزی کی ہے ملزم کی جانب سے عدالت میں دو عذرات کئے گئے۔ اول یہ کہ اس دستور العمل کے تحت جو جرائم سرزد ہوں ان میں کوتوالی کوئی عمل نہیں کرسکتی بلکہ سررشتہ متعلقہ کے عہدہ دار ہی کارروائی کرسکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ دفعہ (۱۲) دستور العمل کے لحاظ سے کوئی مقدمہ بغیر اجازت کے رجوع نہیں ہوسکتا۔ عدالت تحت نے ان دونوں بحثوں کو منظور کرکے رہائی کی تجویز صادر کردی۔ اس کی ناراضی سے منجانب سرکار یہ نگرانی پیش ہے

جہانتک ملزم کی پہلی بحث کا تعلق ہے اس کی حد تک ہمیں عدالت تحت کی رائے سے اتفاق نہیں ہے دستور العمل میں کہیں بصراحت یہ نہیں بتایا گیا کہ عہدہ داران کوتوالی کو اس دستور العمل کی خلاف ورزی کی صورت میں کسی کارروائی کا اختیار نہیں ہے۔ مجموعہ ضابطۂ فوجداری کے ضمیمۂ اول کے ختم پر قانون نشان (۸ ۱۳۱۹ ف) کے ذریعہ ایک اضافہ کیا گیا ہے اور اس میں یہ عبارت درج ہے کہ:۔

"جب کسی قانون مختص الامر یا مختص المقام میں کسی امر متذکرہ ضمیمہ منسلکہ ہذا کے متعلق کوئی خاص ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا ہو تو اس ضابطہ کے لحاظ سے کارروائی کی جائے گی۔ لیکن جب کوئی ضابطہ مقرر نہ کیا گیا ہو تو ضمیمہ منسلکہ ہذا کے لحاظ سے عمل کیا جائے گا"

دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی کی دفعہ (۱۲) میں گو صدر ناظم یا انسپکٹر کے بعض اختیارات بتائے گئے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں معلوم ہوتا کہ کوتوالی کے اختیارات سلب کرکے صدر ناظم یا انسپکٹر کو وہ اختیارات دینا مقصود تھا۔ ضابطۂ فوجداری کے اضافہ شدہ ضمیمہ کے اعتبار سے دستور العمل ہذا کے جرائم قابل دست اندازی پولیس ہیں اور ان میں راضی نامہ نہیں ہوسکتا نہ وہ قابل ضمانت ہیں۔ ان حالات میں ہماری رائے یہ ہے کہ اس دستور العمل کے جرائم میں بھی کوتوالی اسی طرح دست اندازی کرسکتی ہے جس طرح دیگر قوانین مختص الامر کے قوانین میں کرسکتی ہے۔

سرکار عالی
بنام
جے نارائن
بنسی لعل

ملزم کی دوسری بحث ہمیں صحیح معلوم ہوتی ہے۔ وکیل سرکار کی حجت یہ ہے کہ دفعہ (۱۴) دستور العمل ہذا کا منشاء یہ ہو کہ اگر کسی جرم متذکرہ دستور العمل کا ارتکاب ہوا اور اس کے متعلق کسی رعایاء کے شخص کو استغاثہ کرنا مقصود ہو تو بغیر منظوری محکومہ دفعہ مذکور استغاثہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن سررشتہ کوتوالی کو چالان پیش کرنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں یہ بحث صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ اس دستور العمل میں اصطلاح استغاثہ کی کوئی تعریف نہیں کی گئی اور دفعہ (۱۴) میں استغاثہ کن معنوں میں استعمال ہوا ہے اس کے لئے ہمیں مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ (۳) پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ (۳) میں واضح طور پر یہ بتا دیا گیا ہے کہ اس مجموعہ میں وہ اصطلاحیں ان معنوں میں استعمال کی گئی ہیں جنکی صراحت اس دفعہ میں کی گئی ہے اور اس میں بھی یہ استثناء رکھا ہے کہ :-

"بجز اس کے کہ مضمون یا سیاق عبارت اس کے خلاف ہو"

اس عبارت سے کسی قانون مختص الامر کی مستعملہ اصطلاح کی تعریف مجموعۂ ضابطۂ فوجداری سے معلوم نہیں ہوتی البتہ اگر قانون اطلاق و تعبیر میں استغاثہ کی کوئی تعریف کی گئی ہو تو اس سے ہر قانون کی تعبیر کے وقت مدد لی جاسکتی تھی بحالت دفعہ (۱۴) کے مستعملہ لفظ استغاثہ کی تعبیر کے لئے ہمیں یہ دیکھنا پڑیگا کہ عام محاورہ میں استغاثہ کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں عام محاورہ کے لحاظ سے لفظ استغاثہ کے مفہوم میں دونوں صورتیں داخل ہیں خواہ شکایت کسی محکمہ کی جانب سے کی گئی ہو یا رعایا کے کسی فرد کی جانب سے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ مقدمہ چندر بھوج بنام سرکار عالی مندرجہ دکن لاء رپورٹ جلد (۳۸) ص ۷۰۔ عدالت العالیہ کے ذی علم رکن جلسۂ منفردہ نے یہ طے فرمایا ہو کہ "جہاں تک اس قانون کا تعلق ہے استغاثہ اور چالان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہماری رائے میں کسی جرم متذکرہ دستور العمل ہذا کا چالان بھی بغیر اجازت محکومہ دفعہ (۱۴) پیش نہیں ہو سکتا اور یہ وجہ اس مقدمہ کے اخراج کے لئے کافی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقدمہ میں ایک اجازت نامہ پیش ہوا لیکن عدالت تحت نے طے کیا ہے کہ وہ اجازت نامہ عہدہ دار مجاز کی جانب سے جاری کیا ہوا نہیں ہے اور ہمیں بھی عدالت تحت کی اس رائے سے اتفاق ہے۔ نتیجہ میں نگرانی قابل پیشرفت نہیں ہے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

۱۳۵۶ ف
نمبر مقدمہ ۱۱۵۵
منفصلہ ۲۷؍
شہریور ۱۳۵۷ ف

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب اراکان

جیون راؤ نگرانی خواہ بنام سرکار عالی طرفثانی

دفعہ (۴۶۵) ضابطۂ فوجداری۔ دستبرداری چند کے مقابلہ میں جائز۔

تجویز ہوئی کہ یہ بحث صحیح نہیں کہ تحت دفعہ (۴۶۵) ضابطۂ فوجداری اگر استغاثہ مقدمہ سے دستبردار ہونا چاہتا ہو تو اُسے چاہئے کہ جملہ ملزمین کے مقابلہ میں دستبرداری پیش کرے۔ بات یہ ہے کہ فوجداری مقدمات میں ہر ملزم کا مقدمہ ایک دوسرے سے علٰحدہ سمجھا جاتا ہے اس لئے چند کے مقابلہ میں دستبرداری داخل کرکے بھی بقیہ کے مقابلہ میں قانوناً مقدمہ کو جاری رکھا جاسکتا ہے۔

منجانب نگرانی خواہ پنڈت راجمندر راؤ صاحب و پنڈت ست نارائن صاحب وکلاء۔

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مددگار وکیل سرکار۔

فیصلہ:۔ نگرانی خواہ کی جانب سے کوئی حاضر نہیں۔ ہم نے وکیل سرکار کی بحث سماعت کی اور مقدمہ کے حالات پر غور کیا۔ اس مقدمہ میں تین ملزمین کے مقابلہ میں چالان پیش کیا گیا جن کے مقابلہ میں تحقیقات آغاز ہوئی۔ دوران تحقیقات میں منجانب سرکار دو ملزمین کے مقابلہ میں دستبرداری کرلی گئی اور استدعا کی گئی کہ صرف ایک ملزم کے مقابلہ میں تحقیقات جاری رکھی جائے۔ ملزم کی جانب سے غالباً یہ عذر کیا گیا کہ اگر دستبرداری کیجاسکتی ہے تو پورے مقدمہ سے کی جاسکتی ہے اس کا اختیار پیروکار سرکار کو نہیں ہے کہ چند ملزمین کے مقابلہ میں دستبرداری کرلیں اور بقیہ کے مقابلہ میں کارروائی جاری رکھیں۔ عدالت تحت نے اس عذر کو نامنظور کرکے صرف ایک ملزم کے مقابلہ میں تحقیقات جاری رکھنے کا حکم دیا اور بقیہ دو کے مقابلہ میں کارروائی ختم کردی۔ اس حکم کی ناراضی سے یہ نگرانی ہے۔

مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ (۴۶۵) کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"پیروکار سرکار عالی جو حسب دفعہ (۴۶۳) ضمن (۱) مقرر ہوا ہو کسی وقت قبل فیصلہ برضامندی عدالت مقدمہ سے دستبردار ہوسکیگا"

اس عبارت سے گو ممکن ہے کہ یہ بحث کی جاسکے کہ اگر دستبرداری ہوسکتی ہے تو پورے مقدمہ سے ہوسکتی ہے نہ کہ کسی ایک۔ یا چند ملزمین کے مقابلہ میں اور غالباً اسی دلیل کی بناء پر یہ نگرانی پیش کی گئی ہے۔ لیکن اس بحث میں اس امر کو

نگرانی بناراضی تجویز پنڈت رام راؤ صاحب منصف بولی مورخہ ۳۱؍ خورداد ۱۳۵۶ ف۔

جیون راؤ
بنام
سرکار عالی

نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ مقدمات فوجداری میں عام اصول یہ ہے کہ ہر ملزم کا مقدمہ جدا ہوتا ہے اور معمولاً ہر ملزم کی تحقیقات بھی جداگانہ ہونی چاہئے۔ البتہ دفعہ (۲۴۶) مجموعہ ضابطۂ فوجداری میں گو استثنائی صورت بنائی گئی ہے جسمیں متعدد ملزمین کی تحقیقات یکجائی کی جاسکتی ہے۔

موجودہ مقدمہ میں غالباً وہی استثنائی صورت تھی جس کی وجہ سے تین ملزمین کی تحقیقات یکجائی ہورہی تھی لیکن اس یکجائی تحقیقات کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر ملزم کا مقدمہ جدا نہیں رہا۔ بلکہ اسکے معنی صرف یہ ہیں کہ متعدد مقدمات کی تحقیقات یکجائی ہورہی ہے اور پیروکار سرکار کو تحت دفعہ (۲۶۵) یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس مقدمہ سے چاہے دستبرداری کی درخواست کرسکتا ہے اگر یہ دستبرداری جملہ ملزمین کے مقدمات میں کرنی مقصود ہو تو چونکہ تحقیقات یکجائی ہورہی ہے اس لئے ممکن ہے کہ ایک ہی درخواست دستبرداری کو کافی سمجھا جائے۔ لیکن اگر چند ملزمین کے مقدمات میں دستبرداری کرنی مقصود ہے تو صراحت کے ساتھ درخواست دینی پڑیگی کہ فلاں ملزمین کے مقدمات سے دستبرداری کی اجازت دیجائے۔ ہماری اس رائے کی تائید خود دفعہ (۲۶۵) ہی کے آخری الفاظ سے ہوتی ہے جو حسب ذیل ہیں۔

"اور اگر ایسی دستبرداری فرد قرارداد جرم ہونے سے قبل ہو تو ملزم رہا اور اگر فرد قرارداد جرم ہونیکے بعد ہو تو ملزم بری کیا جائے"

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون کی نظر میں ہر مقدمہ کا ملزم ایک ہی ہوتا ہے اور جس ملزم کے مقدمہ سے دستبرداری کرنی مقصود ہو اس کے تعلق سے درخواست پیش کی جاسکتی ہے۔ بمقدمہ سویان رام بنام سرکار عالی مندرجہ دکن جلد (۲۲) ص ۱۳۸۔ اگرچہ یہ مسئلہ راست تصفیہ طلب نہ تھا لیکن منجملہ ملزمین کے چند کے مقابلہ میں دستبرداری کو خلاف قانون نہیں سمجھا جائے گا۔ ہماری رائے میں عدالت تحت کی تجویز غلط نہیں ہے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

۱۳۵۶ف
مرافعہ ۱۲۷/۱۱۴۵
منفصلہ ۳ مہر ۱۳۵۶ف

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب ارکان

سبا راؤ وغیرہ — نگرانی خواہان — بنام — سرکار عالی — طرفثانی

نگرانی بنا راضی تجویز منصف صاحب محبوبنگر مورخہ ۱۰ تیر ۱۳۵۶ف۔

سبا راؤ بنام سرکار عالی

قانون کی تعبیر کے لئے غرض و مفہوم کا دیکھنا غیر ضروری ہے - فرد جرم میں صراحت ہونی چاہیئے - دفعہ (۲۷۳) ضابطۂ فوجداری

تجویز ہوئی کہ (۱) قانونی احکام کی تعبیر اُن کے دفعات کے الفاظ کے لحاظ سے ہونی چاہیئے اور اُس میں اگر کوئی شبہ ہو تو ہی غرض اور مفہوم قانون کو دیکھنے کی ضرورت داعی ہوتی ہے -

(۲) بیان تحت دفعہ (۲۷۳) ضابطۂ فوجداری قلمبند کرتے ہوئے ملزم کو آگاہ کرنا چاہیئے کہ کون کون سے افعال بادی النظری ثابت ہوتے ہیں جس سے الزام منسوبہ عائد کیا جاسکتا ہے اور پھر تحت دفعہ (۲۳۰) ضابطۂ فوجداری فرد جرم میں بھی صراحت ہونی چاہیئے تاکہ ملزم کو رفع الزام میں کوئی غلط فہمی نہ ہو -

منجانب نگرانیخواہاں مولوی داؤد خاں صاحب وکیل -

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مومر کر وکیل سرکار -

فیصلہ :- بحث وکلاء فریقین سنی گئی -

نگرانی خواہاں کو زیر دفعہ (۲۶) قانون تحفظ ملک سرکار عالی فرد جرم منصفی محبوب نگر سے سنائی گئی ہے اس کی ناراضی سے (۹) اشخاص ملزمین نے نگرانی پیش کی ہے - مقابل ایڈوکیٹ نگرانی خواہاں کی پہلی بحث یہ ہے کہ ملزمین ملک سرکار عالی کے باشندے ہیں رعایاء سرکار عالی ہیں اور ان پر اجنبی کی تعریف صادق نہیں آتی - قانون تحفظ کی غایت اور منشاء محض اجنبیوں کے افعال اور حرکات کا انسداد کرنا ہے - ہماری رائے میں یہ اعتراض چنداں قوی نہیں معلوم ہوتا کیونکہ قانونی احکام کی تعبیر اس کے دفعات کے الفاظ کے لحاظ سے ہونی چاہیئے اور اس میں اگر کوئی شبہ ہو تو غرض اور مفہوم قانون کو دیکھنے کی ضرورت داعی ہوتی ہے - بہرنہج اس قانون کی تمہید پر بھی غور کیا گیا - اس میں جیسا کہ ایڈوکیٹ نگرانیخواہاں نے غرض اور منشاء بتلایا ہے اس کے آخر پر یہ بھی اضافہ کیا گیا ہے اور ان مقاصد کے لئے جنکا آگے ذکر کیا جائیگا عام طور پر قانون فوجداری میں اضافہ ہو جائے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمہید میں جو اغراض و مقاصد اس قانون کے بتلائے گئے ہیں اُن پر وجوہ و مفہوم قانون محدود نہیں ہیں اور اس قانون کے ابواب و دفعات میں جگہ جگہ ان مقاصد کو شامل کیا گیا ہے جن کا تمہید میں اجمالاً تذکرہ ہوا دوسرا عذر قانونی یہ ہے کہ مجسٹریٹ نے جن افعال کو داخل جرم قرار دیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ ملزمین نے کامداروں اور مزدوروں کو کام نہ کرنے کی ہدایت و ترغیب دیکر منع کینا گویا یہ شہادت تائید الزام کا ملخص ہے اور اس لحاظ سے دفعہ (۲۶) کے تحت الزام ثابت نہیں قرار دیا جاسکتا - اس میں شبہ نہیں کہ فرد جرم اس لحاظ سے ناقص ہے - گو مجسٹریٹ نے ملزموں کا کامداروں اور مزدوروں کو کام

سبارڈو بنام سرکار عالی

نہ کرنے کی ہدایت وترغیب دیگر منع کرنا ظاہر کرتے ہوئے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ ملزمین نے دق کیا جو تحت دفعہ (۴۱) قابل سزا ہے ۔ بریں ہم اگر ایڈوکیٹ نگرانی خواہ کی یہ حجت مان لی جائے تو شہادت کا ماحصل صرف کام نہ کرنے کی ہدایت ترغیب یا منع کرنا ہے اور دق کرنے کا الزام حسب تعریف مندرجۂ دفعہ (۲) قانون مذکور عائد نہیں کیا جاسکیگا ۔ کیونکہ بروئے تعریف مذکور دق کرنے کے لئے جو تخویف مزاحمت اور اسی نوعیت کے تنگ کرنے والے افعال ہونے چاہئے ۔ قابل ایڈوکیٹ کی یہ بحث تو نہیں ہے کہ ایسے افعال کی شہادت رکارڈ میں نہیں ہے ۔ پس بحالات موجودہ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ملزمین پر دق کرنے کا الزام بادی النظری طور پر صادق نہیں ہے ۔ لیکن ہماری رائے میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ فرد جرم کی ترتیب سے قبل ملزمین کو یہ نہیں تبلایا گیا ہے کہ بادی النظری طور پر کس شہادت سے دق کرنے کا کونسا فعل ثابت ہے ۔ حسب دفعہ (۳، ۲) ضابطۂ فوجداری بیان میں ایسی صراحت کرنے کے بعد ملزم کو توجہ کرنے کا موقع ملنا چاہئے ۔ خود فرد جرم میں بھی منشاء دفعہ (۲۳۰) ضابطۂ فوجداری کی ترمیم نہیں کی گئی ۔ لہذا اس نگرانی کو نامنظور کرتے ہوئے ہم مجسٹریٹ ابتدائی کو یہ حکم دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ از سر نو ملزمین کے بیانات تحت دفعہ (۳، ۲) ضابطۂ فوجداری قلمبند کریں اور ملزمین کو یہ آگاہ کرنے کے بعد کہ ان کے کون کون سے افعال بادی النظری ثابت ہوئے ہیں جن سے دق کرنے کا الزام عائد ہوتا ہے ۔ اس کے بعد حسب منشاء دفعہ (۲۳۰) ضابطۂ فوجداری فرد جرم میں بھی صراحت ہونی چاہئے تاکہ ملزم کو رفع الزام میں کوئی غلط فہمی نہ ہو ۔ اس کی ایک ایک نقل دیگر امثلہ متعلقہ میں بطور تجویز شریک ہو ۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت ایس سرینواس چاری صاحب ارکان

نمبر مقدمہ ۲۵ سنہ ۱۳۵۶ ف
منفصلہ ۲۱ شہریور سنہ ۱۳۵۷ ف

سیتا رامیا نگرانی خواہ بنام جانکی رامیا طرفثانی

دفعہ (۸۸) ضابطۂ فوجداری کی تحقیقات بالمواجہ فریقین ہونی چاہئے ۔

واقعات ۔ ایک لڑکی کی نسبت جس کے تعلق سے عدالت میں یہ درخواست پیش تھی کہ اُسے اپنے شوہر کے گھر میں مجبوس رکھا گیا ہے ۔ پولیس کو حکم دیا گیا کہ پولیس اُسے عدالت میں لاکر حاضر کرے ۔ لڑکی عدالت میں لائی گئی مگر ملزم پر اطلاعنامہ کی تعمیل نہ ہوسکی ۔ عدالت نے لڑکی کو آزاد کردیا اور مزید اطلاعنامہ جاری نہ کرتے ہوئے حکم دیدیا کہ اب کسی کارروائی کی ضرورت باقی نہیں رہی ۔ مثل داخل دفتر کردیجائے ۔ اس کارروائی کو خلاف قانون قرار دیتے ہوئے تجویز ہوئی کہ عدالت کو بالمواجہ فریقین اس کی تحقیقات کرنی چاہئے تھی کہ آیا لڑکی

نگرانی بناراضی تجویز راؤ صاحب شنکر پرشاد صاحب ناظم ششم عدالت فوجداری بلدہ مورخہ ۶ ر فردردی سنہ ۱۳۵۶ ف ۔

سیتارامیا
بنام
جانکی رامیا

ناجائز طور پر محبوس ہے یا نہیں ۔ جبتک کوئی تحقیقات فریقین کے مواجہ میں نہ ہوئی ہو یہ کہنا دشوار ہے کہ کوئی امر ثابت ہوا یا نہیں ۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی مصطفےٰ حسین صاحب و مولوی سید سعید حسن صاحب وکلاء ۔

منجانب طرفثانی مولوی ابوالفیض مرزا محمد علی بیگ صاحب و مولوی مرزا حیدر بیگ صاحب وکلاء ۔

فیصلہ :۔ وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے اس مقدمہ کے حالات یہ ہیں کہ تحت دفعہ (۸۵) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری عدالت تحت میں یہ درخواست پیش کی گئی کہ درخواستگزار کی دختر کو اس کے شوہر اور جیٹھ نے بیجا حبس میں رکھا ہے اس لئے اس کو آزادی دلائی جائے ۔ عدالت تحت نے حکمنامہ تلاشی تحت دفعہ مذکور جاری کرکے ناظر کو اس کی تعمیل پر متعین کیا اور لڑکی عدالت میں حاضر لائی گئی ۔ عدالت نے اس نوبت پر لڑکی اور اس کے باپ کا بیان قلمبند کیا اور حکم دیدیا کہ اس لڑکی کو آزاد کر دیا جائے ۔ اس کے بعد شوہر اور جیٹھ کے نام اطلاعنامہ جاری کیا گیا ۔ لیکن وہ اس کیفیت کے ساتھ واپس آیا کہ مطلوبہ اشخاص کے مقام سکونت اس علاقہ میں نہیں ہے جہاں اطلاعنامہ تعمیل کے لئے بھیجا گیا تھا ۔ اس لئے تعمیل کی کوشش نہیں کی گئی ۔ اطلاعنامہ اس تھانہ میں بھیجا جائے جس کے حدود میں وہ موضع ہے ۔ جہاں اشخاص مطلوبہ کی سکونت بتلائی گئی ہے عدالت نے اس پر یہ تجویز کردی کہ اب کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ۔ لہذا مثل داخلدفتر کر دیجائے ۔

اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لڑکی جو مسلمہ طور پر نگرانی خواہ کی زوجہ ہے اس کے مکان سے طلب کی جاکر بغیر اس تحقیقات کے کہ وہ ناجائز حبس میں رکھی گئی ہے اس کے باپ کے حوالہ کردی گئی ۔ ہماری رائے میں دفعہ (۸۵) کا استدلال صحیح نہیں ہے ۔ ایسی صورتوں کے لئے بمقدمہ محمد حمیدالدین بنام محمد مراد مندرجہ دکن لاء رپورٹ جلد (۳۳) ص ۲۲۱ یہ طے کیا گیا ہے کہ دفعہ (۸۵) کے جزو آخر کا حکم بغیر کسی تحقیقات کے صادر نہیں کیا جاسکتا ۔ جلسۂ کاملہ کے ہرسہ اراکین اسپر متفق تھے کہ اس طرح بغیر تحقیقات کے حکم آزادی صادر کردینا قانون کے منشاء کے خلاف ہے ۔ اس لئے ہم حکم عدالت تحت کے عمل کو مطابق قانون قرار نہیں دیسکتے ۔

ہماری رائے میں رہائی کا حکم صادر کرلینے سے قبل عدالت کو بالمواجہ فریقین اس کی تحقیقات کرنی چاہئے تھی کہ آیا لڑکی ناجائز طور پر محبوس ہے یا نہیں ۔ جبتک کوئی تحقیقات فریقین کے مواجہ میں نہ ہوئی ہو یہ کہنا دشوار ہے کہ کوئی امر ثابت ہوا یا نہیں ۔ ہماری رائے میں یہ نگرانی لائق منظوری ہے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور۔ مثل عدالت تحت میں واپس کی جائے تاکہ بواجہ فریقین اس امر کی تحقیقات ہو سکے کہ آیا سرسوتی بائی ناجائز طور پر محبوس تھی یا نہیں۔

مرافعہ فوجداری جلسہ متفقہ

سلسلہ ۱۳۵۶ف
نمبر مقدمہ ۱۳۷۶
منفصلہ ۲۷ شہریور ۱۳۵۶ف

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب ارکان

راماسوامی مرافع بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

دفعہ (۳۲) تعزیرات آصفیہ۔ دفعہ (۲۳۰) ضابطۂ فوجداری۔

تجویز ہوئی کہ بغیر اس اندراج کے جس کا حکم ضابطۂ فوجداری کی دفعہ "(۲۳۰)" کی ضمن "د" میں دیا گیا ہے۔ دفعہ (۳۲) تعزیرات آصفیہ کو متعلق نہ کرنا چاہیئے۔

منجانب مرافعہ علیہ مولوی محمد مرزا صاحب مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مددگار وکیل سرکار

فیصلہ:۔ ملزم اصالتاً حاضر ہے اور اس نے ایک تحریری بحث داخل کی ہے۔ ہم نے وکیل سرکار کی بحث سماعت کی۔ اور روئداد پر غور کیا۔ عدالت تحت نے ملزم کے خلاف جرم تحت دفعہ (۳۱۲) تعزیرات ثابت قرار دیا ہے اور بہ تعلق دفعہ (۳۲) مجموعۂ تعزیرات اس کے حق میں دو سال قید کی سزا تجویز کی۔ ملزم پر الزام یہ ہے کہ اس نے ڈاکٹر ماسکرنیس لیڈی ڈاکٹر کے دواخانہ سے ایک مزل سائیکل کا سرقہ کیا تھا۔ یہ سائیکل مستغیث مقدمہ ہذا یوسف الدین نے عبدالصمد گواہ سے کرایہ پر لی تھی اور اُسی پر بیٹھکر لیڈی ڈاکٹر کو بلانے کیلئے آیا تھا۔ اس سائیکل کو مستغیث دواخانہ میں چھوڑ کر لیڈی ڈاکٹر کے ہمراہ موٹر میں چلا گیا اور جب وہ واپس آیا تو یہ سیکل غائب پائی گئی۔ کئی روز کے بعد ملزم بحالت مشتبہ اس سائیکل کے ساتھ پولیس عنبر پیٹھ میں گرفتار ہوا اور ملزم نے اس مقام کی نشاندہی کی۔ جہاں سے یہ سائیکل سرقہ کی گئی تھی۔ پولیس کو مستغیث کا بھی پتہ معلوم ہو گیا جس نے جاکر اس سائیکل کی شناخت کی۔ عبدالصمد گواہ ٹکسی سائیکل کی دوکان کا مالک ہے اور اُس نے بھی اس سائیکل کی شناخت کی۔

ملزم کو سائیکل کی ملکیت کا ادعا نہیں ہے۔ اس لحاظ سے ہماری رائے یہ ہے کہ ملزم کی مجرمیت میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ عدالت تحت نے ملزم سے دفعہ (۳۲) کو متعلق کیا ہے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ دفعہ (۲۳۰) مجموعہ ضابطۂ فوجداری کے ضمن (د) کے احکام کی اس نے پابندی نہیں کی۔ جبتک ان احکام کی

مرافعہ بنا راضی تجویز نواب فاروق علی صاحب ناظم اعزازی فوجداری بلدہ مورخہ ۲۱ امرداد ۱۳۵۶ف۔

راما سوامی بنام سرکار عالی

پابندی نہ کی ہو سزا دیابی سابق کا نوٹس لینا دشوار ہے - ہم کئی مقدمات میں یہ طے کرچکے ہیں کہ بغیر اس اندراج کے جس کا حکم دفعہ (۲۳۰) کی ضمن (د) میں دیا گیا ہے دفعہ (۳۲) کو متعلق نہ کرنا چاہیئے - وکیل سرکار کی حجت یہ ہے کہ سابقہ سزا دیابی کا مستقل ثبوت مثل میں موجود ہے انہوں نے کاظم علی گواہ کے بیان کی طرف توجہ ہمیں دلائی لیکن ہمیں ان کے بیان سے قطعاً یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ملزم نے سابق میں کن کن جرائم میں سزا دیابی ہے اس لحاظ سے بھی ملزم سے دفعہ (۳۲) کو متعلق نہیں کیا جاسکتا - ملزم تقریباً ایک سال ایک ماہ تک محبس میں مقید رہ چکا ہے اور ہماری رائے یہ ہے کہ اس قدر سزا اس جرم کے لئے کافی ہے اگر وہ کسی اور جرم میں ماخوذ نہ ہو تو اس کو فوراً رہا کردیا جائے - لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ ترمیماً منظور - ملزم بجرم سرقہ تحت دفعہ (۳۱۵) اسی قدر سزا کا مستوجب قرار دیا جاتا ہے جس قدر وہ بھگت چکا ہے اگر وہ کسی دوسرے جرم میں ماخوذ نہ ہو تو اس کو فوراً رہا کردیا جائے -

تصحیح فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل مولوی میر باسط علی خاں صاحب ارکان

سرکار عالی تصحیح خواہ بنام وڈے یوئنہ سائیگا طرفثانی

نمبر مقدمہ ۳۲۶ / ۱۳۵۷ ف
منفصلہ ۲۸ آبان ۱۳۵۷ ف

شہادت کو اقبال کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے - اقبال ملزم سے شہادت کی تائید - اقبال سے اشتعال طبع کا ثابت کیا جانا - اقبال کا جزاً استعمال صحیح نہیں ہے -

تجویز ہوئی کہ (۱) ملزم کے خلاف جو گواہان پیش ہوئے ہیں اُن میں سے ایک کے بیان سے بھی یہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اُس نے مقتولہ کا قتل کیا ہے - لیکن ملزم نے مقدمہ کی ہر نوبت پر جرم سے اقبال کیا ہے - ایسی صورت میں ان اقبالات کی روشنی میں شہادت تائید الزام پر غور ہونا چاہیئے - ایسی صورت میں ملزم کو مجرم قرار دینے میں تامل نہیں ہوسکتا -
(۲) یہ صحیح ہے کہ اشتعال طبع کا بار ثبوت خود ملزم کے دوش پر ہوتا ہے - لیکن جب اثبات جرم کا انحصار ملزم کے ہی اقبال پر ہو (جیسا کہ اس مقدمہ میں ہے) تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اقبال کا وہ جزو جو ملزم کے خلاف ہے لے لیا جائے اور وہ جزو جو اُس کے مفید ہو اسے نظرانداز کردیا جائے - جب کسی اقبال کو استعمال کرنا ہو تو پورے اقبال کو استعمال کرنا پڑیگا -

تصحیح رائے ناظم صاحب صدر عدالت سکندرآباد مورخہ ۷ تیر ۱۳۵۷ ف -

سرکار عالی بنام وڈے بوئنہ تیناگا

منجانب تصحیح خواہ مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مورم کرو کیل سرکار
منجانب طرفثانی مولوی مختار احمد خاں صاحب سلیمانی وکیل -

فیصلہ :- وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے - ملزم پر یہ الزام ہے کہ اس نے ۸ - فروردی ۱۳۵۷ف کو رات کے پونے دس بجے کے قریب خود اپنے مکان واقع موضع بلارم میں اپنی زوجہ مساۃ بچی کو کلہاڑی سے ضربات پہونچاکر ہلاک کر دیا - عدالت سشن نے ملزم کو قتل عمد کا مجرم قرار دیکر اس کے حق میں قید دوام کی سزا تجویز کی اور مثل کو تصحیحاً عدالت العالیہ میں روانہ کیا ہے - ہم نے مقدمہ کے تمام واقعات پر غور کیا اور شہادت مشمولۂ مثل پر نظر ڈالی - وجہ تحریک جرم یہ بیان کی جاتی ہے کہ مقتولہ کا ناجائز تعلق ایک شخص ینکڑو سے تھا جس کی وجہ سے ملزم نے مقتولہ کو ہلاک کر دیا - عدالت سشن میں استغاثہ کی جانب سے جملہ (۸) گواہوں کے بیانات قلمبند کرائے گئے - لیکن ان میں سے کوئی گواہ بھی ایسا نہیں ہے کہ اس کے بیان کی بناء پر ملزم کو مقتولہ کا قاتل قرار دیا جاسکے - اگر ملزم کے اقبالات سے قطع نظر کر لی جائے تو اس کے مقابلہ میں جرم ثابت قرار دینا دشوار ہے - لیکن ملزم نے مقدمہ کی ہر نوبت پر جرم سے اقبال کیا ہے اور ان اقبالات کی روشنی میں شہادت تائید الزام پر غور کیا جائے تو ملزم کو مجرم قرار دینے میں تامل نہیں ہو سکتا - ان اقبالات میں سے جو بیان قبل چالان ۱۲ - اسفندار ۱۳۵۷ف کو قلمبند ہوا ہے اس میں ملزم نے یہ بیان کیا ہے کہ اس نے مقتولہ کو ینکڑو سے ملوث دیکھا اس لئے اس نے مقتولہ کو ہلاک کر دیا - عدالت سشن میں بھی اس نے یہ بیان کیا کہ اس نے یہ دیکھا کہ ینکڑو رات کے وقت اس کے مکان سے جا رہا ہے اس لئے وہ برداشت نہ کر سکا اور اُس نے اپنی زوجہ کو ہلاک کر دیا - چونکہ خود استغاثہ کی شہادت یہ ہے کہ ملزم کو اس کا علم ہوگیا تھا کہ مقتولہ کے ناجائز تعلقات ینکڑو سے ہیں اور وہ متعدد مرتبہ مقتولہ کو ہدایت دیچکا تھا - اس لئے ظاہر ہے کہ رات کے وقت ملزم کے غیاب میں اگر ینکڑو کے اس کے مکان پر آنیکا علم ملزم کو ہوگیا ہو تو اس کے ناگہانی طور پر سخت مشتعل ہونے کی معقول وجہ ہو سکتی تھی - یہ صحیح ہے کہ اشتعال طبع کا بار ثبوت خود ملزم کے دوش پر ہوتا ہے - لیکن جب اثبات جرم کا انحصار ملزم کے ہی اقبال پر ہو تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اقبال کا وہ جزو جو ملزم کے خلاف ہو لے لیا جائے اور وہ جزو جو اس کے مفید ہے اسے نظر انداز کر دیا جائے - جب کسی اقبال کو استعمال کرنا ہو تو پورے اقبال کو استعمال کرنا پڑے گا اور اگر ان اقبالات کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ قرار دینا پڑے گا کہ ملزم نے سخت اور ناگہانی اشتعال طبع کی صورت میں مقتولہ کو ہلاک کیا ہے - ہماری رائے میں

سرکار عالی
بنام
وڈے بوئینہ
سکائیگا

میں دفعہ (۱۴۴) مجموعۂ تعزیرات کا مستثنئے اول ملزم سے متعلق ہے۔ اس لئے وہ صرف قتل انسان مستلزم السزاء کے جرم کا مجرم ہے۔ جو اشتعال اس مقدمہ میں ظاہر ہوا ہے چونکہ اس سے زیادہ سخت اشتعال کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ ملزم کے لئے معمولی سزاء کافی ہوگی۔ ہماری رائے یہ ہے کہ تین ماہ قید بامشقت کی سزا سے اغراض انصاف پورے ہوسکیں گے۔ کیونکہ ملزم کافی عرصہ سے زیر حراست ہے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

وڈے بوئینہ سائیگا ملزم کو بجائے قتل عمد کے قتل انسان مستلزم السزاء کا مجرم قرار دیا جاتا ہے اور بجرم دفعہ (۲۴۴) تعزیرات سرکار عالی تین ماہ قید بامشقت میں بسر کرے۔ قتل عمد کے جرم سے ملزم کو بری کیا جاتا ہے کلہاڑی نیلام کی جاکر اُس کی قیمت کو بحق سرکار ضبط کیا جائے اور بقیہ مال تلف کردیا جائے۔

ف
۱۳۵۶
۱۸۴
نمبر مقدمہ
منفصلہ
۲۷ امرداد ۱۳۵۶ف

نگرانی فوجداری اجلاس منفردہ

باجلاس آنریبل مولوی ڈاکٹر میر سیادت علیخاں صاحب رکن

انتیا وغیرہ نگرانیخواہاں بنام مہیش گیرجی وغیرہ طرفثانیاں

عدالت فوجداری عدالت دیوانی کے تصفیہ کی پابند نہیں۔ فیصلہ میں دیگر امور کا تصور کرلینا قانونی غلطی سمجھا جائیگا۔ قولدار کے قبضہ کا لحاظ نقض امن کی کارروائی میں۔ نقض امن کی کارروائی میں قولدار کے قبضہ کا لحاظ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) یہ خیال کہ عدالت فوجداری عدالت دیوانی کے فیصلہ کی پابند ہے اور مجبور ہے کہ کارروائی تحت دفعہ (۱۴۴) ضابطۂ فوجداری میں قبضہ کا وہی تصفیہ کرے جو عدالت دیوانی نے کیا ہو صحیح نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ عدالت فوجداری کی کوئی ایسی قرارداد جو دیوانی فیصلہ کی ترمیم یا تنسیخ کا اثر رکھتی ہو ایسا اختیار سماعت اختیار کرلیتا ہے جو کہ اُسے قانون نے نہیں دیا ہے۔

(۲) اگر کوئی عدالت کسی خاص امر کی نسبت اپنی رائے قائم کرنے میں کسی دوسری عدالت کے فیصلہ کو بنا قرار دے اور اس فیصلہ میں ان امور کا ہونا تصور کرلے جو کہ واقعی اُس میں نہیں ہیں تو عدالت کی یہ غلطی ایک قانونی غلطی متصور ہوگی اور اس کی وجہ سے نقض امن کے فیصلہ میں بصیغۂ نگرانی عدالت عالیہ میں دست اندازی کی جاسکیگی۔

(۳) نقض امن کے مقدمہ میں فریق اول کو قولدار اور فریق دوم کو مالک قرار دینے کے باوجود ان

نگرانی بنا راضی تجویز مولوی میر حشمت علی خاں صاحب شریک ناظم ضلع اطراف بلدہ مورخۂ ۲ مرارد ی بہشت ۱۳۵۶ف۔

انتیا بنام ہیش گیرجی

دونوں کے باہمی نزاع کے تصفیہ کے وقت قولدار کے قبضہ کا لحاظ نہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

منجانب نگرانیخواہاں مولوی سید محمد عبد اللہ صاحب ایڈوکیٹ۔

منجانب طرفثانیاں نواب اکبر یار جنگ بہادر و مولوی غلام احمد خاں صاحب و مولوی شیخ حیدر رضا صاحب و پنڈت ریوا گیرجی صاحب ایڈوکیٹس

فیصلہ:۔ مباحث قابل وکلاء فریقین سماعت ہوئے اور ہم نے اس دیرینہ مقدمہ کی ضخیم رُوئداد کو تفصیل سے دیکھا۔ یہ ایک نقض امن کے حکم ناظم فوجداری کی ناراضی سے نگرانی ہے یہ کارروائی ۱۳۴۶ف سے چل رہی ہے اور عدالت العالیہ میں بھی اس کو کوئی پندرہ مہینہ ہوتے ہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ تاریخ حکم ۱۲ شہریور ۱۳۴۶ف کو اراضی زیر نزاع پر کس کا قبضہ تھا۔ فریق اول کا یا فریق دوم کا عدالت نگرانی عنہا نے ایک نہایت طویل فیصلہ کی روسے قبضہ فریق دوم کا قرار دیا ہے۔ قابل وکیل طرفثانیاں نے نظائر مصرحہ حاشیہ کے حوالہ سے بحث کی ہے کہ حکم ناظم فوجداری کے بعد نقض امن کی کارروائی میں عدالت عالیہ بطور خود شہادت میں جا نہیں سکتی۔ دو رائے کا امکان بھی ہو تو اپنی رائے نافذ نہیں کر سکتی یا یہ کہ جبتک فاش غلطی نہ ہو عدالت عالیہ موازنۂ شہادت میں نہیں جائے گی۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ عدالت عالیہ بطور ایک اصول عملدرآمد شہادت کارروائی نقض امن میں نہیں جائیگی۔ سوائے اس کے کہ ایسا کرنا مقدمہ کے خاص حالات یا عدالت نگرانی عنہا کی قانونی غلطی کی نوعیت کی وجہ سے ضروری ہو۔ جیسا کہ آل انڈیا رپورٹر ۱۹۴۲ء پٹنہ صفحہ ۲۸۹ یا آل انڈیا رپورٹر ۱۹۴۱ء کلکتہ ص (۴۹) میں قرار پا سکتا ہے اور یہ امر اچھی طرح ہمارے پیش نظر ہے کہ بصیغۂ نگرانی زیادہ تر صرف قانونی غلطیوں کی اصلاح کی جاتی ہے۔ چنانچہ اسی کارروائی کی کل ضخیم رُوئداد کو بنظر غائر دیکھنے کے بعد ہماری رائے ہے کہ عدالت نگرانی عنہا کے فیصلہ میں کم از کم دو بڑی قانونی غلطیاں ہیں جن کی وجہ سے حکم یا فیصلہ زیر نگرانی کو بحال رکھنا قرین معدلت نہیں ہے یہ دو قانونی غلطیاں حسب ذیل ہیں۔

(۱) آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۹ء ۱۵۰۔
(۲) (۱۱۴) انڈین کیسز ۱۳۱۔
(۳) آل انڈیا رپورٹر ۱۹۲۱ء پٹنہ ۴۹۱۔
(۴) ” ” ۱۹۲۸ء ” ۱۳۔
(۵) ” ” ۱۹۲۰ء بمبئی ۲۲۱
(۶) ” ” ۱۹۴۲ء ” ۲۲۲
(۷) (۹) دکن ص ۳۰۸ - (۷) دکن صفحہ ۱۱۶
(۸) (۱۴) ” ص ۱۴ - (۲۹) دکن صفحہ ۴۵
(۹) نظائر حیدرآباد ۱۳۴۶ف ص ۲۱

ایک غلطی تو یہ ہے کہ انہیں فریقین یعنی فریق اول و دوم کے درمیان ایک استقرار حق یہ کا دعوے ہوا تھا اس میں سالہائے سال قبل نزاعی نمبرات میں سے ایک نمبر کے تعلق سے عدالت عالیہ نے بربناء صلحنامہ تصفیہ فرماتے ہوئے کارروائی ختم کی تھی۔ اس کا اثر نزاعی تمام نمبرات کے تعلق سے سالہائے سال بعد عدالت نگرانی عنہا نے لیا ہے اور فریق اول کے قبضہ کو قولدارانہ قرار دیا ہے۔ اتنے عرصہ بعد اس فیصلہ سے یہ اثر لیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے

انتپیا بنام مہیش گیری

یہ خیال کہ عدالت فوجداری عدالت دیوانی کے فیصلہ کی پابند ہے اور مجبور ہے کہ قبضہ کا وہی تصفیہ کرے جو عدالت دیوانی نے کیا ہو یا یہ کہ عدالت فوجداری کی کوئی ایسی قرارداد جو دیوانی فیصلہ کی ترمیم یا تنسیخ کا اثر رکھتی ہو۔ ایسا اختیار سماعت اختیار کرلیتا ہے جو قانون نے نہیں دیا ہے قطعاً صحیح نہیں ہے۔ عدالت فوجداری تاریخ حکم سے دو ماہ قبل کا قبضہ دیکھے گی۔ اسپر عدالت دیوانی کے فیصلہ سے روشنی پڑسکتی ہے۔ خصوصاً جبکہ یہ فیصلہ کسی قریبی تاریخ کا ہو۔ لیکن یہ تصور کہ عدالت فوجداری عدالت دیوانی کے فیصلہ کی وجہ سے بطور خود قبضہ کے متعلق قرار دینے سے ممنوع ہے صحیح نہیں ہے۔ اسی لئے اس زیر تجویز مقدمہ میں عدالت نگرانی عنہانے عدالت عالیہ کے سالہائے سال بیشتر کے استقرار حق پٹہ کے فیصلہ کا جو اثر لیا اور فریق اول کے جملہ نمبرات کے قبضہ کو جو قولدارانہ قرار دیدیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اس کو بطور خود اور اس کے سامنے پیش شدہ روئداد پر تصفیہ کرنا چاہیئے تھا۔ عدالت نگرانی عنہا کی دوسری قانونی غلطی ہماری رائے میں یہ ہے کہ اس نے فریق دوم اور راجہ شامراج بہادر کے درمیانی مقدمہ جو فیصلہ جوڈیشل کمیٹی سے ہوا اور جس کی رو سے فریق دوم کو موضع انتپیا گوڑہ کا مقطعہ دار اس لئے نہیں تسلیم کیا گیا کہ جاگیردار کو مقطعہ عطاء کرنے کا حق نہیں ہے لیکن فریق دوم کو بطور دیگر اس موضع کا حقدار تسلیم کیا گیا۔ اس قرارداد کے اثرات کا عدالت نگرانی نے غلط اثر لیا اور باوجود فیصلہ میں یہ تسلیم کرنے کے کہ اس فیصلہ کے بعد فریق دوم نے موضع کے کل کاشتکاروں سے چاہے وہ کتنے ہی قدامت سے اراضی پر قابض اور زر مالگزاری ادا کرتے آئے ہوں۔ قول و قبولیت کی تکمیل کروائی۔ اس عمل کو صحیح قرار دیا اور گو فیصلہ میں کہیں بھی صاف طور پر شہادت پیش شدہ سے یہ نہیں قرار دیا ہے کہ فریق اول نے قول قبولیت کی تکمیل بھی کی۔ تاہم اس تکمیل کو ہی فرض بھی کرلیا۔ فیصلہ یا حکم زیر نگرانی میں ایک تیسری قانونی غلطی بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ باوجود فریق اول کے قبضہ کو قولدارانہ بھی قرار دینے کے اور فریق دوم کو مالک تصور کرنے کے قولدار و مالک کی نزاع میں قولدار کے قبضہ کا لحاظ نہیں کیا جو از روئے نظائر (۱۹) دکن ۱۹۹ و ۳۴۰ دکن ۳۱۹۔ ان پر لازم تھا۔ ان غلطیوں کی وجہ سے ہم کو اس نگرانی میں شہادت کو بھی دیکھنا پڑا اور ہم نے اس کو غور سے دیکھا۔ ہماری رائے میں فریق اول کے چھ گواہ بابیا۔ ملاگوڑہ۔ پر مہا۔ سیوبا۔ موگلیگا اور پچھمن سنگھ سے جن میں سے اکثر فریق اول کی اراضی نزاعی کے بازو کے کاشتکار ہیں اور تاریخ حکم سے دو ماہ قبل اور سالہائے سال قبل فریق اول کا قبضہ بیان کرتے ہیں اور طویل جرح میں مجروح نہیں ہوئے ہیں۔ فریق اول کا قبضہ بخوبی ثابت ہے۔ فیصلہ کے ص (۱۹) پر عدالت نگرانی عنہا نے خود تسلیم کیا

انتیا بنام ہیش گیرمی

فریق اول نے ۱۳۳۵ف لغایتہ ۱۳۴۶ف کے رسائد مالگزاری پیش کئے ہیں ۔لیکن اس کے باوجود یہ لکھکر کہ اس سے نوعیت قبضہ ظاہر نہیں ہوتی اس کا صحیح اثر نہیں لیا ہے اور فریق اول پر کذب و بد دیانتی کا اتہام لگایا ہے ۔اس کے برخلاف فریق دوم کے گواہوں کے بیانات تذبذب اور وقعت سے معرا ہیں ۔چنانچہ فریق دوم کا پہلا گواہ کہتا ہے کہ موضع انتاگوڑہ کی قابل کاشت اراضیات پر بابامی (فریق دوم) کا بذریعہ آسامیاں قبضہ تھا نزاع کے پہلے انتاگوڑہ (فریق اول) کا قبضہ تھا ۔اسی نے پیداوار خریف و ربیع حاصل کیا ۔یہ شہادت مفید فریق اول متصور ہونی چاہئے تھی ۔لیکن عدالت نگرانی عنہا نے ایسا نہیں قرار دیا ہے ۔اسی طرح دوسرا گواہ بالیا ۔قول قبولیت کی تکمیل کے متعلق مذبذب ہے کہ وہ ۱۳۴۵ف یا ۱۳۴۹ف میں ہوئی اور تاریخ حکم ۴ شہریور ۱۳۴۸ف ہے ۔اسی لئے ۱۳۴۵ف کے متذبذب کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا ۔تیسرا گواہ بھی ریڈی قول و قبولیت کا زبانی ہونا بیان کیا ہے ۔اس کا اور اسی تذبذب کا بھی لحاظ نہیں کیا جاکر اس گواہ کے بیان کو وقعت دی گئی ۔چاند خاں چوتھے گواہ کا بیان شروع سے آخر تک "معلوم نہیں" "خیال نہیں" "یاد نہیں" کے جملوں سے جن کے ذریعہ جھوٹے گواہ اظہار صداقت سے گریز کرتے ہیں ۔بھرا ہوا ہے ۔اس کا بھی لحاظ نہیں کیا گیا پانچواں گواہ یلریڈی ایک نمبر کا کاشتکار رہنا بیان کرتا ہے اور بہت سے بعض امور کے متعلق وہی معلوم نہیں کی رٹ لگایا ہے ۔فریق دوم کے آخری اور چھٹے گواہ معتمد اسٹیٹ ہیں اور دستاویزی شہادت پیش شدہ کے دستخطوں کی شناخت کئے ہیں ۔ان حالات میں ہمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ تاریخ حکم سے دو ماہ پیشتر فریق اول قابض تھا اور یہ نگرانی لائق منظوری ہے ۔لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور ۔حکم زیر نگرانی کلیتاً منسوخ ۔اراضی زیر تجویز پر فریق اول کا قبضہ کرا دیا جائے ۔

مرافعہ فوجداری جلسۂ منفقہ

نمبر مقدمہ ۲۲۲ مکہ ۱۳۵۶ف منفصلہ ۱۵ امرداد ۱۳۵۶ف

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب ارکان

نور پاشاہ مرافع بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

نوٹ کی شناخت ۔دفعہ (۲۱۶) تعزیرات ۔جعلی نوٹ کے چلانے کی علت کے لئے علم کا وجود ضروری ہے

تجویز ہوئی کہ (۱) نوٹ ایک ایسی چیز ہے کہ کاروباری انسان کے پاس ہمیشہ آتا رہتا ہے اور اُس کے پاس سے جاتا رہتا ہے ۔کسی خاص نوٹ کی بابتہ کسی کاروباری آدمی کا ایک ماہ کے

مرافعہ بنارا ضی تجویز مسٹر پنگل ... رامابی صاحب اعزازی سشن جج صوبہ میدک مورخہ ۲۴ آبان ۱۳۵۶ف ۔

نور پاشاہ بنام سرکار عالی

بعد یہ کہدینا کہ وہ نوٹ اُس کو کسی خاص شخص نے دیا تھا - ایسا امر نہیں ہے کہ اُس پر ایسا اطمینان ہوسکے جو فوجداری مقدمہ میں سزا دینے کے لئے ضروری ہے -

(۴) جعلی نوٹوں کے تعلق سے جو الزامات عائد کئے جاتے ہیں اُن میں یہ ثابت ہونا بھی ضروری ہے کہ ملزم یہ جانتا یا باور کرنے کے وجوہ رکھتا تھا کہ جو نوٹ اس نے چلانے کی کوشش کی تھی وہ جعلی ہے -

منجانب مرافع مولوی ذکی الدین صاحب وکیل -

منجانب مرافعہ علیہ مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مومسم گر وکیل سرکار

فیصلہ :- وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے - اس ایک مقدمہ میں عدالت سشن میں تین جرائم کی تحقیقات کی گئی جن کا ارتکاب اندرون ایک سال ہونا بیان کیا گیا ہے - کہا جاتا ہے کہ ملزم نے مختلف اوقات میں تین اشخاص کو جعلی نوٹ یہ جانتے ہوئے یا باور کرنے کی وجہ رکھتے ہوئے کہ وہ جعلی ہیں حوالہ کئے - عدالت سشن نے ان تینوں الزامات کو ثابت قرار دیکر ہر جرم میں ملزم کے حق میں ایک ایک سال قید با مشقت کی سزا تجویز کی ہے جسکی ناراضی سے یہ مرافعہ پیش ہے -

ہم نے شہادت پیش شدہ کے اہم اجزاء پر غور کیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ثابت قرار دینے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ ملزم نے تین اشخاص لچھمی بائی محمد جہانگیر اور پوٹا ملیا کو کلدار نوٹ دس دس روپیہ کے حوالہ کئے تھے - ان اشخاص کے پاس سے اور اُن کی نشاندہی سے کچھ نوٹ دس دس روپیہ کلدار کے برآمد بھی ہوگے اور اسکی بھی شہادت موجود ہے کہ جو نوٹس برآمد ہوئے ہیں وہ جعلی ہیں - لیکن اسی امر پر پوری طرح اطمینان ہونا مشکل ہے کہ جو نوٹ ان اشخاص کے قبضہ یا نشاندہی سے برآمد ہوئے وہ وہی نوٹس ہیں جو ملزم نے ان اشخاص کے حوالے کئے تھے - لچھما بائی سے اسبارے میں کوئی سوال ہی نہیں کیا گیا - کوٹہ ملیا نے گو اس نوٹ کی شناخت کی ہے جو اس کے پاس سے برآمد ہوا - لیکن اس کے بیان سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا اس شناخت کا یہ منشاء ہے کہ یہی نوٹ اس کے پاس سے برآمد ہوا یا یہ کہ یہی نوٹ ملزم نے اس کے حوالہ کیا تھا - البتہ جہانگیر نے یہ بیان کیا ہے کہ جو نوٹ عدالت میں موجود ہے وہی ملزم نے اس کے حوالہ کیا تھا جہانگیر کے اسبارے میں منفرد بیان پر پوری طرح بھروسہ ہونا مشکل ہے یہ نوٹ اس کے پاس سے کافی عرصہ کے بعد برآمد ہوا اور وہ کوئی وجہ نہیں بیان کرتا کہ کیوں وہ یہ کہتا ہے کہ یہ نوٹ ملزم ہی نے اس کے حوالہ کیا تھا

ورباشاہ بنام سرکار عالی

نوٹ ایسی چیز ہے کہ کاروباری انسان کے پاس ہمیشہ آتا رہتا ہے اور اس کے پاس سے جاتا رہتا ہے۔ کسی خاص نوٹ کی بابتہ کسی کاروباری آدمی کا ایک ماہ کے بعد یہ کہدینا کہ وہ نوٹ اس کو کسی خاص شخص نے دیا تھا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر ایسا اطمینان ہو سکے جو فوجداری مقدمہ میں سزا دینے کے لئے ضروری ہے۔ اگر وہ اپنی شناخت کے معقول وجوہ بیان کردے گا اور اس کی صحت بیانی پر شبہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہ ہوگی تو شاید ہم اس کے بیان پر بھروسہ کر کے سزا دیزوہ کو بحال کر سکتے تھے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ وجوہ شناخت کے متعلق اس سے کوئی سوال نہیں کیا گیا۔

جعلی نوٹوں کے تعلق سے جو الزامات عائد کئے جاتے ہیں ان میں یہ ثابت ہونا بھی ضروری ہے کہ ملزم یہ جانتا یا باور کرنے کے وجوہ رکھتا تھا کہ جو نوٹ اس نے چلانے کی کوشش کی ہے وہ جعلی ہے۔ ملزم کے علم کی بابتہ ظاہر ہے کہ کوئی راست شہادت پیش نہ ہو سکی۔ اس لئے اسبارے میں دوسری شہادت سے یہ نتیجہ اخذ کرنا پڑے گا۔ عدالت سشن نے اس علم کو ملزم سے منسوب کرنے کے لئے گھانسی رام گواہ نمبر (۱۲) کے بیان پر استدلال کیا ہے جس نے یہ کہا ہے کہ ملزم نے اس سے چار آنہ کے سیودال خریدے تھے اور اس کے معاوضہ میں اس نے ایک جعلی نوٹ دس روپیہ کلدار کا اس کے حوالہ کیا تھا۔ جس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اس بیان سے عدالت سشن اس نتیجہ پر پہونچی ہے کہ اگر ملزم کو ان نوٹوں کے جعلی ہونے کا علم پہلے سے نہ تھا تو گھانسی رام کے نوٹ واپس کردینے کے بعد ہی اسے ضرور اس کا علم ہوجانا چاہئے تھا۔ اس استدلال کے صحیح ہونے کے لئے اس کی شہادت ہونی ضروری ہے کہ جو نوٹ گھانسی رام کو دینے کی کوشش کی گئی بجنسہ وہی نوٹ کسی دوسری جگہ چلایا گیا۔ اسبارے میں کوئی شہادت مثل میں نہیں ہے۔ گھانسی رام نے یہ نہیں کہا کہ جو نوٹ اس نے واپس کیا تھا ان میں سے وہی نوٹ عدالت میں موجود ہے۔ اس نے بہت ہی تھوڑی دیر تک اس نوٹ کو دیکھا ہوگا اس لئے اس کیلئے اس نوٹ کے بغیر کسی نشانی کے شناخت کرلینا آسان بھی نہ تھا۔ ماہر فن کی رائے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو نوٹ عدالت میں پیش ہوئے ہیں ان کی تلبیس کافی مہارت کے ساتھ کی گئی ہے اور ان کا تلبیس ہونا آسانی سے شناخت نہیں ہو سکتا تھا۔ خود اسی واقعہ سے کہ متعدد کاروباری اشخاص نے ان نوٹوں کو اصلی سمجھکر انہیں لے لیا یہی قیاس ہوتا ہے کہ ان نوٹوں کی تلبیس کافی مہارت کے ساتھ ہوئی ہے۔ ان حالات میں اس قیاس کا بھی امکان ہے کہ خود ملزم کو ان نوٹوں کے متعلق دھوکہ ہوگیا

نور پاشاہ بنام سرکار عالی

اور اس نے اس کو اصلی نوٹ سمجھکر چلائے ہوں گے ۔ گھانسی رام کے نوٹ واپس کردینے کا بھی یہ لازمی نتیجہ نہیں ہے کہ ملزم یہ سمجھ گیا ہو کہ وہ نوٹ فی الواقعی جعلی ہیں ۔ اس کا امکان ہے کہ اس کے ذہن میں یہ آیا ہو کہ گھانسی رام نے بلا وجہ اصلی نوٹ کو واپس کردیا ہے اور اس نے اس کی کوشش کی ہو کہ کوئی دوسرا بیوپاری ان نوٹوں کی نسبت صحیح رائے یہ قائم کرے کہ وہ اصلی ہیں ۔ غرض شہادت شمولہ مثل کی بنا پر یہ قرار دینا بھی مشکل ہے کہ ملزم ان نوٹوں کی ماہیت جانتا یا باور کرنے کی وجہ رکھتا تھا کہ وہ ملتبس ہیں ۔ اس لئے جو سزا عدالت سشن نے تجویز کی ہے اس کو بحال رکھنا ممکن نہیں ہے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ منظور ۔ سزائے مجوزہ منسوخ اگر ملزم کسی دوسرے الزام میں ماخوذ نہ ہو تو اُس کو فوراً رہا کردیا جائے ۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل مسٹر جگن موہن ریڈی صاحب ارکان

نمبر مقدمہ ۱۳۸۴ سنہ ۱۳۵۷ ف
منفصلہ ۹ مہر ۱۳۵۶ ف

سرکار عالی نگرانی خواہ بنام راہیا طرف ثانی

دفعہ ۲۰۳ و ۳۰۷ ضابطۂ فوجداری ۔ تصحیحاً مقدمہ کو راست بلا توسط عدالت العالیہ نہیں بھیجا جاسکتا ۔

تجویز ہوئی کہ ہم نے دستورالعمل عدالتہائے خصوصی پر غور کیا اور ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ واضعان دستورالعمل کا یہ منشا نہ تھا کہ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے باب (۲۳) کے احکام کو نظر انداز کردیا جائے یعنی یہ کہ عدالت خصوصی کی کوئی تجویز راست حضرت بندگانعالی کے ملاحظہ میں بغرض منظوری پیش نہیں ہوسکتی ۔ بجز اس کے کہ عدالت العالیہ اس تجویز کی واجبیت یا عدم واجبیت پر غور کرکے اپنی رائے قائم کرے ۔

فیصلہ :۔ اس مقدمہ میں ذیعلم ناظم سشن میدک نے بحیثیت ناظم خصوصی ملزمین کے حق میں موت کی سزا تجویز کی اور مثل عدالت العالیہ میں اس غرض سے روانہ کی ہے کہ پیشگاہ جہاں پناہی سے اس مجوزہ سزا کی منظوری حاصل کرلی جائے ۔ ناظم خصوصی کی حجت یہ ہے کہ جو تجویز بحیثیت ناظم خصوصی صادر کی گئی ہے اس کی تصحیح کی حاجت نہیں ہے اور عدالت العالیہ کو بحیثیت عدالت تصحیح اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ راست بارگاہ حضرت اقدس و اعلیٰ سے سزائے موت کی منظوری حاصل فرمائی جائے ۔ ہم ناظم خصوصی کی

تحریک صدر عدالت صوبۂ گلشن آباد میدک مورخہ ۱۸ تیر ۱۳۵۶ ف ۔

سرکار عالی بنام رامیا

اس بحث سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ ہم نے دستور العمل متعلقہ پر غور کیا اور ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ واضعان دستور العمل کا یہ منشاء نہ تھا کہ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے باب (۲۳) کے احکام کو نظر انداز کر دیا جائے۔ خود ناظم خصوصی یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی مجوزہ سزا قابل نفاذ نہیں ہے اور اس کے نافذ ہونے کے لئے منظوری حاصل ہونی ضروری ہے۔ حصول منظوری کے لئے کوئی دوسرا ضابطہ بجز باب (۲۳) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے موجود نہیں ہے۔ ناظم خصوصی کی کوئی تجویز راست حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی کے ملاحظۂ اقدس میں پیش نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ عدالت العالیہ اس تجویز کی واجبیت یا عدم واجبیت پر غور کر کے اپنی رائے قائم کرے۔ جبتک دستور العمل میں کوئی صریح حکم اس کے خلاف نہ ہو مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے تمام احکام ہر مقدمہ سے متعلق ہوں گے اور چونکہ باب (۲۳) ضابطۂ فوجداری کو عدالت خصوصی کی تحقیقات سے غیر متعلق قرار نہیں دیا گیا ہے اس لئے اُس باب کے احکام کی تعمیل ہونی ضروری ہے۔ خود دستور العمل پر فسادات رقبہ جات کی دفعات (۱۰) کی سرخی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ واضعان دستور العمل کا منشاء یہ ہرگز نہ تھا کہ بصیغۂ تصحیح کی کارروائی کو نظر انداز کر دیا جائے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

عدالت خصوصی کو حکم دیا جائے کہ اس مقدمہ کو بصیغۂ تصحیح عدالت العالیہ میں روانہ کر دیں تاکہ یہاں سے دُئی مناسب تجویز ہو سکے۔ اس تجویز کی ایک ایک نقل اشتہار نمبری (۱۲۹۴) ۱۳۵۶ف سرکار عالی بنام سوامی ور مقدمہ نمبر (۱۲۹۵) ۱۳۵۶ف سرکار عالی بنام باشانلا گر یا نندم وغیرہ میں شریک کر دیجائے۔

نگرانی فوجداری اجلاس منفردہ

باجلاس آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری رکن

نمبر مقدمہ ۲۳۳ ۱۳۵۶ف
منفصلہ ۲۶ مہر ۱۳۵۶ف

بسما نگرانی خواہ بنام باکوری بھیمپا وغیرہ طرفثانیاں

دفعہ (۱۴۴) ضابطۂ فوجداری۔ احتمال نقض امن کی شہادت۔

تجویز ہوئی کہ (۱) روئداد سے صاف ظاہر ہے کہ فریقین میں قبضہ کے متعلق نزاع ہے اور وہ ایک دوسرے کی مزاحمت کر رہے ہیں اور ایک مرتبہ مار پیٹ کی نوبت بھی آچکی ہے اس کے باوجود عدالت کا یہ طے کرنا کہ احتمال نقض امن نہیں ہے درست نہیں ہو سکتا ہے۔

(۲) نقض امن کس نوعیت کی سنگینیت کا ہونا چاہئے اس کا کوئی معیار نہیں قائم کیا جا سکتا۔

نگرانی بنا راضی تجویز پنڈت بی۔ نارائن راؤ صاحب چوہان منصف تعلقہ گنگاوتی ضلع رائچور مورخہ ۱۳ بہمن ۱۳۵۶ف۔

بسما
بنام
باکوڑی بھیما

نزاع کا وجود ہے اور فریقین اس کو پُرامن طریقہ پر طے کرانے کے لئے آمادہ نہیں ہیں اور نزاع کے سلسلہ میں جبر و تخویف نیز تشدد کا ارتکاب ہو چکا ہے یہ مجسٹریٹ کے لئے تحت دفعہ "۱۴۸" تحقیقات و انتظام قبضہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی سید قاسم علی صاحب وکیل۔

منجانب طرفثانیاں مولوی سید ضمیر علی صاحب ایڈوکیٹ۔

فیصلہ:۔ بعد تحقیقات بسلسلہ کارروائی انسداد نقض امن عدالت ابتدائی نے حکم آخر یہ صادر کیا کہ احتمال نقض امن نہیں ہے۔ فریق ثانی کے قبضہ سے اراضی بقبضۂ عدالت لی گئی ہے اسی کو قبضہ واپس کیا جائے۔ اس کی ناراضی سے یہ نگرانی پیش ہے۔ ہم کو افسوس ہے کہ مجسٹریٹ ابتدائی نے دفعہ (۱۴۸) کے منشاء اور غرض و غایت کا کوئی لحاظ نہیں فرمایا اور باوجود تحقیقات کامل قبضہ کا تصفیہ نہیں کیا۔ روئداد سے صاف ظاہر ہے کہ فریقین میں قبضہ کے متعلق نزاع ہے اور ایک دوسرے کی مزاحمت کر رہے ہیں اور ایک مرتبہ مارپیٹ کی نوبت بھی آچکی ہے۔ اس کے باوجود عدالت کا یہ طے کرنا کہ احتمال نقض امن نہیں ہے۔ درست نہیں ہو سکتا ہے۔ فاضل مجسٹریٹ نے ابتداءً جو بیان فریق اول کا لیا ہے اسپر یہ تجویز کی ہے کہ تخم ریزی کرنے میں فریقین میں جھگڑا ہے۔ بریں ہم پولیس سے رپورٹ طلب کر لی جائے۔ پولیس سے رپورٹ وصول ہوئی کہ نزاع چل رہی ہے۔ مزاحمت باہمی جاری ہے ایکبار مارپیٹ ہو چکی ہے آئندہ بھی نقض امن کا سخت اندیشہ ہے اسپر عدالت نے جائداد نزاعی کو اپنے قبضہ میں لیا اور حکمنامہ میں تحریر کیا کہ نقض امن کا سخت اندیشہ ہے۔ فریق ثانی نے طلب ہونے کے بعد جو بیان تحریری داخل کیا ہے اس کے فقرہ (۴) میں لکھا ہے کہ اس وقت فریق اول اپنے دیگر رشتہ دار کی شرکت سے مداخلت و ضرر کا ارتکاب کئے اس کی بابتہ مقدمہ فوجداری بھی چلا ہے اور نزاع کی نوعیت دیوانی قرار پا کر استغاثہ خارج ہوا۔ فریق ثانی کے اس اقبال کے بعد کسی مزید اطمینان کی ضرورت نہیں رہتا۔ نقض امن کس نوعیت کی سنگینیت کا ہونا چاہئے اس کا کوئی معیار نہیں قائم کیا جاسکتا۔ نزاع کا وجود ہے اور فریقین اس کو پُرامن طریقہ پر طے کرانے کے لئے آمادہ نہیں ہیں اور نزاع کے سلسلہ میں جبر و تخویف نیز تشدد کا ارتکاب ہو چکا ہے یہ مجسٹریٹ کے لئے تحت دفعہ (۱۴۸) تحقیقات و انتظام قبضہ کرنے کے لئے کافی ہے اور جو شہادت فریقین نے پیش کی ہے اس سے اس احتمال کی

تردید نہیں ہوتی ۔ لہذا نگرانی منظور ۔ مجسٹریٹ کو چاہیئے کہ حسب منشاء دفعہ (۱۴۸) ضابطۂ فوجداری فریقین اگر کوئی مزید شہادت پیش کرنا چاہیں تو اس کو لیکر ورنہ موجودہ روئداد پر بحث سماعت کرنے کے بعد حسب منشاء دفعہ (۱۴۸) قبضہ کا تصفیہ کردیں ۔ مثل خارج داخلہ فرم ہو ۔

نگرانی فوجداری اجلاس منفردہ

باجلاس آنریبل مولوی سید قمر حسن صاحب رکن

نمبر مقدمہ ۱۳۴۲ سنہ ۱۳۵۶ ف
منفصلہ یکم آبان سنہ ۱۳۵۶ ف

سرور بی — نگرانی خواہ — بنام — سرکار عالی — طرفثانی

سرسری تحقیقات میں بھی شہادت مکمل ہونی چاہیئے ۔ گواہ کا بیان ذاتی معلومات پر ہونا چاہیئے ۔ مفتش واقعہ کا گواہ نہیں ہوتا ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) تحقیقات سرسری میں گو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ شہادت قلمبند کی جائے پھر بھی عدالت کے روبرو مکمل شہادت کا پیش ہونا ضروری ہے جس سے عدالت کو ملزم کی مجرمیت کا اطمینان ہو جائے ۔ محض ملزم کے اقبال کی بنا پر اُس کو سزا نہیں دیجا سکتی ۔

(۲) گواہ جو بھی عدالت میں پیش کئے جائیں اُن سے بیان اس طرح کرایا جانا چاہیے کہ یہ معلوم ہوسکے کہ اُس کا شہود بہ اُن کی ذاتی معلومات پر مبنی ہے ۔

(۳) مفتش مقدمہ لازماً واقعہ کا گواہ نہیں ہوتا ۔ مفتش جب خانہ شہادت میں آئے تو اُس کے لئے بیان کرنا چاہیئے کہ جو کچھ شہادت وہ جرم کے تعلق سے دے رہا ہے وہ اُس کی ذاتی علم پر مبنی ہے ۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی سید ضمیر علی صاحب ایڈوکیٹ و پنڈت گوبندراؤ صاحب ناگاپورکر و مولوی ابوالفیض مرزا محمد علی بیگ صاحب وکلاء ۔

منجانب طرفثانیاں مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب سورم کر وکیل سرکار ۔

فیصلہ :- لایق وکلاء فریقین کی بحث سماعت کی گئی جو بہت شد و مد کے ساتھ کی گئی ہے ۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس نگرانی کا تصفیہ جے کشن بنام سرکار عالی مندرجہ (۳۴) دکن لا رپورٹ ص (۲۵۳) کے جزائیہ قائمہ کی روشنی میں بآسانی ہوسکتا ہے ۔ اس نظیر کے ص ۲۵۵ پر حکام عالی مقام جلسۂ منعقدہ نے افادہ فرمایا ہے کہ اگر

نگرانی بنا راضی تجویز ناظم صاحب اول عدالت فوجداری بلدہ مورخہ ۱۷ امرداد ۱۳۵۷ ف ۔

سرور بی
بنام
سرکار عالی

ملزم کا بیان اصل کی تعریف میں داخل بھی ہوتا تب بھی محض اس کی بناء پر سزا کی تجویز صادر نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ از روئے قانون مقدمہ قابل اجراء حکمنامہ تھا اور محض اس وجہ سے کہ مقدمہ کی تحقیقات بطور سرسری ہوئی ہے ایسے دیگر احکام ضابطہ جن کی صراحت دفعہ میں نہیں کی گئی ہے معطل نہیں ہوجاتے ۔ تجویز سزا کے لئے ایسی شہادت کا پیش ہونا ضروری تھا جس سے عدالت کو ملزم کی مجرمیت کا اطمینان ہوجاتا۔ تحقیقات سرسری میں گو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ شہادت قلمبند کی جائے ۔ پھر بھی عدالت کے روبرو مکمل شہادت کا پیش ہونا ضروری ہے ۔

موجودہ مقدمہ میں ایک تو نگرانی خواہ کا اقبال دوسرے شفیع اللہ نامی شخص کی شہادت ہے جو خود کو امین صیغہ رسد بیان کرتا ہے ۔ اس شخص کا بیان نہایت مختصر ہے جس سے ملزمہ کے افعال کی ایسی صراحت واضح نہیں ہوتی جن کو پیش نظر رکھکر جرم منسوبہ کا اطلاق کیا جاسکے ۔ اطلاع دہندہ کا نام چراغ علی جوان بیان کیا گیا ۔ اس کو استغاثہ کی جانب سے پیش نہیں کیا گیا ۔ گواہ جو بھی عدالت میں پیش کئے جائیں ان سے بیان اس طرح کرایا جانا چاہئے کہ یہ معلوم ہوسکے کہ اس کا مشہودہ ان کی ذاتی معلومات پر مبنی ہے مفتش مقدمہ لازماً واقعہ کا گواہ نہیں ہوتا ۔ مفتش جب خانۂ شہادت میں آئے تو اس کے لئے بیان کرنا چاہئے کہ جو کچھ شہادت جرم کے تعلق سے دے رہا ہے وہ اس کے ذاتی علم پر مبنی ہے ۔

بربنا ، تسامح موجودہ مقدمہ میں ایسا کوئی تارق مفتش کے بیان میں نہیں ملتا ۔ اس شہادت کے بے اثر ہوجانے کے بعد صرف ملزمہ کا اقبال رہ جاتا ہے جو افادہ مرقومۂ بالا کی روشنی میں بے تاثیر ہوجاتا ہے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور ۔ تجویز تحت منسوخ ہو ملزمہ کو الزام منسوبہ سے بری کیا جاتا ہے ۔ مال ضبط شدہ یا اس کی قیمت حسب ضابطہ ملزمہ کو واپس ہو ۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

۱۳۵۶ف
۶۳۲
نمبر مقد
منفصلہ ۲۶
امرداد ۱۳۵۶ف

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب ارکان

محمد ابراہیم وغیرہ نگرانخواہاں بنام جالہ وینکٹ امراؤ وغیرہ طرفثانیاں

اصالتاً معافی حاضری کا حکم ۔ دفعہ (۲۱۰) ضابطۂ فوجداری ۔ دفعہ (۲۰۱) ضابطۂ فوجداری ۔ ملازم سرکار کے مقابلہ میں استغاثہ ۔

نگرانی بناراضی تجویز مولوی سید محمد احمد حسین صاحب منصف سدی پیٹھ مورخۂ ۱۷ فروردی ۱۳۵۶ف ۔

محمد ابراہیم
بنام
جالہ وینکٹ رامراؤ

تجویز ہوئی کہ (۱) جہانتک درخواست تحت دفعہ (۲۱۰) ضابطۂ فوجداری کا تعلق ہے ہماری رائے یہ ہے کہ یہ کوئی کلیہ قائم نہیں کیا جا سکتا کہ ہرج کار سرکاری کسی ملازم سرکار کی عدالت میں اصالتاً حاضری کی معافی کے لئے کبھی بھی وجہ نہیں ہو سکتا۔ کیا وجوہ ایسی تجویز کے لئے کافی ہو سکتے ہیں یہ ہر مقدمہ کے واقعات کے لحاظ سے عدالت کو دیکھنا چاہیے اور اگر اسے یہ معلوم ہو کہ ملزم کے ہر تاریخ پر عدالت میں حاضر رہنے سے کسی اہم سرکاری کام کا ہرج ہونا لازمی ہے تو وہ اصالتاً حاضری کی معافی کا حکم دے سکتی ہے۔

(۲) جو چیز کسی ملازم سرکار کے فرائض منصبی میں داخل ہو اُس کو کسی صورت میں جرم قرار نہیں دیا جا سکتا اور اُس کی تحقیقات کے لئے دفعہ (۲۰۱) ضابطۂ فوجداری کی اجازت کا کوئی محل ہی نہیں ہو سکتا۔ دفعہ (۲۰۱) کی اجازت انہی صورتوں میں محکوم ہے جبکہ ملزم کا فعل جرم تو ہو لیکن اُس پر اس کا الزام ملازمت سرکاری کی حیثیت سے عاید کیا گیا ہو اس کا تصفیہ کہ کس حیثیت سے الزام عائد کیا گیا ہے استغاثہ کو دیکھکر اور کچھ شہادت لیکر ہی کیا جا سکیگا۔

منجانب نگرانیخواہاں مولوی ابوالحسن سید علی صاحب ایڈوکیٹ و مولوی محمد بدرالدین خاں صاحب وکیل۔
منجانب طرفثانیاں پنڈت رام کشن راؤ صاحب وکیل۔

فیصلہ:۔ فریقین میں سے کوئی حاضر نہیں ہے نہ کسی فریق کا کوئی وکیل حاضر ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ عدالت تحت میں یہ مقدمہ استغاثہ پر چل رہا تھا جس میں ملزمین کی جانب سے دو درخواستیں پیش کی گئیں اول یہ کہ چونکہ ملزمین ملازم سرکار ہیں اور ان کے عدالت میں حاضر ہونے سے کار سرکار کا ہرج ہوگا۔ اس لئے ان کی اصالتاً حاضری معاف کی جائے اور دوسری یہ کہ بغیر اجازت محکمہ دفعہ (۲۰۱) ضابطۂ فوجداری یہ مقدمہ نہیں چل سکتا۔ عدالت تحت نے اول الذکر درخواست پر یہ تجویز کی کہ محض ہرج کار سرکاری کی وجہ سے ملزم کی اصالتاً حاضری معاف نہیں کی جا سکتی اور مؤخر الذکر درخواست پر یہ تجویز کی کہ اس مقدمہ میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے اس تجویز کی ناراضی سے جس میں ان دونوں کا تصفیہ کیا گیا ہے یہ نگرانی کی گئی ہے جہانتک درخواست تحت دفعہ (۲۱۰) کا تعلق ہے ہماری رائے یہ ہے کہ یہ کلیہ قائم نہیں کیا جا سکتا کہ ہرج کار سرکاری اصالتاً حاضری کی معافی کے لئے کبھی بھی کوئی تجویز نہیں ہو سکتی۔ دفعہ (۲۱۰) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری

محمد ابراہیم بنام ایڈوکیٹ رامراؤ

یہ وجوہ نہیں بتائے گئے جنکی بناء پر اصالتاً حاضری معاف ہو سکتی ہو بلکہ صرف یہ لکھا گیا ہے کہ "بوجوہ کافی" ملزم کی اصالتاً حاضری معاف کی جاسکتی ہے۔ کیا وجوہ ایسے حکم کے لئے کافی ہو سکتے ہیں یہ ہر مقدمہ کے واقعات کے لحاظ سے عدالت کو دیکھنا چاہیئے اور اگر اسے یہ معلوم ہو کہ ملزمین کے ہر تاریخ پر عدالت میں حاضر رہنے سے کسی اہم سرکاری کام کا ہرج ہونا لازمی ہے تو وہ اصالتاً حاضری کی معافی کا حکم دیسکتی ہے۔ لیکن اس امر کا تعین کہ فی الواقع ہرج کار سرکاری ہوتا ہے وہ محکمہ کر سکتا ہے جس میں ملزم ملازم ہے اس لئے بالعموم ایسی تحریک اس محکمہ کی جانب سے ہونی چاہیئے محض ملزم کا یہ کہدینا کہ اس کی حاضری سے کار سرکاری کا ہرج ہوگا کافی نہیں ہوسکتا چونکہ اس مقدمہ میں اس محکمہ کی جانب سے کوئی تحریک نہیں کی گئی تھی اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ عدالت تحت کی تجویز بحالت موجودہ قابل دست اندازی نہیں ہے اگر محکمہ کی جانب سے کوئی ایسی تحریک باندراج وجوہ کی جائے تو عدالت اب بھی ان وجوہ پر غور کرسکے گی اور اپنے صوابدید کے بموجب مناسب تجویز صادر کریگی۔ ہم عدالت العالیہ سے کوئی حکم دینا مناسب نہیں سمجھتے۔

جہانتک ملزمین کی دوسری درخواست کا تعلق ہے ہم اس میں بھی اس وقت کسی دست اندازی کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ دفعہ (۲۰۱) ضمن (۲) کے تحت عمل کرنے کا محل اب باقی نہیں رہا۔ اس امر کا تعین کہ آیا ملزمین کا وہ عمل جس کی بابت استغاثہ کیا گیا ہے ان کے فرائض منصبی کے تعلق سے ہوا یا نہیں اس کا تصفیہ کچھ شہادت لینے کے بعد ہی ہوسکیگا۔ کن صورتوں میں دفعہ (۲۰۱) کی اجازت کی ضرورت ہے اور کن میں نہیں۔ اس کے متعلق عدالت العالیہ کے بہت سے نظائر ہوچکے ہیں اور ان کی روشنی میں عدالت تحت کو اس کا تصفیہ کرنا پڑے گا۔ عدالت تحت نے جس نکتۂ نظر سے اس مسئلہ پر غور کیا ہے اس کو بالکلیہ صحیح نہیں قرار دیا جاسکتا۔ کیونکہ جو چیز کسی ملازم سرکار کے فرائض منصبی میں داخل ہو اس کو کسی صورت میں جرم قرار ہی نہیں دیا جاسکتا اور اس کی تحقیقات کے لئے دفعہ (۲۰۱) کی اجازت کا کوئی محل ہی نہیں ہوسکتا۔ دفعہ (۲۰۱) کی اجازت انہی صورتوں میں محکوم ہے جبکہ ملزم کا فعل جرم تو ہو لیکن اُسپر اس کا الزام ملازمت سرکاری کی حیثیت سے عائد کیا گیا ہو اس کا تصفیہ کہ کس حیثیت سے الزام عائد کیا گیا ہے استغاثہ کو دیکھکر اور کچھ شہادت ہی لیکر کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس نوبت پر کوئی اظہار رائے کرنا نہیں چاہتے۔ عدالت تحت کے لئے اب بھی یہ راستہ کھلا ہوا ہے کہ اگر اس کی رائے میں مقدمہ کے جملہ حالات کے لحاظ سے ان نظائر کی روشنی میں جو

اسبارے میں ہو چکے ہیں اجازت کی ضرورت ہے تو استغاثہ کو خارج کر سکتی ہے اس وقت ہم عدالت تحت کی تجویز کی تنسیخ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

تصحیح فوجداری جلسۂ متفقہ

سنہ ۱۳۵۶ف نمبر مقدمہ ۱۹۹۸ منفصلہ ۲۲ اردی ۱۳۵۸ف

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب ارکان

سرکار عالی تصحیح خواہ بنام ماروتی طرفثانی

دفعہ (۴۹۴) ضابطۂ فوجداری ہند۔ ایک یا چند ملزمین کے تعلق سے پیرو کار سرکار کی دستبرداری کا جواز۔ ہر ملزم کا علیحدہ مقدمہ ہونا۔ برضامندی عدالت دستبرداری کا جواز۔ عدالت کی رضامندی سے دستبرداری کے وقت عدالت پر بعد غور واضح تجویز کرنے کا فرض ہونا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) فوجداری مقدمات میں ہر ملزم کا مقدمہ علیحدہ ہوتا ہے اس لئے یہ بحث صحیح نہیں ہے کہ پورے مقدمہ سے ہی دستبرداری ہوسکتی ہے اور یہ کہ چند ملزمین کے تعلق سے نہیں ہوسکتی۔

(۲) کسی مقدمہ فوجداری میں بغیر عدالت کی رضامندی کے کوئی دستبرداری نہیں ہوسکتی۔

(۳) برٹش انڈیا کے نظائر میں اختلاف ہے کہ دستبرداری کی منظوری کے لئے عدالت کو وجوہ کا تحریر کرنا لازم ہے یا نہیں۔ لیکن دستبرداری کے پیش ہونے پر عدالت کا یہ فرض ہے کہ وہ اس پر غور کرے کہ آیا ایسی رضامندی دیجانی چاہئے یا نہیں اور اسبارہ میں کوئی واضح تجویز کرے۔

منجانب تصحیح خواہ مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹ سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مومن کرد وکیل سرکار

منجانب طرفثانی مولوی محمود علی خاں صاحب ایڈوکیٹ و پنڈت گوپال راؤ صاحب ایکبوٹے وکیل۔

آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب رکن۔ وکلاء فریقین کے تفصیلی مباحث سماعت کئے گئے۔

واقعات یہ معلوم ہوتے ہیں کہ ۱۱ آبان ۱۳۵۵ف کو موضع کملاپور میں ایک ہندو مسلم فساد برپا ہوا جس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ بسویشور کی پالکی کا جلوس نکالا جارہا تھا جب یہ جلوس جامع مسجد کے سامنے پہونچا تو

تصحیح رائے مولوی اختر حسین خاں صاحب ناظم صدر عدالت صوبہ گلبرگہ شریف مورخہ ۲۸ مہر ۱۳۵۶ف۔

سرکار عالی بنام ماروتی

کہا جاتا ہے کہ جلوسیوں کی جانب سے کوئی نعرے لگائے گئے جو مسجد کے مصلیوں کو ناگوار ہوا اور فریقین کیجانب سے سنگباری و خشت باری ہوئی اور بنادیق کے فائر بھی کئے گئے۔ اس واقعہ کے متعلق ۱۱؍ آبان ۱۳۵۵ف ہی کو جمعدار کوتوالی کے بیان کے بناء پر پرچہ اطلاعی واردات جاری کیا گیا جس میں جرائم تحت دفعات (۱۴۴ و ۲۶۴) مجموعہ تعزیرات کے ارتکاب کی اطلاع دی ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ جب بلوہ کے مقدمہ کی تفتیش کے لئے منتظم کوتوالی مقام واقعہ پر آئے تو انہیں یہ معلوم ہوا کہ ایک (۶۰) سالہ شخص شمشیر بیگ نامی بھی اسی واردات کے سلسلہ میں قراینن کے فائر سے مجروح کیا گیا۔ انہوں نے اس کے ضربات کا پنچنامہ کیا اور منضرر کو رجوع دواخانہ کردیا۔ یہ شمشیر بیگ انہی ضربات کے صدمہ سے ۱۵؍ آبان ۱۳۵۵ف کو دواخانہ میں فوت ہوگیا لیکن عدالت کو کسی نوبت پر بھی شمشیر بیگ کے منضرر ہونے یا اس کے فوت ہونے کی اطلاع نہیں دی گئی۔ تکمیل تفتیش کے بعد کوتوالی کی جانب سے (۱۷) مسلمانوں اور (۲۵) ہندوؤں کا چالان پیش کیا گیا اور مؤخرالذکر چالان میں قتل عمد کا الزام بھی عائد کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ دونوں مقدمات سپرد سشن ہوگئے اور عدالت سشن میں وکیل سرکار نے ایک درخواست پیش کردی کہ محکمہ سرکار سے یہ حکم ہوا ہے بجز ماروتی ملزم کے بقیہ ملزمین کے مقدمات میں دستبرداری کرلی جائے اس لئے صرف ماروتی کے خلاف تحقیقات ہوگی۔ یہ درخواست شریک مثل ہے لیکن اس پر عدالت کی کوئی تجویز نہیں ہے۔ فرد کارروائی سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا عدالت نے رضامندی محکومہ دفعہ (۴۶۵) مجموعہ ضابطۂ فوجداری کا اظہار کیا یا نہیں لیکن افراد کارروائی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس درخواست کے پیش ہونے کے بعد سے صرف ماروتی ملزم کے مقابلہ میں کارروائی جاری رکھی گئی جس کے نتیجہ میں عدالت سشن نے اس کو قتل عمد کا مجرم قرار دیکر اس کے حق میں موت کی سزا تجویز کی اور مثل کو عدالت العالیہ میں تصحیحاً روانہ کیا۔ ملزم کیجانب سے ایک مرافعہ بھی اس تجویز کی ناراضی سے پیش ہوا ہے اور ہم نے تصحیح کے مقدمہ اور ملزم کے مرافعہ کی بحث ایک ساتھ سماعت کی اور ایک ہی تجویز کے ذریعہ ان دونوں کا تصفیہ کرتے ہیں جس کی ایک نقل دوسری مثل متعلقہ میں بطور تجویز شریک کردیجائے۔

ہم ابتداء میں یہ بتادینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کسی مقدمہ فوجداری میں بغیر عدالت کی رضامندی کے کوئی دستبرداری نہیں ہوسکتی۔ برٹش انڈیا کے نظائر میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایسی رضامندی دیتے وقت عدالت کے لئے وجوہ کا تحریر کرنا لازمی ہے یا نہیں لیکن کسی مقدمہ میں یہ طے کیا گیا ہے

سرکار عالی
بنام
فاروقی

نہ طے کیا جاسکتا ہے کہ عدالت کی رضامندی کے بغیر بھی کسی مقدمہ میں دستبرداری ہوسکتی ہے اس لئے ہر دستبرداری کے پیش ہونے پر عدالت کا یہ فرض ہے کہ وہ اس پر غور کرے کہ آیا اسے رضامندی دینی چاہئے یا نہیں اور اسبارہ میں کوئی واضح تجویز صادر کرے۔ اگر وہ اس طرح اس معاملہ پر غور کرتی تو غالباً اسے یہ سوچنا پڑتا کہ اس دستبرداری سے ایک ملزم کو مستثنےٰ کرنے کی کوئی معقول وجہ ہے یا نہیں۔ لیکن چونکہ عدالت کی کوئی تجویز اسبارہ میں نہیں ہے اس لئے اس پر غور کرنا مشکل ہوگیا کہ آیا دستبرداری مطابق قانون ہوئی ہے یا نہیں۔

مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے دفعہ (۲۶۵) کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"پیروکار سرکار عالی جو حسب دفعہ (۲۶۴) ضمن (۱) مقرر ہوا ہو کسی وقت قبل فیصلہ برضامندی عدالت مقدمہ سے دستبردار ہوسکیگا"۔

ان الفاظ کے لحاظ سے ملزم کے وکیل کی بحث یہ ہے کہ دستبرداری اگر ہوسکتی ہے تو پورے مقدمہ سے ہوسکتی ہے نہ کہ کسی ایک یا چند ملزمین کے تعلق سے۔ ہندوستان کے ضابطہ کے مماثل دفعہ (۴۹۴) میں چونکہ الفاظ یہ ہیں کہ کسی ملزم کے خلاف مقدمہ چلانے سے دستبرداری کیجاسکیگی۔ اس لئے وہاں کے الفاظ کے لحاظ سے وہ بحث پیدا ہو نہیں سکتی جو لائق وکیل ملزم نے اس مقدمہ میں اُٹھائی ہے۔ لیکن ان کی بحث یہ ہے کہ ہمارے ضابطہ کے لحاظ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ چند ملزمین کے خلاف مقدمہ چلانے سے دستبرداری کرلی جائے اور بقیہ کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ ہمیں ان کی اس بحث سے اتفاق نہیں ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ فوجداری مقدمات میں ہر ملزم کا مقدمہ علحدہ ہوتا ہے خواہ کئی ملزمین کا چالان ایک ہی کردیا گیا ہو یا علحدہ علحدہ چالان پیش کردیا گیا ہو۔ دفعہ (۲۴۶) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری میں وہ صورتیں بتائی گئی ہیں جس میں ایک سے زیادہ اشخاص کے مقابلہ میں مشترک تحقیقات ہوسکتی ہے اگر وہ صورت موجود نہ ہو جو اس دفعہ میں بتائی گئی ہے تو ہر مقدمہ کی تحقیقات علحدہ علحدہ کی جائے گی۔ لیکن اگر وہ صورت موجود ہو تو دفعہ مذکور کے لحاظ سے عدالت کو اس کا اختیار ہے کہ آیا جملہ ملزمین کے مقدمات کی تحقیقات ایک ساتھ کرے یا علحدہ علحدہ۔ لیکن اگر تحقیقات ایک ساتھ ہو رہی ہو تو اس کے یہ معنی نہیں ہوسکتے کہ ہر ملزم کا مقدمہ علحدہ نہیں ہے بلکہ سب ملزمین کے خلاف ایک ہی مقدمہ ہے۔ ایسی صورت میں پیروکار سرکار کو اس کا اختیار ہے کہ وہ جس ملزم کے مقدمہ کے متعلق چاہے دستبرداری پیش کرسکتا ہے اور اگر عدالت کو اس

سرکار عالی
بنام
ماروتی

دستبرداری سے اتفاق ہو تو جس ملزم یا ملزمین کی حد تک دستبرداری ہوئی ہو - ان کے متعلق وہی نتیجہ برآمد ہوگا جو دفعہ (۴۶۵) میں بتایا گیا ہے - علاوہ ملزم حاضر اجلاس کے بقیہ ملزمین کی حد تک چونکہ عدالت سشن کی کوئی تجویز ہی نہیں ہے اور وہ ہمارے روبرو موجود ہی نہیں ہے . اس لئے ہم یہ تجویز نہیں کر سکتے کہ ان کی حد تک جو دستبرداری ہوئی ہے وہ صحیح اور قانون کے مطابق ہوئی ہے یا نہیں - لیکن چونکہ ملزم حاضر اجلاس کے متعلق کوئی دستبرداری نہیں ہے - اس لئے ہمیں اس کی حد تک روئداد پر غور کرنا پڑیگا اس لئے ہم نے وکلاء فریقین کے تفصیلی مباحث سماعت کرلئے -

واقعہ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں کہ ۱۱ آبان ۱۳۵۵ف کا بتایا جاتا ہے اور ۱۲ آبان ۱۳۵۵ف کو شمشیر بیگ مقتول کو رجوع دواخانہ کردیا گیا چونکہ اس کی حالت اس وقت نازک تھی . اس لئے مولوی بدرالدین صاحب منصف نے اس کا بیان قبل ازمرگ قلمبند کیا جو مثل میں شریک ہے . جس مراسلہ کے ذریعہ مقتول کو دواخانہ بھیجا گیا تھا اس میں کوتوالی کی جانب سے یہ لکھا گیا تھا کہ جامع مسجد کے سامنے فریقین میں جو تصادم ہوا وہیں اس کو یہ ضربات آئے تھے . لیکن اپنے اس بیان قبل ازمرگ میں مقتول نے یہ بیان کیا کہ اس کو یہ ضربات اس وقت پہنچائے گئے جبکہ وہ اپنے مکان کے پاس کھڑا ہوا تھا - اس بیان میں مقتول نے یہ کہا ہے کہ اس پر قرابین کا فائر ہولداشیا کے بیٹے ماروتی نے کیا ہے - جب اس سے یہ سوال کیا گیا کہ آیا اس نے خود ملزم ماروتی کو مارتے ہوئے دیکھا تھا تو اس نے کہا کہ اس کی بینائی کمزور ہے - دوسرے لوگ اس سے ماروتی کا مارنا بیان کئے - محبوب صاحب بڑھائی نے اس سے ماروتی کا مارنا بیان کیا - مقتول کے اس بیان کے اعتبار سے اگر کوئی الزام عائد ہو سکتا تھا تو ہاشیا کے بیٹے ماروتی پر ہو سکتا تھا - ملزم حاضر اجلاس کا نام گو ماروتی ہے لیکن اس کے باپ کا نام تکپا ہے اور اس بارے میں خفیف سی بھی کوئی شہادت پیش کرنے کی کوشش نہیں کی کہ مقتول اپنے بیان قبل ازمرگ میں کیوں ملزم کی ولدیت غلط بتائی تھی - مقتول کے ضربات کا پنچنامہ بھی ۱۲ آبان ہی کو مرتب ہوا تھا - اس میں بھی مقتول کا بیان درج ہے اور اس میں بھی اس نے اپنے مارنے والے کا نام معہ ولدیت بتایا تھا - قرابین کے فائر کرنے والے کا نام اس نے اس وقت بھی ماروتی ہی بتایا - لیکن اس کی ولدیت اس پنچنامہ میں مشکوک ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کوئی اور نام لکھا گیا تھا جس کے روبرو دوبارہ تکپا لکھدیا گیا - اس کی بھی کوئی شہادت پیش نہیں ہوئی کہ ہاشیا کا کوئی بیٹا ماروتی بھی کوئی گاؤں میں موجود نہیں ہے - مقتول نے اپنے بیان قبل ازمرگ میں یہ بھی بتایا تھا کہ

سرکار عالی
بنام
ماروتی

جس ماروتی نے اس پر فائر کیا تھا وہ شنار بیس پر رہتا ہے اور وکیل سرکار ہیں کسی ایسی شہادت پر توجہ نہیں دلا سکے جس سے معلوم ہوتا کہ ملزم حاضر اجلاس شنار بیس پر ہی رہتا ہے - اس بیان قبل ازمرگ میں مقتول نے یہ کہا تھا کہ مسلمانوں اور بنجاروں کا جامع مسجد کے پاس دو تین بجے سے دن کو جھگڑا ہوا تھا اور اس پر یہ فائر شام کے (۵) بجے کیا گیا - اس جزو بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس مراسلہ کے ذریعہ مقتول کو دواخانہ بھیجا گیا تھا اس میں جو یہ لکھدیا گیا تھا کہ جامع مسجد کے قریب عین جھگڑے کے وقت مقتول پر یہ فائر کیا گیا تھا وہ صحیح نہ تھا - غالباً اس وجہ سے اب منجانب چالان یہ کہا جاتا ہے کہ جامع مسجد کے قریب جھگڑا ہونے کے بعد جلوس آگے بڑھا اور جب وہ اس مقام پر پہنچا کہ جہاں مقتول اپنے مکان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا تو ملزم نے جو پالکی کے سامنے قرابین لیکر چل رہا تھا اسے دیکھکر اپنی قرابین بھری اور مقتول پر فائر کر دیا - یہ بیان بھی ہمیں غور کے قابل ہی معلوم ہوتا ہے - گواہان رویت کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقتول کا مکان جامع مسجد سے تین سو یا چار سو قدم کے فاصلہ پر ہے - بیان مقتول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جامع مسجد کے جھگڑے کے تقریباً دو تین گھنٹہ کے بعد اس پر فائر کیا گیا - اس قلیل فاصلہ کا دو تین گھنٹہ میں طے ہونا ہمیں بہت غور کے قابل معلوم ہوتا ہے - شہادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جامع مسجد کے قریب جو سنگباری اور فائرنگ ہوئی اس کے بعد مجمع منتشر ہوگیا - اس انتشار کے معنی اگر یہ بھی لئے جائیں کہ پالکی کا جلوس پھر بھی گشت کرتا رہا تو یہ سمجھنا مشکل ہے کہ وہ گشت کس قدر اطمینان کے عالم میں ہوا ہوگا کہ تین سو چار سو قدم کا فاصلہ دو تین گھنٹوں میں طے ہوا اگر صورت حال یہ بیان کی جاتی ہے کہ جامع مسجد کے قریب مسلمانوں کا فریق بالکل مغلوب ہوگیا اور جلوسی لوگ اس قدر غالب آگئے تھے کہ ان کو کسی مزاحمت کا اندیشہ ہی نہ تھا تو ممکن تھا کہ یہ قیاس کیا جاسکے کہ اس فاصلہ کو عمداً کافی عرصہ میں طے کیا گیا ہو - لیکن اول تو یہ صورت حال بیان نہیں کی گئی لیکن اگر بیان کیجاتی تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اس امر کو باور کرنا مشکل ہو جاتا کہ اس جھگڑے کے بعد بھی مقتول اور دو مسلمان گواہان رویت کو اس کی ہمت ہوئی ہوگی کہ وہ اس جلوس کے سامنے علانیہ موجود رہے - غرض ہماری رائے بظاہر یہ ہورہی ہے کہ مقتول کا یہ بیان غلط نہ تھا کہ اس کو اس کے مکان پر مجروح کیا گیا اور چونکہ اس نے ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ اس کو مجروح کئے جانے کا واقعہ جامع مسجد کے جھگڑے کے دو تین گھنٹہ کے بعد ہوا اس لئے یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مقتول پر فائر کئے جانے کو

سرکار عالی
بنام
ماروتی

جامع مسجد کے جھگڑے سے کوئی راست تعلق تھا۔ اب جو استغاثہ کی جانب سے یہ بیان کیا جارہا ہے کہ جامع مسجد کے جھگڑے کے سلسلہ ہی میں بغیر کسی وقفہ کے مقتول پر فائر کئے جانیکا واقعہ ہوگیا اور مقتول پر صرف اس لئے فائر کیا گیا کہ وہ مسلمان تھا۔ یہ ہمیں غور کے قابل معلوم ہوتا ہے کہ مقتول ایک (۶۰) سالہ بوڑھا شخص تھا اور شہادت کے کسی جزو سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے کبھی کسی فرقہ واری معاملہ میں کوئی حصہ لیا تھا۔ برخلاف اس کے ہر دو گواہان رویت جوان اشخاص ہیں اور ان میں سے ایک نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ سابق میں اس کا چالان ایک فرقہ واری جھگڑے میں ہوا تھا۔ ان حالات میں اگر یہ صحیح ہے کہ ہر دو گواہان رویت بھی واقعہ کے وقت جلوس کے سامنے ہی موجود تھے تو یہ امر قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا کہ ملزم نے اگر فرقہ واری اثرات کے تحت فائر کیا تھا تو بجائے گواہان رویت پر فائر کرنے کے مقتول کو اپنا نشانہ بنانے کے لئے چنا ہوگا۔ غرض ہمیں اس پر پوری طرح اطمینان نہیں ہوتا کہ مقتول پر فائر کئے جانے کے واقعہ کا جامع مسجد کے سامنے کے جھگڑے سے کوئی ایسا قریبی تعلق تھا جیسا کہ استغاثہ کی جانب سے بیان کیا جاتا ہے اور اگر یہ باور کر لیا جائے کہ یہ واردات فرقہ واری اثرات ہی کی وجہ سے ہوئی ہے تو اس پر اعتبار ہونا مشکل ہے کہ محبوب صاحب و مستان خاں گواہان (۵ و ۶) بھی واقعہ کے وقت موجود تھے ان دونوں اشخاص نے رویت کی شہادت ادا کی ہے اور ان پر اعتبار ہو سکے تو عدالت سشن کی مجوزہ سزاء کو منظور کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن جیسا کہ ہم ابھی لکھوا چکے ہیں کہ ان دونوں کی موجودگی شبہ سے خالی نہیں معلوم ہوتی۔ ان دونوں نے یہ بیان کیا ہے کہ خود مقتول نے واقعہ کے بعد فوراً ان سے یہ کہا تھا کہ ماروتی نے اس پر فائر کیا ہے اس کا مقصد بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بیانات کو بیان قبل ازمرگ سے تقویت پہنچائیں۔ لیکن مقتول کا جو بیان مجسٹریٹ نے قلمبند کیا ہے اس میں خود اس نے یہ بیان کر دیا تھا کہ وہ کسی کو فائر کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ اس کی بینائی کمزور ہے اس لحاظ سے ان دونوں گواہوں کا بیان بیان قبل ازمرگ سے ایک اہم جزو میں مختلف فیہ ہے۔ واقعہ کے دوسرے ہی روز مقتول کے ضربات کا پنچنامہ بھی کوتوالی نے مرتب کیا اور اس پنچنامہ کا ایک پنچ محبوب صاحب گواہ نمبر (۵) کو بنایا گیا۔ مستان خاں گواہ نمبر (۶) نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ اس پنچنامہ کی ترتیب کے وقت وہ موجود تھا لیکن اس پنچنامہ کی ترتیب کے وقت ان دونوں میں سے کسی نے بھی اس جانب اشارہ تک نہیں کیا کہ وہ واقعہ کے وقت خود موجود تھے اور انہوں نے بچشم خود اس واقعہ کو دیکھا ہے۔ اسی روز

سرکار عالی
بنام
ماروتی

مقام واقعہ کا پنچنامہ بھی مرتب ہوا اور شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں گواہان رویت بھی اس وقت موجود تھے اور اس وقت بھی ان دونوں میں سے کسی نے بھی اس جانب اشارہ نہیں کیا کہ اُنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا ہے۔ جو جلوس نکالا جارہا تھا وہ لنگایتوں کا جلوس تھا۔ ملزم قوم کا لنگایت نہیں بلکہ کوبی ہے۔ اس لئے یہ امر بہت غور کے قابل ہے کہ کوبی نے لنگایتوں کے ایک جلوس میں کوئی ایسا نمایاں حصہ لیا ہوگا کہ جلوس کے سامنے قرابین لیکر چلے اور وہ اس جھگڑے سے ایسا متاثر ہوا ہوگا کہ ایک بوڑھے مسلمان شخص کو بغیر اس کے خفیف سے قصور کے قرابین کا نشانہ بنادے۔ استغاثہ کی جانب سے یہ شہادت بھی پیش ہوئی ہے کہ واقعہ کے بعد ملزم نے ایک قرابین اپنے ماموں کے پاس دس روپیہ میں رہن رکھدی۔ یہ رہن کا واقعہ موضع شاہ آباد کا ہے جو مقام واقعہ سے سولہ کوس کا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اول تو یہ واقعہ ہمیں گواہان نمبر (۳ و ۴) کی بناء پر ثابت قرار دینا ہی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہ ثابت بھی ہو تو چونکہ اس کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ اسی قرابین سے مقتول پر فائر ہوا تھا اس لئے اس شہادت سے ملزم کے مقابلہ میں کوئی زیادہ اثر نہیں لیا جاسکتا۔ گواہ نمبر (۴) محمد سلیمان ایک مسلمان شخص ہے اور یہ امر ہمیں زیادہ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا کہ کسی فرقہ داری اثر کے تحت ایک مسلمان کو ہلاک کرنے کی ہمت کی ہوگی کہ جس قرابین سے اس نے قتل کا ارتکاب کیا ہے اسے ایک مسلمان ہی کے پاس ایسی حالت میں رہن کرنے کی کوشش کرے جبکہ اس میں بارود کی بو آرہی ہو۔ کوتوالی کو واقعہ کے دوسرے ہی روز یہ معلوم ہوگیا تھا کہ اس جرم کا مجرم ماروتی ولد ہاشیا ہے اس کی خفیف سی بھی کوئی شہادت نہیں ہے کہ ملزم موضع سے فرار ہوگیا ہو۔ ایسی حالت میں ۲۲ آذر ۱۳۵۶ف تک ملزم کا گرفتار نہ ہونا بہت غور کے قابل ہے اور یہ شبہ پیدا کرتا ہے کہ ۲۲ آذر تک ماروتی ولد ہاشیا کی تلاش کی گئی۔ لیکن جب وہ نہ مل سکا تو ملزم حاضر اجلاس کو اس کا ہم نام ہونے کی بناء پر گرفتار کرلیا گیا اور پنچنامہ مورخہ ۱۲ آبان ۱۳۵۵ف میں جو کوتوالی کے قبضہ میں اس وقت تک تھا ماروتی کی ولدیت کو مشکوک کردیا گیا غرض ہماری رائے یہ ہے کہ ملزم حاضر اجلاس کی مجرمیت پر اس قدر اطمینان شہادت منسولہ مثل کی بناء پر نہیں ہوسکتا جس قدر اطمینان ایک فوجداری مقدمہ میں تجویز سزا کے لئے ضروری ہو اس لئے ہم اسے شبہ کا فائدہ دینے پر مجبور ہیں۔ لہذا حکم ہوا کہ

ملزم ماروتی ولد تکیا کو شبہ کا فائدہ دیکر الزام منسوبہ قتل عمد تحت دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سے

سرکار عالی بنام ماروتی

بری کیا جاتا ہے اگر وہ کسی دوسرے جرم میں ماخوذ نہ ہو تو اُس کو رہا کر دیا جائے۔ پارچہ جات مقتول وغیرہ کو تلف کر دیا جائے بقیہ مال جس کے قبضہ سے برآمد ہوا اُس کو واپس کر دیا جائے۔

آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب رکن۔ ملزم ماروتی ولد تکپا کو شبہ کا فائدہ دیا جاتا ہے اور الزام منسوبہ سے بری کیا جاتا ہے اگر وہ دوسرے کسی جرم میں ماخوذ نہ ہو تو اس کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ پارچہ جات مقتول وغیرہ تلف کر دئے جائیں اور بقیہ مال جو برآمد ہوا ہو اس کو واپس کر دیا جائے۔

نمبر مقدمہ ۵۰۲ سنہ ۱۳۵۶ف
منفصلہ ۱۸ سنہ ۱۳۵۸ف

مرافعہ فوجداری جلسۂ منقعہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحبان ارکان

راما سوامی مرافع بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

گواہ کے بیانات ابتدائی اور جرحی میں اختلاف کا اثر۔ دفعہ (۲۵۷) ضابطۂ فوجداری۔ جرحی بیان مختلف ہونیکے باوجود محض بیان ابتدائی پر سزا تجویز کرنے کا اختیار۔ ضرر کسی دوسرے شخص کو پہنچا ہو تو بھی جرم میں داخل ہونا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) گواہوں نے ابتدائی بیانات میں مفید استغاثہ شہادت ادا کی ہو لیکن جرح میں مفید ملزم بیان دیا ہو اور جرح مکرر میں اور بھی مفید ملزم شہادت ادا کی ہو تو یہ بحث کہ پورے بیانات پر نظر ڈالنی چاہئے اور یہ معلوم ہو کہ گواہان اپنے بیان میں قائم نہیں رہے تو ان کے بیانات کو نظر انداز کرنا چاہئے عام حالات میں صحیح ہو سکتی ہے لیکن اس قاعدہ کو قاعدہ کلیہ نہیں بنایا جا سکتا۔

(۲) دفعہ (۲۵۷) ضابطۂ فوجداری میں اجازت ہے کہ اگر گواہ کے وہ بیانات جو عدالت سشن میں قلمبند ہوئے ہوں وہ ان بیانات سے مختلف ہوں جو عدالت سپرد کنندہ میں قلمبند ہوئے تھے تو عدالت سپرد کنندہ کے بیانات کو شہادت مقدمہ قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کی بناء پر سزا تجویز کی جا سکتی ہے۔

(۳) اگر عدالت سشن کی یہ رائے ہو کہ خود اس کے اجلاس پر گواہوں نے ابتدائی بیانات دئے وہ صحیح ہیں اور جرح کے بیانات کسی سازش کا نتیجہ ہیں تو یہ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ عدالت سشن ابتدائی بیانات پر سزا تجویز کرنے کی مقتدر نہیں۔ البتہ اس

مرافعہ بناراضی تجویز مولوی محمد عبدالخالق صاحب ناظم صدر عدالت صوبہ ورنگل مورخہ ۲ ۱ ر اسفندار ۱۳۵۶ف۔

راما سوامی
بنام
سرکار عالی

اختیار کو بہت احتیاط سے استعمال کرنا چاہئے اور جبتک یہ باور کرنے کے قوی وجوہ نہ ہوں کہ گواہوں نے ملزم سے سازش کی بناء پر اپنے بیانات میں تبدیلی کی ہے ۔

(۴) یہ بحث بھی قابل قبول نہیں ہے کہ اگر ضرر اس شخص کو نہ پہونچا ہو جس کو ضرر پہونچانے کی نیت تھی بلکہ کسی دوسرے شخص کو پہنچا ہو تو ملزم کسی جرم کا بھی مجرم نہ ہوگا ۔

منجانب مرافع مولوی محمد عبدالرؤف صاحب ایڈوکیٹ و مولوی سید سراج الرحمن صاحب و مولوی سید واجد علیخان صاحب وکلاء
منجانب مرافعہ علیہ مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب اڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مومن وکیل سرکار ۔

فیصلہ :- وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے ۔ ملزم پر الزام یہ ہے کہ اس نے اپنے دو سالہ بھتیجے نارائن کو کاڈر کے بدے سے ضربات پہنچائے جو اس کی ہلاکت کا باعث ہوئے ۔ عدالت سشن نے ملزم کو قتل انسان مستلزم السزاء کا مجرم قرار دیکر اس کے حق میں دو سال قید با مشقت کی سزاء تجویز کی جس کی ناراضی سے یہ مرافعہ ہے ۔ واقعات یہ بیان کئے جاتے ہیں کہ بچہ کی ماں اس کو اپنے گھر میں اپنی نند کے پاس چھوڑ کر کام پر چلی گئی تھی واپس آئی تو یہ گھر پر موجود نہ تھا اس لئے اس خیال سے کہ شاید اس کی نند بچہ کو ملزم کے گھر لے گئی ہو ۔ مادر مقتول ملزم کے مکان پر پہونچی اس کا بچہ موجود تھا ۔ اس پر مادر مقتول اپنی نند پر خفا ہوئی کہ بچہ کو دودھ دینے میں دیر ہوگئی ہے اس کو کیوں یہاں لایا گیا ہے ۔ یہ سنکر ملزم مشتعل ہوا اور اس نے مادر مقتول کو یہ کہکر گالیاں دیں کہ وہ کیوں اس قدر خفا ہو رہی ہے ان گالیوں کا جواب مادر مقتول نے بھی گالیوں سے دیا جسپر ملزم کو اور بھی غصہ آیا اور وہ کاڈر بدا لیکر اپنی بھاوج کو مارنے کے لئے آیا ۔ مادر مقتول بچہ کو گود میں لیکر بھاگی اور ملزم نے اس کا تعاقب کیا ۔ اسی تعاقب کے دوران میں ملزم نے دو مار بدے سے مارے جو اتفاق سے بجائے مادر مقتول کے مقتول کو لگ گئے ۔ ان ضربات سے بچہ کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور تقریباً ایک گھنٹہ میں وہ فوت ہو گیا ۔ یہ تمام واقعات مادر مقتول مسماۃ آگما گواہ نمبر (۲) نے بیان کئے ہیں اور اس کی تائید کے لئے گواہان نمبر (۶ و ۷) کو بطور گواہان رویت پیش کیا ۔ ان گواہوں نے اپنے ابتدائی بیانات میں مفید استغاثہ شہادت ادا کی ہے لیکن جرح میں جو ابتدائی بیان کے تین روز بعد ہی اُنہوں نے ایسا بیان دیا جو ملزم کے کچھ مفید ہو سکتا تھا اور جرح مکرر میں تو اُنہوں نے اور بھی ملزم کے مفید شہادت ادا کردی ۔ عدالت سشن اس نتیجہ پر پہونچی کہ گواہان کے ابتدائی بیانات صحیح تھے اور ان کے بعد کے بیانات ملزم سے

راما سوامی بنام سرکار عالی

سازش کرنے کا نتیجہ ہے ۔ لائق وکیل ملزم کی بحث یہ ہے کہ سشن کو ایسا قرار دینے کا اختیار نہ تھا ۔ انکی بحث یہ ہے کہ پورے بیانات پر ایک ساتھ نظر ڈالنی چاہئے اور جب یہ معلوم ہو کہ گواہان اپنے بیان پر قائم نہیں رہے تو ان کے بیانات کو نظر انداز کر دینا چاہئے عام حالات میں یہ بحث صحیح ہوتی ہے ۔ لیکن اس قاعدہ کو قاعدہ کلیہ نہیں بنایا جاسکتا ۔ مجموعہ ضابطۂ فوجداری نے تو دفعہ (۲۵۷) میں تو یہانتک اجازت دی ہے کہ اگر گواہ کے وہ بیانات جو عدالت سشن میں قلمبند ہوئے ہوں اور وہ ان بیانات سے مختلف ہوں جو عدالت سپرد کنندہ میں قلمبند ہوئے تھے تو عدالت سپرد کنندہ کے بیانات کو شہادت مقدمہ قرار دیا جاسکتا ہے اور اس بارہ میں بہت سے نظائر موجود ہیں کہ اگر عدالت سشن کی یہ رائے ہو کہ عدالت سپرد کنندہ کے بیانات صحیح ہیں تو ان کی بناء پر ہی سزا تجویز ہو سکتی ہے اس حالت میں اگر عدالت سشن کی یہ رائے ہو کہ خود اس کے اجلاس پر گواہان ابتدائی نے جو بیانات دئے ہیں وہ صحیح ہیں اور جرح مکرر کے بیانات کسی سازش کا نتیجہ ہیں تو ہم یہ قرار نہیں دے سکتے کہ عدالت سشن ابتدائی بیانات کی بناء پر سزا تجویز کرنے کی مقتدر ہی نہیں ۔ البتہ اس حد تک صحیح ہے کہ اس اختیار کو بہت احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے اور جبتک یہ باور کرنے کے قوی وجوہ نہ ہوں کہ گواہوں نے ملزم سے سازش کی بناء پر اپنے بیانات میں تبدیلی کی ہے ایسے بیانات کی بناء پر سزا تجویز کرنے میں تامل کرنا چاہئے جو خود اپنے بیانات میں متزلزل ہوگئے ۔ موجودہ مقدمہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ اگر ان دونوں گواہان کے بیانات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو خود آگما کے بیان سے ہی ملزم کے خلاف واقعات مبینہ چالان ثابت ہو جاتے ہیں ۔ مقدمہ کی جو روایت اب بیان کی جارہی ہے وہ ابتدائی رپورٹ کے وقت سے ہی بیان کی جارہی ہے جو واقعہ کے دن ہی سے ہے اس لئے اس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ مقدمہ میں کسی صنعت گری سے کام لیا گیا ۔ اس کے برخلاف ملزم کا طرز عمل یہ ہے کہ عدالت ابتدائی میں اس نے یہ بیان کر دیا کہ بچہ مرض سے ہلاک ہو گیا عدالت سشن میں اس نے اپنی جانب سے بچہ کی ہلاکت کے متعلق کچھ بیان نہیں کیا البتہ اپنے مارنے سے انکار کر دیا ۔ لیکن اس کے گواہوں نے یہانتک کہدیا کہ بچہ پتھر پر گرنے سے فوت ہو گیا ۔ ان حالات میں ہماری رائے یہ ہے کہ استغاثہ کی روایت کو سچا قرار دینے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا اور واقعات مبینہ چالان ثابت ہیں ۔

راماسوامی
بنام
سرکار عالی

اس کے بعد غور طلب امر صرف یہ رہجاتا ہے کہ ملزم کے حق میں کیا سزا تجویز ہونی چاہئے ۔ ہمیں دفعہ (۳۰۴) مجموعہ تعزیرات عائد کرنے میں اس وجہ سے تامل ہو رہا ہے کہ ہم شہادت مشمولہ مثل کی بناء پر ملزم سے یہ علم منسوب کرنا دشوار سمجھتے ہیں کہ اس کا فعل غالباً باعث ہلاکت ہوگا ۔ مادر مقتول نے بصراحت یہ کہا ہے کہ ملزم اس کو مارنا چاہتا تھا اور اس بات کی خفیف سی بھی کوئی شہادت نہیں ہے کہ جو مار ملزم نے مارے وہ اگر مادر مقتول پر پڑتے تو وہ غالباً اس کی ہلاکت کا باعث ہوتے ۔ ڈاکٹر نے اس کے برخلاف یہ کہا ہے کہ بچہ کی ہڈیاں چونکہ کمزور ہوتی ہیں اس لیئے ان ضربات سے وہ ٹوٹ گئیں جس کا نتیجہ یہی اخذ کرسکتے ہیں کہ اگر یہ مار بچہ کی ماں پر پڑتے تو اس کی ہڈیاں نہیں ٹوٹ سکتیں یہ قرار دینے کی بھی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ملزم کو اس کا علم تھا کہ اس کے مار غالباً بجائے بچہ کی ماں کے بچہ کے اوپر پڑجاتے اس لیئے ہم بجرم دفعہ (۳۰۴) سزا تجویز کرنا احتیاط کے خلاف سمجھتے ہیں ۔ ہماری رائے میں ملزم کو زیادہ سے زیادہ جرم دفعہ (۳۲۵) یا جرم دفعہ (۳۲۳) کا مجرم قرار دیا جاسکتا ہے ۔ وکیل ملزم کی بحث یہ ہے کہ جرم دفعہ (۳۲۳) صرف اس صورت میں عائد ہوسکتا تھا جبکہ اسی شخص کو ضرر پہنچا ہو جس کو ضرر پہنچانے کی ملزم کی نیت تھی ۔ کیونکہ ضرر کے تعلق سے مجموعہ تعزیرات میں کوئی ایسی دفعہ موجود نہیں ہے جیسی کہ ہلاکت کے تعلق سے دفعہ (۳۰۲) مجموعہ تعزیرات ہے ہم اس بحث کو قبول کرنے کے لیئے آمادہ نہیں ہیں ۔ دفعہ (۳۲۳) عمداً ضرر پہنچانے سے متعلق ہے اور عمداً ضرر پہنچانے کی تعریف دفعہ (۳۲۱) میں کی گئی ہے ۔ اس دفعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ملزم اس نیت سے کوئی فعل کرے کہ اس کے ذریعہ سے کسی شخص کو ضرر پہنچائے تو اس کا فعل دفعہ (۳۲۳) میں آجائے گا ۔ علاوہ ازیں اگر ملزم اس علم سے کوئی فعل کرے کہ اس کا احتمال ہے کہ وہ اس فعل کے ذریعہ کسی شخص کو ضرر پہنچائے گا تب بھی وہ دفعہ (۳۲۳) کا مجرم ہوجائے گا ۔ اس لیئے ہماری رائے میں وکیل صاحب ملزم کی یہ بحث قابل قبول نہیں ہے کہ اگر ضرر اس شخص کو نہ پہنچا ہو جس کو ضرر پہونچانے کی نیت تھی بلکہ کسی دوسرے شخص کو پہنچا ہو تو ملزم کسی جرم کا بھی مجرم نہ ہوگا ۔ وکیل صاحب ملزم کی ایک بحث یہ بھی ہے کہ ملزم کو زیادہ سے زیادہ جرم دفعہ (۳۳۴) کا مجرم قرار دیا جاسکتا ہے ۔ ہماری رائے میں یہ بحث بھی قابل قبول نہیں ہے کیونکہ بطور واقعہ کے بچہ کو ضرر شدید پہونچا تھا نہ کہ ضرر خفیف ۔ اس لئے اگر اشتعال کا کوئی فائدہ دیا بھی جاسکے تو جرم دفعہ (۳۳۵) عائد ہوگا نہ کہ جرم

راما سوامی
بنام
سرکار عالی

دفعہ (۴۲۷) ہماری رائے یہ ہے کہ اس مقدمہ میں کوئی ایسی سزاء تجویز کی تو خلاف احتیاط ہے جو ضرر کے جرم کی سزاء سے زیادہ ہو خود مستغیثہ کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملزم کو کوئی زیادہ سزاء دلانا نہیں چاہتی اور چونکہ فریقین آپس میں عزیز ہیں اس لئے کسی سخت سزاء کی ضرورت ہم بھی محسوس نہیں کرتے۔ ہماری رائے میں چھ ماہ قید بامشقت کی سزاء سے اغراض انصاف پورے ہو سکیں گے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ ترمیماً منظور۔ ملزم بجائے دو سال قید بامشقت کے چھ ماہ قید بامشقت میں بسر کرے۔

تصحیح فوجداری جلسۂ متفقہ

۱۳۵۶ ف
۷۰۹
نمبر مقدمہ
منفصلہ
۱۳۵۸ ف
۱۹ آذر

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خان صاحب و آنریبل پنڈت وٹھل راؤ صاحب ارکان

سرکار عالی تصحیح خواہ بنام یمنہ پونہ راجہ ملو وغیرہ طرفثانیان

برآمدگی مال مسروقہ و قتل عمد۔ برآمدگی مال کی بناء پر قتل عمد کی سزاء کا عدم جواز۔ دفعہ (۹۱) قانون شہادت کے تحت قیاس واقعہ خصوصی کی حد تک محدود ہونا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) ہماری رائے یہ ہے کہ محض برآمدگی مال کی بناء پر بجرم قتل عمد سزاء نہیں دیجا سکتی۔

(۲) محض برآمدگی مال مسروقہ کی بناء پر کوئی قیاس تحت دفعہ (۹۱) قانون شہادت کیا جا سکتا ہے تو وہ سرقہ یا داشتن مال مسروقہ کی حد تک ہی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ برآمدگی مال کے علاوہ کوئی اور واقعات ثابت ہوں تو جو یہ قیاس پیدا کر سکتے ہوں کہ ملزمین نے قتل کا ارتکاب کیا تو صورت دوسری تھی۔

منجانب تصحیح خواہ مولوی محمد مرزا صاحب مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مرحوم وکیل سرکار

منجانب طرفثانیان مولوی سید اسمٰعیل صاحب ایڈوکیٹ۔

آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خان صاحب رکن۔ وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے۔ ملزمین پر الزام یہ ہے کہ اُنہوں نے بتاریخ ۲۰ اسفندار ۱۳۵۵ ف موضع اقتدارم تعلقہ جگتیال ضلع کریم نگر میں مسماۃ کوشلیا معمرہ (۱۰) سال کو زیورات کی لالچ کی وجہ سے قتل کردیا اور اس کے جسم سے طلائی زیورات کا سرقہ کرلیا۔ چالان بجرائم قتل عمد و سرقہ بالجبر پیش ہوا تھا اور انہی جرائم میں مقدمہ سپرد سشن ہوا۔ عدالت سشن نے ملزمین کو

تصحیح رائے مولوی عبدالخالق صاحب ناظم صدر عدالت صوبۂ ورنگل مورخہ ۲۵ اسفندار ۱۳۵۶ ف۔

سرکار عالی بنام ملو یمنہ بوئنہ راجہ

قتل عمد کا مجرم قرار دیا اور اس کے حق میں قید دوام کی سزا تجویز کر کے مثل تصیحاً عدالت العالیہ کو بھیجی ہے کیونکہ عدالت سشن نے سرقہ بالجبر کے جرم میں کوئی سزا، ملزمین کو نہیں دی ہے۔ اس لئے قانوناً یہی سمجھا جائیگا کہ اس جرم سے اس نے ملزمین کو بری کر دیا ہے اور چونکہ اس جزئی برأت کی ناراضی سے کوئی مرافعہ بھی منجانب سرکار نہیں ہوا ہے۔ اس لئے ہم سرقہ بالجبر کے جرم کے متعلق غور کر سکتے اور ہمیں صرف یہ تصفیہ کرنا باقی رہجاتا ہے کہ آیا شہادت شمولہ مثل کی بناء پر ملزمین کو قتل عمد کا مجرم قرار دیا جاسکتا یا نہیں۔ عدالت سشن میں جملہ (۱۲) گواہان کے بیانات قلمبند کرائے گئے ہیں اور ڈاکٹر یم سیتا رامیا کا بیان جو عدالت سپرد کنندہ میں قلمبند ہوا تھا بطور شہادت کے استعمال کیا گیا ہے۔ شہادت استغاثہ سے متعدد واقعات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ قبل واقعہ ملزمین کو ایسی حالت میں دیکھا گیا کہ وہ مقتولہ کو مقام واقعہ کو لیجا رہے تھے۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک ملزم کو مقام واقعہ سے بھاگتا ہوا دیکھا گیا۔ تیسرا واقعہ یہ ہے کہ ملزمین کو لاش پر سے زیورات اتارتے ہوئے دیکھا گیا اور چوتھا واقعہ یہ ہے کہ مسروقہ زیورات ملزمین کی نشاندہی سے برآمد ہو گئے۔ اگر یہ تمام واقعات ثابت ہو جائیں تو ملزمین کی مجرمیت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن عدالت سشن نے اول الذکر تین واقعات کو بصراحت ناثابت قرار دیا ہے اور ان کے ثابت کرنے کیلئے جو گواہ پیش ہوئے ہیں ان کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ البتہ زیورات کی برآمدگی کو عدالت سشن نے ثابت قرار دیا ہے اور چونکہ ملزمین کو ان کی ملکیت کا ادعاء نہ تھا اور وہ زیورات مقتولہ کے ثابت تھے اس لئے اس نے ملزمین کو مجرم قرار دیدیا ہے۔ لائق ایڈوکیٹ صاحب ملزمین کی بحث یہ ہے کہ محض برآمدگی مال مسروقہ کی بناء پر اگر کوئی قیاس تحت دفعہ (۹۱) قانون شہادت کیا جا سکتا ہے تو وہ سرقہ یا داشتن مال مسروقہ کی حد تک ہی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر برآمدگی مال کے علاوہ کوئی اور واقعات بھی ایسے ثابت ہوتے جو یہ قیاس پیدا کر سکتے کہ ملزمین نے قتل کا بھی ارتکاب کیا ہے تو صورت دوسری ہوتی۔ لیکن جبکہ دیگر تمام واقعات کو ناثابت قرار دیدیا گیا ہے تو محض برآمدگی مال کی شہادت پر قتل عمد میں سزا نہیں دیجا سکتی۔ ہمیں ان کی یہ بحث صحیح معلوم ہوتی ہے اور لائق وکیل سرکار کو بھی اصولی طور پر اس سے اختلاف نہیں ہے۔ لیکن ان کی حجت یہ ہے کہ جن گواہوں کو عدالت سشن نے ناقابل بھروسہ قرار دیا ہے وہ اعتبار کے قابل ہیں۔ اس لئے ملزمین کو قتل عمد کی سزا ہونی چاہئے۔ ان گواہوں پر اعتبار نہ کرنے کی جو وجوہ عدالت سشن نے اپنی تجویز میں لکھے ہیں وہ ہمیں کافی معقول معلوم ہوتے ہیں اور ہمیں ان سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور ہماری رائے یہ ہے کہ محض

سرکار عالی بنام یمنہ بوٹنہ راجم و دیگر

برآمدگی مال کی بنا پر بجرم قتل عمد سزا نہیں دیجا سکتی - اس مال کے ملزمین کے قبضہ میں آنے کی مختلف صورتیں ہوسکتیں تھیں - ممکن تھا کہ اصل مجرم نے یہ مال مجرمین کے حوالہ کیا ہو یہ بھی ممکن تھا کہ مقتولہ کی ہلاکت کے بعد ملزمین نے یہ زیورات لاش پر سے اتار لئے ہوں اور اس کا بھی امکان تھا کہ ملزمین کے یہ زیورات مقتولہ سے حاصل کر لینے کے بعد کسی شخص نے مقتولہ کو ہلاک کر دیا ہو اور بھی بہت سی صورتیں ممکن ہوسکتی تھیں اس لئے ان تمام امکانات سے قطع نظر کر کے صرف یہ قیاس کر لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ملزمین ہی مقتولہ کی ہلاکت کے باعث ہوئے ہیں - اس لئے ہماری رائے یہ ہے کہ قتل عمد کے جرم سے ملزمین لائق برأت ہیں - وکیل سرکار کی بحث یہ ہے کہ ملزمین کے حق میں کم از کم سرقہ یا داشتن مال مسروقہ کے جرائم میں سزا تجویز ہونی چاہیئے - اگر اس مال کے متعلقہ تمام شہادت پر ہمیں پوری طرح بھروسہ ہوتا تو ہم اس بحث کو تسلیم کر لینے کے لئے تیار تھے لیکن دشواری یہ ہے کہ برآمدی مال کا صرف ایک پنچ پیش ہوا ہے اور اس کا بیان رپورٹ ابتدائی کے مندرجہ واقعات کے مغائر ہے - رپورٹ میں بصراحت یہ بیان کیا گیا تھا کہ ایک ملزم مقتولہ کے جسم سے زیورات لیکر بھاگتا ہوا پکڑا گیا لیکن اس گواہ کا بیان یہ ہے کہ اس ملزم نے کچھ زیورات کسی کھیت سے جہاں وہ دفن کئے ہوئے تھے برآمد کر دئے - ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ جب ملزم زیورات لیکر بھاگتا ہوا پکڑا گیا تو اس کو ان زیورات کو کھیت میں لیجا کر دفن کرنے کا موقعہ کیسے ملگیا - اس گواہ کا یہ بیان بھی ہے کہ دونوں ملزمین نے اپنے اپنے حصے کے زیورات علحدہ علحدہ مقامات پر دفن کئے ہوئے برآمد کئے - یہ بات بھی رپورٹ ابتدائی کے مضمون کے خلاف ہے جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ جو ملزم بھاگتا ہوا گرفتار ہوا تھا اس نے جرم کا اقبال کر کے یہ بیان کیا تھا کہ تمام زیورات دوسرے ملزمین کے قبضہ میں ہیں اگر ایک ملزم اسوقت انہیں حالات میں گرفتار ہو گیا تھا جو رپورٹ میں درج ہیں تو مال کی تقسیم کا موقعہ ملزمین کو نہیں ملسکتا تھا اور نہ وہ اس مال کو علحدہ علحدہ دفن کر سکتے تھے تقسیم کے واقعہ کی نفی خود اس گواہ کے اس جز بیان سے ہو جاتی ہے کہ ان دونوں مقامات کی نشاندہی جہاں سے زیورات برآمد ہوئے دونوں ملزمین نے یکے بعد دیگرے کی - اگر زیورات تقسیم ہو گئے ہوتے اور دونوں ملزمین نے اپنے اپنے حصہ کے زیورات علحدہ علحدہ دفن کر دئے ہوتے تو دونوں مقامات کی نشاندہی دونوں ملزمین نہیں کر سکتے تھے - غرض ہماری رائے یہ ہے کہ برآمدی زیورات پر اتنا اطمینان ہونا مشکل ہے جتنا کہ ایک فوجداری مقدمہ میں تجویز سزا کے لئے ہونا ضروری ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ ملزمین کو شبہ کا فائدہ دیکر بری کر دیا جائے - لائق وکیل سرکار نے یہ بحث بھی کی کہ برآمدگی زیورات سے قتل کا جو قیاس

سرکار عالی
بنام
یمنہ بوئنہ راجہ ملو

ملزمین کے خلاف قائم ہوتا ہے اس کی تائید چونکہ ملزمین کے اقبالات قبل چالان سے ہوجاتی ہے اس لئے ملزمین قتل عمد کے مجرم قرار دئے جاسکتے ہیں - ہم نے ان دونوں اقبالات پر غور کیا لیکن کسی ملزم نے مقتولہ کو ہلاک کرنے کا اقبال نہیں کیا - اس لئے قتل کے مقدمہ میں ہم ان سے بھی کوئی مدد نہیں لے سکتے اور جہاں تک زیورات کا تعلق ہے جب انکی برآمدی کی شہادت پر یک گونہ شبہ پیدا ہوجائے تو محض اقبالات کی بنا پر سزا تجویز کردینا خدشہ سے خالی نہیں ہے - زیورات کی ملکیت کا ملزمین کو ادعا نہیں ہے اور شہادت پیش شدہ سے بہ پوری طرح ثابت ہے کہ یہ زیورات مقتولہ کے ہیں اس لئے وہ مقتولہ کے ورثاء کے حوالے کئے جائیں گے - لہذا

حکم ہوا کہ

ملزمین یمنہ بوئنہ راجہ ملو ولد لنگم دھنگر اور میبا رولہ لنگم ولد راجم کو شبہ کا فائدہ دیا جاکر الزام منسوبہ سے بری کیا جاتا ہے اگر وہ کسی دوسرے جرم میں ماخوذ نہ ہوں تو ان کو رہا کردیا جائے - زیورات طلائی و نقرئی ورثاء مقتولہ کے حوالہ کردئے جائیں - بقیہ مال کے متعلق حسب تجویز عدالت سشن عمل ہو -

آنریبل پنڈت وٹھل راؤ صاحب رکن - مجھے میرے شریک فاضل کی رائے سے اتفاق ہے - ملزمین یمنہ بوئنہ راجہ ملو ولد لنگم اور میبا رولہ لنگم ولد راجم جرم منسوبہ سے بری کئے جاتے ہیں - زیورات و پارچہ جات کی نسبت حسب تجویز عدالت سشن عمل ہو -

تصحیح فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب ارکان

نمبر مقدمہ متفرقہ سنہ ۱۳۵۷ف
منفصلہ ۵ بہمن سنہ ۱۳۵۸ف

سرکار عالی تصحیح خواہ بنام **مبارک بن محمد** طرفثانی

دفعہ (۲۴۱) تعزیرات کی مستثنیٰ چہارم - دفعہ مذکور کے مستثنیٰ چہارم کے مندرجہ الفاظ "لڑائی" سے کیا مراد ہے؟ لڑائی اور تکرار ہم معنی الفاظ ہونا - ناواجبی عمل کا تعین ہر مقدمہ کے حالات پر منحصر رہنا -

تجویز ہوئی کہ (۱) مجموعۂ تعزیرات آصفیہ کی دفعہ (۲۴۱) کی مستثنیٰ چہارم کا مندرجہ لفظ "لڑائی" میں زبانی تکرار سے بھی متعلق ہوسکتا ہے - بشرطیکہ وہ شرائط پورے ہوجائیں جو اس مستثنیٰ کے آخر میں بیان کئے گئے ہیں -

(۲) ایسے ہتھیار کو لڑائی میں استعمال کرنا جو ملزم کے پاس پہلے اتفاقاً موجود تھا ہر حالت میں

تصحیح رائے مولوی سردار فضل حق خاں صاحب زائد ناظم صوبہ گلبرگہ شریف مورخہ ۲۷ اسفندار ۱۳۵۷ف -

سرکار عالی
بنام
مبارک بن محمد

ناواجبی نہیں کہا جاسکتا۔

(۳) اس دفعہ کے اغراض کے لئے اگر یہ تصفیہ کرنا ہو کہ آیا کوئی فعل واجبی ہے یا ناواجبی تو اس امر پر غور کرنا پڑے گا کہ مقدمہ کے تمام حالات کے لحاظ سے اس عمل کو جو ملزم نے کیا واجبی قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

منجانب تصحیح خواہ مولوی محمد مرزا صاحب مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس و پنڈت گوپال راؤ صاحب مرحوم کرو وکیل سرکار

منجانب طرف ثانی خان صاحب ممتاز احمد نعمانی ایڈوکیٹ و مولوی ابوالفیض مرزا محمد علی بیگ صاحب وکیل۔

آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب رکن۔ وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے۔ ملزم پر ایک شخص بھیمیا کے قتل کا الزام ہے جو چھاؤنی لنگر گور کے یونین کی دوکان غلہ پر ملازم تھا۔ یہ واقعہ ۳؍فروردی ۱۳۵۶ف کا بیان کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ملزم اس دوکان پر جواری لینے کے لئے آیا تھا اس نے چار روپیہ اس دوکان کے دوسرے ملازم نکوسنگھ کو دئے اور اس سے نصر بن احمد کے نام کی چٹھی حاصل کی۔ اس چٹھی کے ذریعہ اسے بھیمیا مقتول سے جواری حاصل کرنی تھی اس لئے وہ چٹھی کو لیکر مقتول کے پاس گیا لیکن مقتول نے یہ کہکر جواری دینے سے انکار کردیا کہ چٹھی ملزم کے نام کی نہیں ہے۔ اسپر کہا جاتا ہے کہ ملزم نے مقتول کو جمبیہ سے مجروح کیا جس کے صدمہ سے وہ تھوڑی ہی دیر میں فوت ہوگیا اس واقعہ کی رپورٹ فوراً ہی کی گئی اور اسی روز تھانہ سے پرچہ چاک ہوگیا اور ان دونوں کاغذات میں نہ صرف ملزم کا نام موجود ہے بلکہ واقعات بھی اسی طرح بیان کئے گئے ہیں۔ عدالت سشن میں استغاثہ کی طرف سے جملہ گیارہ گواہوں کے بیانات قلمبند کرائے گئے اور محمد حمید اللہ خاں صاحب میڈیکل افسر کا بیان جو عدالت سپرد کنندہ میں قلمبند ہوا تھا شہادت میں استعمال کیا گیا۔ کیونکہ اس پر ضابطہ کی تصدیق موجود ہے جو گواہ عدالت سشن میں پیش ہوئے ہیں۔ ان میں سے رامیا گواہ نمبر (۲) خواجہ حسین گواہ نمبر (۴) نکوسنگھ گواہ نمبر (۵) اور منہتپا گواہ نمبر (۶) نے رویت کی شہادت ادا کی ہے۔ ان میں سے اول الذکر مقتول کا فرزند ہے جو بوقت واقعہ ایک قریب کی دوکان پر بیٹھا ہوا تھا اور اس نے بھی پورا واقعہ دیکھا ہے۔ صاحب حسین گواہ نمبر (۳) پولیس کا ایک جمعدار ہے جو واقعہ کے فوراً بعد مقام واقعہ پر پہنچا اور اس کو انہی گواہان رویت سے اسی وقت واقعہ کی تفصیلات معلوم ہوئیں۔ ان تمام گواہوں سے اس میں شبہ نہیں رہتا کہ واقعہ کی جو روایت استغاثہ کی جانب سے بیان کی جارہی ہے وہ غلط نہیں ہے۔ کیونکہ کسی قسم کے تصنع کا کوئی موقعہ

سرکار عالی بنام مبارک بن محمد

مقدمہ میں کسی کو نہیں مل سکا۔ شہادت صفائی میں ملزم نے دو گواہان علی اور سعید کے بیانات قلمبند کرائے ہیں جو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ملزم بوقت واقعہ اپنے پہرہ پر تھا۔ عدالت سشن نے گواہان استغاثہ کو باور کیا ہے اور دونوں گواہان صفائی پر اعتبار نہیں کیا ہے اور اس نے اپنی اس رائے کے معقول وجوہ اپنی تجویز میں درج کئے ہیں ہمیں بھی ان کی اس تجویز سے اتفاق ہے اس لئے ہمیں عدالت سشن کی یہ تجویز غلط نہیں معلوم ہوتی کہ ملزم ہی حبیبا کی ہلاکت کا ذمہ دار ہے۔

ملزم کے لائق وکلاء نے بھی واقعات کی حد تک کوئی بحث نہیں کی۔ البتہ انہوں نے یہ بحث بہت قوت کے ساتھ کی ہے کہ ملزم کے فعل سے دفعہ (۲۴۳) کا مستثنےٰ چہارم متعلق ہے اس لئے ملزم کو صرف قتل انسان مستلزم سزا کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے ان کی بحث یہ ہے کہ جملہ گواہان رویت نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ملزم و مقتول میں جواری دینے یا نہ دینے کے سلسلہ میں تکرار ہوئی اور اسی تکرار کے ضمن میں ملزم نے مقتول پر جمبیہ سے وار کیا۔ اس لئے یہ سمجھا جائے گا کہ ملزم نے بغیر پہلے سے سوچے سمجھے ناگہانی لڑائی میں بحالت غیظ اس فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ لائق وکیل سرکار کی بحث یہ ہے کہ مستثنےٰ چہارم دفعہ (۲۴۳) کے متعلق ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ملزم کا فعل ناگہانی لڑائی میں ہوا ہو۔ گواہوں نے یہ تو ضرور تسلیم کیا ہے کہ ملزم و مقتول میں تکرار ہوئی لیکن وکیل سرکار کی بحث یہ ہے کہ لڑائی اور تکرار میں فرق ہے اور اگر محض تکرار میں قتل کر دیا جائے تو اس سے مستثنےٰ چہارم متعلق نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے اپنی بحث کی تائید میں ہنسراج سنگھ بنام ملکہ معظم کی نظیر مندرجہ آل انڈیا رپورٹر ۱۹۴۶ء لاہور ص ۴۱ میں مسٹر جسٹس تیجا سنگھ کی رائے کو پیش کیا ہے جس کا فیصلہ مسٹر جسٹس تیجا سنگھ اور مسٹر جسٹس محمد شریف نے کیا ہے۔ اس مقدمہ میں بحث یہ تھی کہ آیا برٹش انڈیا کے تعزیرات کی دفعہ (۳۰۰) کا مستثنےٰ چہارم اس سے متعلق کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ انگریزی کے تعزیرات کے متعلقہ الفاظ حسب ذیل ہیں۔

If it is committed with out premeditation in a sudden fight in the heat of passion upon a sudden quarrel

مسٹر جسٹس محمد شریف کی رائے یہ تھی کہ لفظ (Fight) میں زبانی تکرار بھی داخل ہے۔ انہوں نے اپنی تجویز میں لکھا ہے کہ لفظ (Fight) کی کوئی تعریف تعزیرات میں نہیں کی گئی ہے اور لغوی معنوں کے اعتبار سے لسانی تکرار بھی اس میں داخل ہو جاتی ہے کیونکہ بقول ان کے A word or

سرکار عالی بنام کب بہادر بن محمد

gesticulation may be as provo action as a blow

مسٹر جسٹس تیجا سنگھ نے بھی اپنی تجویز میں لغت کی کتابوں سے استدلال کرکے یہی لکھا ہے کہ لغوی معنوں کے اعتبار سے (Fight) اور (Quarrel) میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن ان کا خیال اس طرف گیا کہ چونکہ دفعہ (۳۰۰) کی عبارت محولۂ بالا میں (Fight) اور (Quarrel) کے الفاظ دونوں ایک ساتھ استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ دونوں الفاظ تعزیرات کی اس دفعہ کے اغراض کے لئے ہم معنی نہیں ہو سکتے ان وجوہ کی بناء پر انہوں نے یہ قرار دیا کہ دفعہ (۳۰۰) مجموعہ تعزیرات کا مستثنےٰ چہارم اسی صورت میں متعلق ہو سکتا ہے جبکہ ملزم و مقتول میں زبانی تکرار سے بڑھکر ہاتھا پائی کی نوبت بھی آچکی ہو۔ معززارکین کے اس اختلاف کی بناء پر شاید یہ مقدمہ تیسرے جج کے ملاحظہ میں پیش ہوتا۔ لیکن چونکہ نتیجۂ تجویز میں مسٹر جسٹس تیجا سنگھ نے بھی مسٹر جسٹس محمد شریف کی رائے سے اتفاق کرلیا اس لئے اس اختلاف کا اس مقدمہ میں کوئی تصفیہ نہ ہو سکا اس فیصلہ سے قبل لاہور ہائیکورٹ کے ہی ایک مقدمہ عبدالمجید بنام ملک معظم مندرجہ کریمنل لاجرنل جلد (۴۶) صفحہ ۱۹ میں چیف جسٹس ینگ اور مسٹر جسٹس ایڈلین نے گو بالصراحت نہیں لیکن اشارتاً اس کا تصفیہ کیا تھا کہ زبانی تکرار بھی اس مستثنےٰ میں داخل ہو سکتی ہے اور اس نظیر کا حوالہ مسٹر جسٹس محمد شریف نے اپنی تجویز میں دیا ہے۔ ہنسراج سنگھ کی نظیر سے پٹنہ کے ایک مقدمہ ستو مدولی بنام ملک معظم مندرجہ آل انڈیا رپورٹر ۱۹۴۷ء پٹنہ ص (۱۲۸) میں اختلاف کیا گیا ہے لیکن اس میں کوئی ایسی دلیل بیان نہیں کی گئی ہے کہ کیوں زبانی تکرار کو (Fight) کی تعریف میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے اس مسئلہ پر غور کیا اور ہماری رائے یہ ہے کہ مسٹر جسٹس تیجا سنگھ کی یہ رائے قابل توجہ ہے کہ جب ایک ہی دفعہ میں (Fight) اور (Quarrel) کے الفاظ ایک ساتھ استعمال کئے گئے ہیں تو گو وہ لغوی اعتبار سے ہم معنی ہوں لیکن قانونی نقطۂ نظر سے اس دفعہ کے اغراض کے لئے اُن کو مترادف نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس لئے جہاں تک انگریزی دفعہ کا تعلق ہے ہماری رائے میں مسٹر جسٹس تیجا سنگھ کی رائے ہی قابل تقلید ہے۔ لیکن ہماری دفعہ میں یہ صورت نہیں ہے کہ لڑائی، تکرار اور جھگڑے کے الفاظ جدا جدا استعمال کئے گئے ہوں۔ ہماری دفعہ (۲۴۳) کی مستثنےٰ چہارم میں صرف لڑائی کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے اور جیسے کہ انگریزی لغت کے اعتبار سے (Fight) کا لفظ زبانی تکرار پر بھی حاوی ہے۔ اسی طرح اردو لغت کے اعتبار سے بھی لڑائی کا لفظ تکرار اور جھگڑے دونوں پر حاوی ہے۔ چنانچہ نوراللغات میں لڑائی کے معنی ہی تکرار اور جھگڑے

سرکار عالی بنام مبارک بن محمد

لکھے گئے ہیں اور اس کی سند میں ذوق کا ایک شعر لکھا ہے جس میں لڑائی کے معنی بجز زبانی تکرار کے کچھ اور ہو ہی نہیں سکتے - اس لحاظ سے ہماری دفعہ میں وہ صورت موجود نہیں ہے جس کی بنا پر مسٹر جسٹس تیجا سنگھ (Fight) کو (Quarrel) پر ممیز کرنے پر مجبور ہوئے تھے اور چونکہ لغت کے اعتبار سے لڑائی کے لفظ میں زبانی تکرار بھی داخل ہے - اس لئے ہماری رائے میں ہمارے دفعہ (۲۴۱) کا مستثنےٰ چہارم زبانی تکرار سے بھی متعلق ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ شرائط پورے ہو جائیں جو اسی مستثنےٰ کے آخر میں بتائے گئے ہیں - یہ شرائط حسب ذیل ہیں "اور بغیر اس کے کہ مرتکب نے بیرحمی سے یا ناواجبی یا غیر معمولی طور پر عمل کیا ہو" انگریزی کے مجموعۂ تعزیرات میں ان الفاظ کے بجائے الفاظ ذیل استعمال کئے گئے ہیں -

And without the offender's having taken undue advantage or acted in a cruel or an usual manner.

برٹش انڈیا کے مختلف نظائر میں یہ طے کیا گیا ہے کہ اگر کوئی مسلح شخص ایک نہتے آدمی پر حملہ کرے اور اسے مہلک آلہ سے ہلاک کر دے تو وہ اس مستثنےٰ میں داخل نہیں ہو سکیگا - کیونکہ اس نے اپنے مسلح ہونے سے بیجا فائدہ اُٹھایا ہے - وہاں کے الفاظ کے اعتبار سے ہماری رائے میں بھی یہ تعبیر صحیح ہے لیکن ہماری دفعہ میں (without having taken undue advantage) کے الفاظ کے بجائے "بغیر اس کے کہ ناواجبی سے عمل کیا گیا ہو" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ہماری رائے یہ ہے کہ ایسے ہتھیار کو لڑائی میں استعمال کرنا جو ملزم کے پاس پہلے سے اتفاقاً موجود تھا ہر حال میں ناواجبی نہیں کہا جا سکتا اس لئے یہ کوئی عام قاعدہ تو مقرر نہیں کیا جا سکتا کہ محض اس بنا پر کہ کسی ملزم نے نہتے شخص پر جمبیہ چلایا یا یہ مستثنےٰ غیر متعلق ہے - لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ اس مقدمہ کے تمام واقعات کے لحاظ سے ملزم کا عمل یقیناً ناواجبی تھا - ہماری رائے یہ ہے کہ اس دفعہ کے اغراض کے لئے اگر یہ تصفیہ کرنا ہو کہ آیا کوئی فعل واجبی ہے یا ناواجبی تو اس پر غور کرنا پڑے گا کہ مقدمہ کے تمام حالات کے لحاظ سے اس عمل کو جو ملزم نے کیا واجبی قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں اس مقدمہ کے واقعات یہ بیان کئے گئے ہیں کہ ملزم اور مقتول میں صرف یہ تکرار ہو رہی تھی کہ آیا جواری دیجائے یا نہیں - اس تکرار کو اگر لڑائی کی تعریف میں داخل بھی سمجھا جائے تب بھی وہ لڑائی

سرکار عالی
بنام
مبارک بن محمد

اس نوعیت کی نہ تھی کہ اس میں جمبیہ کے استعمال کو واجبی قرار دیدیا جائے ۔ مقتول کو اس پر اصرار تھا کہ موٹر کا انتظار کرلیا جائے کیونکہ انہی کے حکم پر ایسے شخص کو جس کے نام کی چٹھی نہیں ہے غلہ دیا جاسکتا ہے ۔ اتنی چھوٹی تکرار میں جمبیہ کا استعمال کر کے کسی شخص کو ہلاک کر دینا یقیناً ناواجبی فعل ہے ۔ اس لئے ہماری رائے میں بھی اس مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے مستثنےٰ چہارم دفعہ (۲۴۱) کو متعلق نہیں کیا جاسکتا ۔ کیونکہ جملہ حالات کو پیش نظر رکھا جائے تو ملزم کا فعل ناواجبی قرار پاتا ہے اس لحاظ سے ملزم کی بحث قابل پذیرائی نہیں ہے اور ملزم کا فعل قتل عمد کی تعریف میں داخل ہو جاتا ہے ۔

عدالت سیشن نے ملزم کے حق میں موت کی سزاء تجویز کی ہے ۔ لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ چونکہ ملزم و مقتول میں تکرار ہونا ثابت ہے اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ ملک میں کمی غلہ کی وجہ سے جو حالات پیدا ہو گئے تھے ان کے لحاظ سے غلہ ملنے میں تعویق ہونے پر ملزم کو اشتعال ہو سکتا تھا ۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ سزائے موت سے درگذر کرنا مناسب ہے اور قید دوام کی سزاء سے اغراض انصاف پورے ہوسکیں گے ۔ لہٰذا

حکم ہوا کہ

مبارک بن محمد ملزم کو قتل عمد کا مجرم قرار دیا جاتا ہے وہ بجرم دفعہ (۲۴۳) مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی قید دوام بامشقت میں بسر کرے ۔ اس سزاء کا نفاذ چونکہ منظوری ضابطہ کے بعد ہی ہوسکتا ہے اس لئے مثل بغرض حصول منظوری محکمۂ سرکار میں بھیجدی جائے ۔ جمبیہ اور چھری نیلام کی جاکر اس کی قیمت بحق سرکار ضبط کی جائے ۔ مقتول کے پارچہ جات کو تلف کر دیا جائے ۔

آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب رکن ۔ ملزم مبارک بن محمد تحت دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سرکار عالی قتل عمد کا مجرم قرار دیا جاتا ہے اور بپاداش جرم مذکور قید دوام بامشقت میں بسر کرے مثل بغرض منظوری محکومہ ضابطۂ فوجداری محکمۂ سرکار میں بھیجدی جائے ۔ جمبیہ اور چھری نیلام کیا جائے اور قیمت بحق سرکار ضبط کی جائے ۔ دیگر مال از قسم پارچہ وغیرہ تلف کر دیا جائے ۔

سنہ ۱۳۵۷ ف
نمبر مقدمہ ۱۳۰۰/۶
منفصلہ ۲ ر امرداد سنہ ۱۳۵۷ ف

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری ارکان

کنڈہ سیتنا رامیا نگرانی خواہ بنام سرکار عالی طرفثانی

نگرانی بناراضی تجویز زائد ناظم صاحب صدر عدالت میدک مورخہ ۱۳ ر تیر سنہ ۱۳۵۷ ف ۔

کندہ سیتارا میا بنام سرکار عالی

ضمانت کا لزوم شہادت پیش نہ ہونے کی صورت میں۔

تجویز ہوئی کہ ملزم جب محبوس ہو تو عدالت کو اس پر نظر رکھنی چاہئے۔ ہر تاریخ پیشی پر آیا کوئی شہادت ایسی جزو مثل ہوئی یا نہیں جس سے ملزمین کی مجرمیت کے حقائق میں کوئی اضافہ ہو سکے۔ اگر تعداد تواریخ کے باوجود ایسی شہادت پیش نہ ہو تو یہ قیاس کرنے کا امکان ہوگا کہ ملزم کے خلاف کوئی ایسی شہادت نہیں ہے جو فوراً پیش ہو سکے اور پھر عدالت ضمانت کے متعلق اپنے اختیارات استعمال کریگی

منجانب نگرانی خواہ مولوی یونس سلیم صاحب وکیل۔

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس کاروہنڈت گوپال راؤ صاحب مورم کر وکیل سرکار

فیصلہ:- وکلائے فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے۔ اس مقدمہ کے حالات معلوم کرکے ہمیں افسوس ہوا۔ تاریخ واقعہ ۲۹ مردے ۱۳۵۷ف بیان کی جاتی ہے اور مقدمہ کا چالان ۱۳ اردی بہشت ۱۳۵۷ف کو پیش کیا گیا۔ چالان کے ساتھ جو فہرست شہود منسلک ہے کہا جاتا ہے کہ اس میں تمام گواہ ایسے ہیں جو ملازم سرکار ہیں۔ ان ملازمین سرکار سے بدوران تفتیش دریافت حالات کرنے کے لئے تقریباً چار ماہ صرف ہونا ہمیں بہت ہی غیر معمولی امر معلوم ہوتا ہے۔ چالان کے پیش ہونے کے بعد بھی مقدمہ کی پیروی میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لی گئی۔ حتیٰ کہ ابتک کسی ایک گواہ کا بیان بھی قلمبند نہیں ہوا۔ کوتوالی کی استدعا پر عدالت نے تقریباً (۲۶) روز کے فصل سے پیشی مقرر کی۔ لیکن اس کے باوجود بھی ابتک کسی شہادت کے پیش ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مجموعہ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ (۲۷۵) کی موجودگی میں پندرہ روز سے زیادہ کی تاریخ پیشی کس طرح مقرر کی جاسکتی تھی۔ وکیل ملزمین کی بحث یہ ہے کہ جملہ گواہ جب ملازمین سرکار ہیں تو ان میں سے کسی کے عدالت میں نہ آنے کی کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ حالات حاضرہ کا یہ اقتضا، تو ہو سکتا ہے کہ اکثر گواہ جو ملازمین سرکار ہیں اپنی ڈیوٹی پر ہوں۔ لیکن اس کا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ کسی ایک گواہ کو بھی بیان کے لئے حاضر عدالت نہ کیا جائے۔ وکیل صاحب ملزمین کا بیان ہے کہ وہ ابتداء سے عدالت کو یہ توجہ دلا رہے ہیں کہ کوتوالی کے پاس کوئی شہادت ان کے مقابلہ میں نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ شہادت کے پیش کرنے میں اس قدر تعویق کی جارہی ہے۔ لائق وکیل سرکار کی بحث یہ ہے کہ شہادت کے پیش ہونے میں جو تعویق ہو رہی ہے اس کی ذمہ داری

کنڈہ ستیا رامیا
بنام
سرکار عالی

بجائے کوتوالی کے زیادہ تر خود عدالت پر ہے ۔ یہ بحث خواہ صحیح ہو یا غلط لیکن اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ ملزمین ایک عرصہ سے جیل میں محبوس ہیں اور عدالت دفعہ (۴۶۸) کے ضمن (ب) کے لحاظ سے یہ رائے قائم کرنے کے قابل نہیں ہوئی کہ آیا یہ باور کرنے کے معقول وجوہ ہیں یا نہیں کہ ملزمین جرائم منسوبہ کے مرتکب ہیں یا نہیں ۔ اس صورت حال کو زیادہ عرصہ تک برداشت کرنے سے اغراض انصاف کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے ۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ اب مقدمہ میں تاریخ پیشی ۱۳ امرداد مقرر ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ اس تاریخ پر کم ازکم کچھ شہادت ایسی پیش کردیجائے گی جس کی بناء پر یہ رائے قائم ہوسکے کہ آیا اغراض دفعہ (۴۶۸) ضمن (ب) کے لئے باور کرنے کی وجہ عدالت کے لئے ہے یا نہیں ۔ ملزمین جب محبوس ہوں تو عدالت کو اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ ہر تاریخ پیشی پر آیا کوئی شہادت ایسی جزو مثل ہوئی یا نہیں جس سے ملزمین کی مجرمیت کے حقائق میں کوئی اضافہ ہوسکے ۔ اگر تعداد تواریخ کے باوجود ایسی شہادت پیش نہ ہو تو یہ قیاس کرنے کا امکان ہوگا کہ ملزمین کے خلاف کوئی شہادت ایسی نہیں ہے جو فوراً پیش ہوسکے اور عدالت ضمانت کے متعلق اپنے اختیارات استعمال کرسکے گی ۔ ملزمین پر چونکہ نہایت درجہ سنگین الزامات عائد کئے گئے ہیں ۔ اس لئے ہم اس نوبت پر عدالت العالیہ سے کوئی حکم دینا قرین معدلت نہیں سمجھتے ۔ ہمیں یقین ہے کہ آئندہ تاریخ پر عدالت تحت جملہ امور پر غور کرے گی اگر اُسے یہ محسوس ہو کہ بلا معقول وجہ کے شہادت کے پیش کرنے میں تعویق کی جارہی ہے تو وہ اپنا اختیار تمیزی استعمال کرے گی ۔ فی الحال ہم ضمانت کا حکم دینا قرین معدلت نہیں سمجھتے ۔ اس کی نقل منصف صاحب کے پاس بھیجدیجائے اور ساتھ کی امثلہ میں بھی ایک ایک نقل بطور تجویز شریک کردی جائے ۔ عدالت تحت کی جو مثل آئی ہے اُس کو فوراً واپس کردیا جائے ۔

مرافعہ فوجداری جلسۂ منقسمہ

نمبر مقدمہ ۱۸۲۸ سنہ ۱۳۵۷ ف
منفصلہ ۵ آبان ۱۳۵۷ ف

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل مولوی میر باسط علی خاں صاحب ارکان

دادے پلی لنگیا مرافع بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

دفعہ (۲۶۷) ضابطہ فوجداری ڈاکہ معہ قتل کے مقدمہ سے بھی متعلق ہوگی ۔ ضمانت کا لزوم اگر مقدمہ میں طوالت ہوتی ہو تو ۔ درخواست سپردگی سشن دی جانے کی صورت میں سپردگی کا لزوم ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) یہ بحث صحیح قرار نہیں دیجاسکتی کہ دفعہ "۲۶۷" ضابطہ فوجداری کی ضمن (الف) ڈاکہ معہ قتل کے مقدمات سے متعلق نہیں ہے ۔ ایسی صورت میں اگر ملزم نے

مرافعہ بنا راضی تجویز نواب سردار جنگ بہادر ناظم عدالت ضلع میدک مورخہ ۱۴ مہر ۱۳۵۷ ف ۔

لنگیا داد ے پلی بنام سرکار عالی

یہ درخواست دی ہو کہ اُس کے مقدمہ کو بغیر کسی تحقیقات سپرد سشن کر دیا جائے تو مجسٹریٹ کو چاہیئے کہ وہ ملزم کی ایسی درخواست کو منظور کرے۔ مجسٹریٹ کی یہ تجویز صحیح نہ ہوگی کہ کیونکہ اس مقدمہ میں اس کو (عدالت ضلع کو) بھی تجویز کا اختیار ہے اس لئے درخواست ملزم نامنظور کی جاتی ہے۔

(۲) ملزم کے کسی قصور کے بغیر اُس کے مقدمہ کی تحقیقات جلد نہ ہوسکتی ہو تو عدالت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اختیارات ضمانت کے استعمال کرنے پر غور کرے۔

منجانب مرافع مولوی سید حیدر رضا صاحب کونسل۔

منجانب مرافعہ علیہ مولوی محمد مرزا صاحب مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب معتمد کرو کیل سرکار

فیصلہ :- کونسل صاحب درخواستگزار کی بحث سماعت ہوئی۔ ملزمین پر ڈاکہ معہ قتل کا الزام ہے اور عدالت تحت نے ان کی درخواست ضمانت نامنظور کر دی۔ جس کی وجہ سے اب عدالت العالیہ میں درخواست ضمانت پیش ہوئی ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ملزمین نے تحت دفعہ (۲۶۷) الف مجموعۂ ضابطۂ فوجداری یہ درخواست پیش کی تھی کہ مقدمہ کو بغیر کسی تحقیقات کے سپرد سشن کر دیا جائے لیکن عدالت ضلع نے یہ تجویز کر کے اس درخواست کو نامنظور کر دیا کہ چونکہ مقدمہ کی تجویز کا ان کو بھی اختیار ہے۔ اس لئے دفعہ (۲۶۷ الف) کے تحت سپردگی کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ ہم اس حجت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ دفعہ (۲۶۷) الف کا منشاء اگر یہ ہوتا کہ ایسا حکم صرف اُن مقدمات میں دیا جاسکتا ہے جن کی قطعی تجویز بجز عدالت سشن کے کوئی اور عدالت نہ کر سکتی ہو تو اس کے ابتدائی الفاظ اس طرح مرتب نہ کئے جاتے جس طرح کئے گئے ہیں۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ ڈاکہ معہ قتل کا مقدمہ قابل تحقیقات عدالت سشن ہے گو صرف عدالت سشن کی تجویز کے قابل نہو۔ اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ دفعہ (۲۶۷) الف ڈاکہ معہ قتل کے مقدمات سے متعلق نہیں ہے اور اگر یہ دفعہ متعلق ہو تو ضمن (الف) کے تحت درخواست دینے پر مجسٹریٹ کو مقدمہ کا سپرد کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ بہرصورت چونکہ ہمارے روبرو عدالت ضلع کی تجویز کی ناراضی سے کوئی نگرانی نہیں ہے۔ اس لئے ہم کوئی حکم تو عدالت موصوف کو دینا نہیں چاہتے لیکن ہم نے اپنے خیال کا اظہار کر دیا ہے۔ ویسے بھی ہماری رائے میں اس مقدمہ کا عدالت سشن میں سپرد کیا جانا اس لئے مناسب تھا کہ بعض ملزمین محبس بلدہ میں مقید ہیں اور چونکہ اُن کو عدالت ضلع نہیں لیجایا جاسکا اس لئے متعدد تاریخیں تبدیل کرنی پڑیں۔ ہم متعدد مقدمات میں

دادے پلی لنگیا بنام سرکار عالی

اس کا اظہار یہ کر چکے ہیں کہ اگر عدالت کو یہ محسوس ہو کہ ملزمین کے کسی قصور کے بغیر اس کے مقدمہ کی تحقیقات جلد نہیں ہو سکتی تو اس کو اپنے اختیارات ضمانت کے استعمال کرنے پر غور کرنا چاہئے چونکہ ہمیں یہ معلوم کرنے کے ذرائع نہیں ہیں کہ مقدمہ کی تحقیقات آغاز نہ ہونے کے اصل وجوہ کیا ہیں۔ اس لئے ہم عدالت العالیہ سے حکم ضمانت صادر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ عدالت تحت دفعہ (۲۶۷) الف کے الفاظ پر غور کر کے کوئی مناسب تجویز صادر کرے گی اور اگر اس کی رائے میں مقدمہ کی سپردگی ضروری نہ ہو تو وہ ملزمین کی درخواست ضمانت پر اس نقطۂ نظر سے غور کریگی کہ ملزمین کے مقدمہ کی جلد تحقیقات ہونی مناسب ہے اور اگر بغیر ان کے قصور کے مقدمہ میں التوا ہو رہی ہے تو ملزمین کو ضمانت پر رہا رہنے کا حق ہے۔ فی الوقت درخواست ضمانت نامنظور کی جاتی ہے۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت وٹھل راؤ صاحب ارکان

اسٹیٹ سالار جنگ نگرانی خواہ بنام پوڑوا انکیا طرفثانی

۱۳۵۶ ف
نمبر مقدمہ ۶۰
منفصلہ ۸ شہریور ۱۳۵۷ ف

دفعہ (۱۰) قواعد اسلحہ میں بندوق سے مراد کار آمد بندوق ہی نہیں ہے۔ دفعہ (۱۰) قواعد اسلحہ اسی وقت متعلق ہوتی ہے جبکہ اسلحہ ذاتی استعمال کیلئے رکھے گئے ہوں۔

تجویز ہوئی کہ (۱) جبکہ ملزم کے مقابلہ میں دفعہ (۱۰) قواعد اسلحہ کی خلاف ورزی کا الزام عائد ہو اور شہادت سے یہ پایا جاتا ہو کہ ملزم نے بغیر اجازت ایک بندوق اپنے پاس رکھی تھی تو یہ عذر کہ بندوق ناکارہ ہے کوئی قوت نہیں رکھتا۔ ایسا کوئی قانون نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ بندوق سے مراد کار آمد بندوق ہی ہے۔

(۲) دفعہ (۱۰) قواعد اسلحہ کا الزام اسی وقت عائد ہو سکتا ہے جبکہ کسی شخص نے اسلحہ کو اپنے ذاتی استعمال کے لئے اپنے قبضہ میں رکھا ہو۔ لیکن کسی شخص نے کسی چیز کو کس غرض سے اپنے پاس رکھا ہے اس کا علم بجز اس کے کسی دوسرے شخص کو ہونا مشکل ہے اور اس بارہ میں جب کہ وہ خود کچھ نہ کہے تو معمولی قیاس سے ہی کام لینا پڑے گا۔ معمولی قیاس یہی ہے کہ ہر شخص جو کوئی چیز اپنے پاس رکھتا ہے وہ استعمال کی غرض سے رکھتا ہے بجز اس کے کہ وہ قابل اطمینان طور پر اس کے رکھنے کی کوئی دوسری وجہ نہ بتائے۔

نگرانی بنا راضی تجویز مولوی میر شجاعت علی خاں صاحب ناظم عدالت ضلع ورنگل مورخہ ۱۲ ارد ۱۳۵۶ ف -

اسٹیٹ سالار جنگ
بنام
پوڑ دا اینکیا

منجانب نگرانی خواہ مولوی حکیم سید علی صاحب ایڈوکیٹ ۔

فیصلہ: ۔ نگرانی علیہ کی جانب سے کوئی حاضر نہیں ہے ۔ وکیل سرکار کی بحث سماعت کی گئی ملزم کا چالان قواعد اسلحہ کی خلاف ورزی کی علت میں پیش کیا گیا ہے لیکن عدالت نے اس کو رہا کر دیا ۔ بجانب سرکار اس تجویز کی نگرانی پیش ہوئی ہے ۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ملزم کے قبضہ سے ایک بندوق برآمد ہوئی تھی اور چونکہ اس نے اس کو ضابطہ کی اطلاع دئے بغیر اپنے قبضہ میں رکھا تھا اس لئے اس پر دفعہ (۱۰) قواعد اسلحہ کا الزام عائد کیا گیا ۔ ملزم نے یہ تسلیم کر لیا کہ یہ بندوق اس کے پاس سے برآمد ہوئی اس کو یہ بھی تسلیم ہے کہ اس نے اس کی اطلاع قواعد کے مطابق نہیں کی ۔ لیکن اس کا بیان صرف اس قدر ہے کہ اس کو اس کا علم نہ تھا کہ اطلاع دینا ضروری ہے ۔ کسی قاعدہ یا قانون کی عدم واقفیت کسی مقدمہ میں کافی جواب دہی نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے اسبارہ میں عدالت تحت نے اپنی تجویز میں کچھ نہیں لکھا ۔ اس کی حجت یہ ہے کہ چونکہ بندوق ناکارہ ہے اس لئے اس کا رکھنا جرم نہیں ہے ۔ عدالت نے کسی ایسے قانون کا حوالہ نہیں دیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ بندوق سے مراد کارآمد بندوق ہی ہے ۔ بندوق زیر بحث کی جو حالت تجویز سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کو گھوڑا نہیں ہے اور اس کی ظاہری حالت ایسی ہی ہے کہ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دس پندرہ برس سے استعمال نہیں ہوئی ۔ ظاہر ہے کہ کوئی بندوق اگر دس پندرہ برس سے استعمال نہ ہوئی ہو تو وہ اسلحہ کی تعریف سے خارج نہیں ہو سکتی ۔ ہمارے لئے یہ قرار دینا بھی آسان نہیں ہے کہ محض کسی ایک پرزے کے علحدہ کر دینے کی وجہ سے کوئی بندوق اسلحہ کی تعریف سے خارج ہو جائے گی ۔ عدالت تحت نے قواعد اسلحہ کی دفعہ ۲ پر بحث کی ہے اور اس پر عمل کرنے سے اسی وجہ سے انکار کر دیا ہے کہ اگر اس کی وہ تعبیر کی جائے جو پیرو کار سرکار نے کی ہے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص بندوق کی نالی کو بطور پھکنی کے استعمال کر رہا ہو تو وہ مجرم قرار پا جاتا ہے ۔ عدالت تحت نے اسبارہ میں کچھ نہیں لکھا کہ اسلحہ کے اجزا کو اسلحہ کی تعریف میں داخل کر دینے سے ان کی رائے میں واضعان قواعد کا کیا منشا تھا ۔ زیادہ سے زیادہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ اگر اس امر کا اندیشہ ہو کہ اس ہتھیار سے کام لیا جا سکتا ہے تو وہ قواعد اسلحہ ایسی بندوق سے متعلق ہو سکیں گے یہ امر کہ آیا ایسا اندیشہ ہے یا نہیں اور ملزم اس کو استعمال کر سکتا ہے یا نہیں مقدمہ کے تمام حالات پر غور کرنیکے بعد طے کیا جا سکتا ہے ۔ ملزم نے اپنے بیان میں یہ نہیں بتایا کہ اس نے اس بندوق کو کیوں اپنے پاس رکھا ۔ بندوق میں صرف گھوڑا نہ ہونے کا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی حال میں بھی استعمال نہیں کی جا سکتی ۔

جنگ
اسٹیٹ سالار
بنام
پوڑ دانیکیا

یہ صحیح ہے کہ دفعہ (۱۰) کا الزام اُسی وقت عائد ہوسکتا ہے جبکہ کسی شخص نے اسلحہ کو اپنے ذاتی استعمال کے لئے اپنے قبضہ میں رکھا ہو۔ لیکن کسی شخص نے کسی غرض سے کسی چیز کو اپنے پاس رکھا ہے اس کا علم بجز اس کے کسی دوسرے شخص کو ہونا مشکل ہے اور اسبارہ میں جبکہ وہ خود کچھ نہ کہے تو معمولی قیاس سے کام لینا پڑیگا۔ معمولی قیاس یہی ہے کہ ہر شخص جو کوئی چیز اپنے پاس رکھتا ہے وہ استعمال کی ہی غرض سے اپنے پاس رکھتا ہے۔ بجز اس کے کہ وہ قابل اطمینان طور پر اس کے رکھنے کی کوئی دوسری وجہ نہ بتائے۔ البتہ اگر یہ صورت ہوتی کہ یہ بندوق کسی طرح کارآمد بنائی بھی نہ جاسکتی تو ممکن تھا کہ یہ قیاس نہ کیا جاتا کہ یہ ذاتی استعمال کے لئے رکھی گئی ہے۔ جہانتک ہم عدالت تحت کی تجویز سے سمجھ سکے ہیں یہ بندوق گھوڑا لگاکر اور کچھ صفائی کرکے استعمال کی جاسکتی ہے۔ ایسی صورت میں اس بندوق کو اسلحہ کی تعریف سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ ایسی صورتوں کے لئے قاعدہ (۲) میں اسلحہ کے اجزاء کو بھی اسلحہ کی تعریف میں داخل کردیا گیا ہے۔ اگر عدالت تحت کو اسبارہ میں کسی مزید وضاحت کی ضرورت تھی تو وہ اور شہادت قلمبند کرسکتی تھی جس سے ملزم کی غرض اور اس کا منشاء معلوم ہوسکتا تھا۔ محض ملزم کے بیان پر چالان کو خارج کردینا صحیح نہیں ہوسکتا بالخصوص جبکہ اس نے اس کا ادعا تک نہیں کیا کہ اس نے کسی اور بات سے اس بندوق کو رکھا تھا۔ نہیں موجودہ روئداد سے یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ آیا اس بندوق کا گھوڑا ابھی اس کے قبضہ میں تھا یا نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی مزید شہادت سے اسبارہ میں کچھ معلوم ہوسکتا۔ بہر صورت ہماری رائے یہ ہے کہ تجویز رہائی قبل از وقت ہے عدالت تحت کو چاہئے کہ مزید شہادت قلمبند کرکے تجویز مطابق قانون صادر کرے اگر وہ مناسب سمجھے تو بندوق کی حالت کے بارے میں کسی ماہر کا بیان بھی قلمبند کرسکتی ہے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ کس قدر ترمیم سے یہ بندوق قابل استعمال ہوسکتی ہے۔ ہم اس رہائی کو منسوخ کرتے ہیں اور مقدمہ تکمیل تحقیقات کے لئے واپس کرتے ہیں۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور۔ حکم رہائی منسوخ۔ مثل عدالت تحت کو واپس کی جائے تاکہ حسب اشارات صدر عمل کیا جائے

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

باجلاس آنریبل مولوی ابوالحسن سید علی صاحب پریزیڈنٹ و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب و آنریبل مولوی سید محمد عبداللہ صاحب اراکان

نمبرمقدمہ ۱۳۵۶/۱۹۱ ف
منفصلہ ۱۱؍ آبان ۱۳۵۶ ف

اینا گاری چندریا وغیرہ مرافعان بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

حسب الحکم صدارت عظمیٰ مورخہ ۱۱ ؍ آبان ۱۳۵۶ ف جوڈیشل کمیٹی کے متفقہ فیصلہ کی منظوری صادر فرمائی گئی

شناخت کے بارے میں شہادت ۔ گواہ دوستی کی وجہ طرفدار نہیں کہا جاسکتا ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) شناخت گواہ سے جرح میں صرف اس قدر سوال کہ آیا رات اندھیری تھی کافی نہیں ہے ۔ گواہ سے اس امر کو صاف کرانا چاہئے کہ اس قدر اندھیرا تھا کہ شناخت کرنا ناممکن تھا ۔

(۲) محض کسی گواہ سے مقتول سے دوستی رہنے سے یا اُس کے ملازم ہونے سے گواہ ناقابل اعتبار نہیں قرار دیا جاسکتا ۔

منجانب مرافعان مولوی مرتضیٰ احمد صاحب انصاری ایڈوکیٹ و مولوی ابوالخیر صاحب وکیل ۔

منجانب مرافعہ علیہ مولوی حکیم سید علی صاحب ایڈوکیٹ سرکار و مولوی محمود علی صاحب ایڈوکیٹ ۔

فیصلہ :۔ سات نفر ملزمین کے خلاف تحت دفعات (۲۴۳-۱۲۴-۳۳۰) تعزیرات سرکار عالی چالان اس بیان سے پیش کیا گیا کہ ملزمین دمفرور ملزمین سائیگوڑی ملیا اور مقتول دیرا سامی میں عرصہ سے مخاصمت چلی آرہی تھی اور اسی مخاصمت کے سلسلہ میں بتاریخ ۱۸ ؍ مہر ۱۳۵۴ ف بوقت (۸-۹) بجے شب ملزمین لٹھوں سے مسلح ہوکر بہ نیت قتل مقتول کے مکان پر پہونچے اور مقتول پر حملہ آور ہوئے ۔ مقتول ڈر کر مکان کے اندرونی حصہ میں داخل ہوکر دروازہ بند کرلیا جس پر ملزمین نے دروازہ اور کھڑکیوں کو توڑ کر اندر داخل ہونا چاہا ۔ مقتول مکان کے عقبی دریچہ سے فرار ہوکر کھیتوں میں گذر کر مسمی چنتل پوچالو کے مکان میں پناہ لیا ۔ ملزمین چنتل پوچالو کے مکان پر مقتول کی تلاش میں پہونچے اور دروازہ کھولنے کے لئے تشدد کئے ۔ مقتول عاجزی کرتے ہوئے دروازہ کے باہر آیا اور ملزمین سے معافی چاہا ۔ مگر ملزمین نے اس کی ایک نہ مانی اور مقتول کو لٹھوں سے ضربات پہونچایا ۔ مقتول وہاں سے بھاگ کر چنتل راما کے مکان میں داخل ہوا تو ملزمین تعاقب کرکے مقتول کو چنتل راما کے مکان سے باہر نکال کر کھینچتے ہوئے چاوڑی کے قریب ملزم نمبر (۷) کے مکان کے قریب لے گئے ۔ وہاں ملزمین نمبر (۱ تا ۶) بہ اعانت ملزم نمبر (۷) مقتول کو لٹھوں سے ضربات پہونچاکر ہلاک کرڈالا ۔ اس کے بعد مقتول کی نعش کو لیجاکر مقتول کے بنگلہ میں ڈالدیا اور مقتول کے مکان سے اس کا مال بھی لوٹ کرلے گئے ۔ مقدمہ بلاتحقیقات سپرد سشن ہوا ۔ جہاں سے ملزم نمبر (۵) اینا گاری وینکیا کو الزام منسوبہ سے بری کیا گیا اور بقیہ ملزمین کے حق میں تحت دفعات (۱۲۴-۲۴۳)

مرافعہ بناراضی تجویز جلسہ متفقہ عدالت العالیہ مورخہ ۱۰ ؍ آبان ۱۳۵۵ ف ۔

اینا گاری چندریا بنام سرکار عالی

تعزیرات سرکار عالی حبس دوام کی تجویز صادر کی جاکر مثل تصحیحاً عدالت العالیہ میں روانہ کی گئی اور ملزم نمبر (۷) کو تحت دفعہ (۳۴۴) تعزیرات سرکار عالی مزید دو سال قید کی سزا بھی تجویز کی گئی۔ جس کے خلاف عدالت العالیہ میں ملزمین کی جانب سے علیحدہ علیحدہ مرافعے پیش ہوئے اور بری شدہ ملزم کے خلاف بھی منجانب سرکار علیحدہ مرافعہ پیش کیا گیا۔ عدالت العالیہ سے مرافعہ ملزم نمبر (۶) راشٹی زسیا کا منظور کیا گیا اور بقیہ ملزمین کے مرافعے اور سرکار کا مرافعہ سب نامنظور کئے جاکر حبس دوام کی سزا بحال رکھی گئی۔ اس تجویز کے خلاف ملزمین کی درخواست بتوسط محکمۂ سرکار تحت دفعہ (۲۶) ضمن (۲) ضابطۂ جوڈیشل کمیٹی یہ مثل ہمارے سامنے پیش ہے۔

بحث وکیل صاحب ملزمین اور وکیل صاحب سرکار سماعت کی گئی۔ لائق وکیل ملزمین کی بحث کا ماحصل یہ ہے کہ مقدمۂ ہذا میں غرض مشترک کی کوئی شہادت نہیں ہے اور رویت کی شہادت بھی ناقص اور اس قابل نہیں ہے کہ اس پر بھروسہ کیا جائے۔ کیونکہ ان جملہ گواہان نے اپنے مشاہدہ کا ذکر کسی سے نہیں کیا اور گواہان کے بیانات میں ازحد اختلافات بھی ہیں تو ملزمین قابل برأت قرار پاتے ہیں۔ سرکار کی جانب سے بحث یہ کی جاتی ہے کہ ہر دو عدالتہائے تحت نے رویت کی شہادت پر بھروسہ کیا ہے اس لئے اس میں دست اندازی نہ ہونی چاہئے۔ جہاں تک اثبات جرم کا تعلق ہے استغاثہ کی جانب سے جملہ (۲۲) گواہان کے بیانات قلمبند کرائے گئے جن کے منجملہ گواہان (۷) افضل بیگ و نمبر (۸) چنتل کشٹیا نمبر (۱۰) پدی راما نمبر (۱۱) رامیا نمبر (۱۲) چنتل پوچالو نمبر (۱۳) سائلو نمبر (۱۹) زسیا نمبر (۲۰) راگمو لو رویت کی شہادت ادا کرتے ہیں۔ رویت کی شہادت کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ملزمین مقتول کے بنگلہ پر پہونچے۔ اس کے بعد اس کی تلاش میں چنتل پوچالو کے مکان پر گئے اور وہاں مار پیٹ کیا۔ اس کے بعد جب مقتول وہاں سے بھاگ کر چنتل راما کے مکان میں داخل ہوا تو وہاں ملزمین پہنچکر مار پیٹ کرکے مقتول کو گھسیٹتے ہوئے چاوڑی کے قریب لے گئے اور یہاں مار کر ہلاک کر دیا اس کے بعد نعش بنگلہ پر پہونچادی گئی۔ افضل بیگ گواہ نمبر (۷) و سائلو گواہ نمبر (۱۳) پہلے واقعہ کی شہادت ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک واقعہ کے متعلق علیحدہ علیحدہ شہادت پیش ہوئی ہے۔ افضل بیگ کا بیان ہے کہ وہ کنچے سے واپس آرہا تھا اور جب وہ مقتول کے بنگلہ کے پاس آیا تو دیکھا کہ بڑے ملیا اور چندریا ملزمین باؤلی کے پاس سے بیل کھولے ہوئے گالیاں دیتے ہوئے بنگلہ کی طرف آئے تو اس نے ہر دو ملزمین کو

انیاگاری چندریا بنام سرکار عالی

روکا - اس اثناء میں ملزمین دھوبی سیوا - نرسیا اور ملیا کا بیٹا آئے - گواہ کے روکنے پر ملیا ملزم نے گواہ کو ڈھکیل دیا اور پانچوں ملزمین اندرونی پھاٹک کے طرف گئے جہاں گواہ نمبر (۱۳) سائیلو موجود تھا - ملزمین چندریا اور گڈم نرسیا نے اس کو لکڑیوں سے مارا اور سائیلو نیچے گر گیا - گواہ نمبر (۱۳) سائیلو کا بیان ہے کہ متذکرۂ صدر پانچوں ملزمین آئے اور دروازہ کھولنے کہے اس کے انکار کرنے پر ملزمین نے لکڑیوں سے مارنا شروع کیا - مقتول جو دروازہ کے پاس مبٹھا تھا اُٹھ کر اندر چلا گیا اور دروازہ بند کرلیا -

دوسرا واقعہ جو چنتل پوچا کے مکان میں ہوا ہے - اس کی شہادت چنتل کشٹیا گواہ نمبر (۸) اور چنتل رامیا گواہ نمبر (۱۱) ادا کرتے ہیں - چنتل کشٹیا کا بیان ہے کہ ویراسوامی مرگیا ہے اس کو مار ڈالے ہیں میرے باپ کے مکان میں پکڑ کر مار ڈالے ہیں وہ میرے باپ کے مکان میں آکر چھپا تھا - اس کو وہاں ملزمین ڈھونڈتے ہوئے آئے - باپ کے گھر میں باہر لاکر مارے ہیں - پھر میرے بھائی کے گھر میں مارے - نرسیا ٹپیل کے مکان کے صحن میں - انیاگاری چندریا - جانم نرسیا - ساکل سیوڑو - مری ملیا اور اُس کا بیٹا کھڑے ہوئے تھے - پٹیل نے مجھ سے دریافت کیا کہ ویراسامی تمہارے گھر کی طرف بھاگ کر آیا ہے - کہاں ہے بتلاؤ - میرے انکار پر مظہر کو دھمکی دی گئی اس پر مظہر کہا کہ ویراسوامی میرے باپ کے گھر آیا ہے - اس پر ملزم نے میرے باپ کے گھر کا دروازہ کھولنے کہا - میرے باپ کے انکار پر ملزمین نے دروازہ توڑنے کی دھمکی دی اور قندیل لانے کہا - ویراسوامی یہ دیکھکر خود باہر آرہا تھا کہ ملزمین نے اس کو باہر کھینچکر لکڑیوں سے مارنا شروع کیا - ویراسوامی بچکر میرے بھائی کے مکان میں گھس گیا جو اس مکان کے قریب تھا - ملزمین مقتول کا تعاقب کرکے میرے بھائی کے مکان میں گھس گئے اور مارنے لگے اور اس طرح مارتے ہوئے اس کو گھسیٹ کر چاوڑی کی طرف لے گئے -

گواہ نمبر (۱۱) چنتل رامیا کا بیان بھی قریب قریب اسی نوع کا ہے اس کا بیان ہے کہ رات کے وقت جب وہ کھانا کھا رہا تھا - اس کے باپ کے گھر سے دروازہ کھولو کی آواز آئی - باہر آکر دیکھا تو پانچوں ملزمین یہی کہہ رہے تھے اور اندر سے اس کا باپ انکار کر رہا تھا - اس کے بعد وہاں قندیل منگوائی گئی اور ملزمین نے کہا کہ دروازہ کھولتے ہو یا توڑ دیا جائے - اس پر مقتول باہر آیا - چندریا ملزم اس کا

اینا گاری چندریا بنام سرکار عالی

ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور دیگر ملزمین مارنے لگے ۔مقتول بھاگ کر مظہر کے گھر آگیا ۔ملزمین وہاں آکر مقتول کو پکڑ لائے اور مارے اور کھینچتے ہوئے گاؤں کی طرف لے گئے ۔ان دونوں گواہان نے تفصیل سے شہادت ادا کی ہے ۔ان کے بیانات میں کوئی اختلافات نہیں ہیں ۔ اس شہادت کی تائید گواہ نمبر (۱۲) چنتل پوچالو کے بیان سے ہوتی ہے ۔اس کا بیان ہے کہ ویرا سامی میرے گھر بھاگ کر آیا تھا میں نے اس سے آنے کی وجہ دریافت کی اس پر اُس نے آواز مت کرو کہکر خاموش رہنے کہا ۔اس کے کپڑے تمام بھیگے ہوئے تھے ۔میں نے اس سے کہا کہ میری دھوتی باندھ لے ۔اس پر وہ دھوتی باندھ لیا اور بیٹھ گیا ۔تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھولو کی آواز آئی ۔چندریا ۔جالم نرسیا اور دھوبی سیوڑو کی آواز تھی ۔دروازہ ویراسوامی مقتول اندر آتے ہی لگا لیا تھا ۔میں نے کہا کہ دروازہ نہیں کھولتا ۔اس پر ملزمین نے دروازہ توڑنے کی دھمکی دی ۔مقتول یہ کہکر جو جگہ میں نے لی ہے وہ واپس دیتا ہوں دروازہ کھولکر باہر آیا ۔چندریا اُسی کو دروازہ کے باہر کھینچکر لے گیا ۔دو مار کی آواز آئی اس کے بعد کیا ہوا مجھ کو معلوم نہیں کیونکہ میں بخار میں پڑا تھا اس کے بعد کے واقعہ کی شہادت گواہان نمبر ۱۰ و ۱۹ و ۲۰) دیتے ہیں ۔گواہ نمبر (۱۰) کا بیان ہے کہ شور کی آواز پر وہ کچہری کی طرف باہر آیا تو دیکھا کہ مقتول کو (۷) ملزمین مار رہے تھے ۔اس بیان کی تائید گواہان (۱۹ و ۲۰) کے بیانات سے ہوتی ہے ۔ملزمین کی جانب سے اس شہادت پر چند اعتراضات کئے جاتے ہیں ۔پہلی بحث یہ کی جاتی ہے کہ جب اس شہادت پر دیگر ملزمین کو برأت دی گئی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ موجودہ ملزمین کے حق میں بھی برأت کی تجویز نہ کی جائے اس استدلال میں قوت نہیں ہے ۔شہادت سے موجودہ ملزمین کے افعال کا تعین کیا گیا ہے اور جن ملزمین کو بری کیا گیا ہے اُن کے افعال کا تعین نہیں ہوا تھا گو بعض گواہان نے ان کا نام بھی لیا تھا مگر محض اس بناء پر ان کو ملزم نہیں قرار دیا جا سکتا تھا اس لئے ان کے حق میں برأت کی تجویز کی گئی ۔دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اندھیری رات تھی اور بقول بیان چنتل کشتیا گواہ نمبر (۸) اس رات بارش ہو رہی تھی ۔ ان حالات میں ملزمین کی شناخت ممکن نہیں ہے ۔اس میں شک نہیں ہے کہ اس گواہ نے ضرور یہ بیان دیا ہے کہ اس رات بارش ہوئی ۔مگر اس گواہ سے یہ سوال نہیں کیا گیا کہ آیا واقعہ کے وقت بھی بارش ہو رہی تھی اور اس قدر اندھیرا ہو گیا تھا کہ آدمی کی شناخت نہیں ہو سکتی تھی ۔جب یہ صورت نہیں ہے تو محض اس گواہ کے اس بیان سے ملزمین کو

اینا گاری چندریا بنام سرکار عالی

کوئی فائدہ نہیں پہنچتا - اندھیری رات ہونا بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ واقعہ ۱۸ مہر ۱۳۵۵ف کا ہے اور اس کے ایک روز قبل راکھی پونم تھی اور جملہ گواہان رویت نے یہ بیان کیا ہے کہ چاند کی روشنی تھی - ایک اور اعتراض یہ کیا گیا کہ گواہان غیر آزاد ہیں - ہماری رائے میں اس استدلال میں بھی قوت نہیں ہے محض کسی گواہ سے مقتول کی دوستی رہنے سے یا اس کے ملازم ہونے سے گواہ ناقابل اعتبار نہیں قرار دیا جاسکتا - آخری بحث بحوالہ دکن جلد (۲۸) ص ۳۷۸ و ۴۰۸ نہایت شدت سے یہ کی گئی کہ گواہان رویت نے واقعہ کے بعد اپنے مشاہدہ کا ذکر کسی سے نہیں کیا ہے اس لئے ان گواہوں کے بیانات پر بھروسہ نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ بحث ضرور قابل لحاظ ہے۔ مگر مقدمۂ ہذا میں یہ بحث پیدا نہیں ہوتی کیونکہ گواہ نمبر (۸) و (۱۱) گواہ نمبر (۱۲) کے لڑکے ہیں اور یہ ہر سہ گواہ اپنے مشاہدہ کا ذکر اگر کرتے تو ایک دوسرے سے ہی کرتے اور جبکہ یہ ہر سہ اشخاص نے خود واقعہ دیکھا تھا تو خود کے مشاہدہ کا ذکر دوسرے سے کرنے کا محل ہی پیدا نہیں ہوتا - اسی طرح گواہ نمبر (۷) کا واقعہ ہے وہ مقتول کا ملازم ہے وہ بھی اگر ذکر کرتا تو اپنے آقا سے - پس اس بناء پر یہ گواہان ناقابل اعتبار نہیں قرار دئے جاسکتے -

عدالت سیشن و عدالت العالیہ نے اس شہادت کی بناء پر ملزمین مرافعان کے خلاف جرم ثابت قرار دیا ہے اور ہم کو بھی اس سے اختلاف کی وجہ نہیں معلوم ہوتی اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عدالتہائے تحت نے اس نتیجہ میں غلطی کی ہے - ملزمین کی جانب سے شہادت صفائی میں (۱۲) گواہان کے بیانات قلمبند کرائے گئے ہیں - مگر اس شہادت کا زیادہ تر حصہ ملزم بری شدہ ٹیل سے متعلق ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ اس رات چوڑی کے قریب کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی اور ملزمین اس مقام پر نہ تھے - رویت کی شہادت کی موجودگی میں اس شہادت پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ منظوری مرافعہ جات کی وجہ پائی جاتی ہے بدیں وجہ تجویز عدالت العالیہ جلسۂ متفقہ ناقابل دست اندازی قرار پاتی ہے حسبہٗ محکمۂ سرکار کو اطلاع دیجائے -

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

باجلاس آنریبل مولوی ابوالحسن سید علی صاحب و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب و آنریبل مولوی سید محمد عبد اللہ صاحب ارکان

نمبر مقدمہ ۱۹۱ سنہ ۱۳۵۶ف
منفصلہ ۲۲ دی سنہ ۱۳۵۶ف

ناگر یڈی اپا وغیرہ مرافعان بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

مرافعہ بناراضی تجویز جلسۂ متفقہ عدالت العالیہ مورخہ ۲۴ آبان ۱۳۵۵ف -

ناگریڈی وغیرہ
بنام
سرکارِ عالی

حسب الحکم عالیجناب چیف سیول ایڈمنسٹریٹر صاحب جوڈیشل کمیٹی کی متفقہ تجویز منظور فرمائی گئی

غرض مشترک کی پیشرفت میں کئے گئے فعل کا نتیجہ - دفعہ (۷) تعزیرات آصفیہ -

تجویز ہوئی کہ (۱) جبکہ ملزمین سزا یافتہ کے ساتھ کسی ملزم کی شرکت اور اُس شرکت کی غرض مشترک کی پیشرفت میں اُس کا ضرر پہنچانا ثابت ہے تو ملزم صرف اپنے پہنچائے ہوئے ضرر کی حد تک قابل سزا نہ ہوگا بلکہ وہ اپنے شرکاء کے ساتھ نتیجۂ فعل کا ہر طرح ذمہ دار قرار دیا جائے گا -

(۲) جبکہ ملزمین حملہ آور کی ایک معین تعداد رات کے تین بجے جبکہ کوئی متنفس بیدار نہیں رہ سکتا مکان کے اندرونی حصہ میں داخل ہوکر خطرناک ضربات مقتولین کو پہنچاتی ہے اور مقتولین کے رشتہ دار اور ملازم بھی اسی پیشرفت میں زخمی ہوتے ہیں تو ایسے حالات میں ہر وہ شخص جو اس طرح مقتولین کے گھر میں مشترک نیت سے داخل ہو یہ بحث نہیں کر سکتا کہ حالات مقدمہ کے تحت وہ انفرادی شکل میں خفیف سزا کا مستوجب ہوگا -

منجانب مرافعان مولوی محمود علی صاحب ایڈوکیٹ -

منجانب مرافعہ علیہ مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹ سرکار -

فیصلہ :- نیلکنٹھ راؤ پٹیل پراودیال تعلقہ سندھنور اور اُس کے دس سالہ لڑکے وشوناتھ کو باہمی عداوت کی بناء پر (۱۴) اشخاص نے جو تلوار جمبیہ لٹھ اور کلہاڑی آلات جارحہ سے مسلح تھے ۱۴/۱۳ خورداد و یکم تیر ۱۳۵۳ ف کی درمیانی شب میں بوقت (۳) بجے اوپلی وار مذکور کے مکان واقع باغ سیوارا ودیال میں مہلک ضربات پہنچا کر ہلاک کیا اور اس حملہ میں مقتول نیلکنٹھ راؤ کی داشتہ مساۃ ہنموا اور چنا دختر مقتول اور موکیا ملازم مقتول کو بھی ضربات پہنچائے گئے - بغور وقوع واقعہ رپورٹ ابتدائی حسب ضابطہ کی گئی جس میں (۱۴) نفر ملزمین کے نام بتلائے گئے اور (۱۳) اشخاص کو چالان عدالت کیا گیا اس لئے کہ (۱۴) میں ایک مفرور تھا - عدالت ابتدائی نے ملزمین چالان شدہ کو سپرد سشن کیا - عدالت سشن گلبرگہ نے بعد تحقیقات ضابطہ قتل عمد میں (۷) ملزمین کو سزائے قصاص اور ایک ملزم کو ضرر و سرقہ میں ایک سال چھ ماہ کی سزا دی اور (۵) ملزمین کو بری کر دیا - برأت کی ناراضی سے عدالت العالیہ میں منجانب سرکار مرافعہ ہوا اور سزا کی ناراضی سے ملزمین سزا یافتہ نے عدالت العالیہ میں اپیل کی - چونکہ قصاص کی سزا بعض ملزمین کو دی گئی تھی بہ تکمیل ضابطہ مثل تصحیحاً عدالت العالیہ

ناگ ریڈی ابا
بنام
سرکار عالی

بھیجدی گئی ۔ جملہ ملزمین کے مقابلہ میں عدالت العالیہ کے جلسۂ متفقہ نے بحث سماعت کی اور بودی لبپا ملزم نمبر (۵) کو سزائے موت اور ملزمین گودر رائپا نمبر (۱) میاکل منی رائپا نمبر (۲) توڈرگی امرپا نمبر (۳) ہنمنت رایا نمبر (۹) رائپا نمبر (۱۱) اور گوڈرودرپا نمبر (۱۳) کو بجائے سزائے موت قید دوام اور ملزمین تلے کھان رودرپا نمبر (۶) اور گوڈرل ایرپا نمبر (۸) اور گوریکل امرپا نمبر (۱۲) کے مقابلہ میں بمنظوری مرافعہ سرکار بتاریخ ۲۴ ؍ امرداد ۱۳۵۲؁ف بجرم قتل عمد قید دوام اور بجرم بلوہ ایک ایک سال قید باشقت کی سزاء صادر کی ۔ چونکہ اس سماعت مقدمہ کے وقت ملزمین توڑوگی ایرپا نمبر (۴) ناگ ریڈی نمبر (۷) اور بسونت رایا نمبر (۱۰) حاضر نہیں تھے اس لئے ان ہر سہ ملزمین کے خلاف اس وقت کوئی تجویز صادر نہیں ہوئی ۔ آخرالذکر ملزمین نمبر (۴ و ۷ اور ۱۰) کے مقابلہ میں مکرر جلسۂ متفقہ نے بحث سماعت کر کے بتاریخ ۲۴ ؍ آبان ۱۳۵۵؁ف تجویز صادر کی کہ ہر سہ ملزمین بپاداش جرم قتل عمد زیر دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سرکار عالی قید مادام الحیات میں رکھے جائیں اور بپاداش دفعہ (۱۲۴) تعزیرات سرکار عالی ایک ایک سال قید باشقت میں بسر کریں ہر دو سزائیں ایک ساتھ رواں رہیں گی ۔ سابقہ سزا یافتہ ملزمین کے مقابلہ میں بموجب دفعہ (۲۶) ضابطہ جوڈیشل کمیٹی محکمۂ سرکار کی تحریک پر جوڈیشل کمیٹی نے مقدمہ کی سماعت کی اور حسب رائے جوڈیشل کمیٹی مورخہ ۱۸ ؍ مہر ۱۳۵۵؁ف بربنائے فرمان مبارک مصدرہ ۷ ؍ رمضان المبارک ۱۳۶۵؁ھ جوڈیشل کمیٹی کی رائے سے صرف ایک ملزم کی سزائے موت سے اختلاف فرماتے ہوئے بارگاہ خسروی سے حکم قضاء شیم شرف صدور لایا کہ بودی لبپا ملزم کو بھی مثل دیگر ملزمین سزا یافتۂ عدالت العالیہ حبس دوام کی سزا دیجائے ملزمین نمبر (۴ و ۷) اور (۱۰) کے حکم سزاء مصدرہ عدالت العالیہ مورخہ ۲۴ ؍ آبان ۱۳۵۵؁ف کی بناء پر حسب درخواست ملزمین محکمۂ سرکار نے بموجب دفعہ (۲۶) ضابطہ جوڈیشل کمیٹی مثل بغرض اظہار رائے بھیجدی ہے اور ہر سہ ملزمین حاضر اور وکلاء فریقین کی بحث سماعت کی گئی ۔ جہانتک ملزمین سزاء یافتہ اور موجودہ کے اشتراک عمل اور نتیجۂ عمل کا تعلق واقعات سے ہو سکتا ہے ۔ فیصلہ جوڈیشل کمیٹی محولۂ بالا مطبوعہ دکن لاء رپورٹ جلد (۳۷) ص ۲۰۳ ۔ سرکار عالی بنام بودی لبپا سے ظاہر ہو سکتا ہے موجودہ ملزمین میں سے مسمی ناگ ریڈی ابا ملزم نمبر (۷) کو عدالت سشن نے بعلت ضرر تحت دفعہ (۲۶۴) تعزیرات سرکار عالی چھ ماہ اور بعلت سرقہ زیر دفعہ (۳۱۶) تعزیرات سرکار عالی ایک سال کی سزاء صادر کی تھی کہ دونوں سزائیں ایک ساتھ جاری رہیں گی اور ملزم نمبر (۴) توڑوگی ایرپا اور ملزم نمبر (۱۰) بسونت رایا کو الزام منسوبہ سے بری کر دیا تھا ۔

ناگ ریڈی اپا
بنام
سرکار عالی

عدالت العالیہ نے بصیغۂ مرافعہ مرافعہ سرکار اور مرافعہ ملزم ان ہر سہ ملزمین کو تحت دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سرکار عالی حبس دوام اور زیر دفعہ (۱۴۴) تعزیرات سرکار عالی ایک ایک سال کی سزا؛ تجویز کی ہے۔ مگر اس کی صراحت نہیں ہے کہ سرقہ کے الزام کی نسبت عدالت العالیہ کی کیا رائے ہے جس کو نہ عدالت سشن نے بمقابلہ ناگ ریڈی اپا ملزم نمبر (۷) علاوہ ضرر کے ثابت قرار دیا ہے۔ جہانتک ناگ ریڈی اپا کے منسوبہ الزام کی بحث ہے۔ وکیل ملزمین اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ اُس کی موجودگی موقعہ واردات پر بحیثیت مجرم تھی نہ کہ بحیثیت تماشائی کے۔ اس ملزم پر شہادت سے عدالت سشن نے صرف ضرر کا الزام مشتبہ واقعات کی نامناسب تجزی کرکے ثابت قرار دیا ہے۔ اسمقدمہ میں ملزم ناگ ریڈی اپا کی جانب سے نہ کوئی بیان توجیہی دیا گیا ہے اور نہ شہادت صفائی پیش ہوئی ہے۔ اکی شرکت دیگر ملزمین کے ساتھ بحیثیت شریک جرم ہونے کو عدالت سشن تسلیم کرتے ہوئے خفیف جرم کی جانب اس لئے مائل رہی ہے کہ اُس کے افعال میں شدت نہ تھی۔ دفعہ (۷) تعزیرات سرکار عالی کے منشاء میں مشترکہ نیت سے کسی فعل مجرمانہ کا ارتکاب کرنا شرکاء جرم کے افعال انفرادی پر منحصر نہیں رکھا گیا ہے بلکہ ہر ایسے انفرادی افعال کا مرتکب نتیجہ جرم میں بھی سمجھا جائے گا کہ وہ تنہا اس کا مرتکب ہوا ہے۔ جبکہ ملزمین سزا دیافتہ کے ساتھ ناگ ریڈی اپا کی شرکت اور اُس شرکت کی غرض مشترک کی پیشرفت میں اُس کا ضرر پہنچانا ثابت ہے تو ملزم صرف اپنے پہنچائے ہوئے ضرر کی حد تک قابل سزا نہ ہوگا بلکہ وہ اپنے شرکاء کے ساتھ نتیجہ فعل کا ہر طرح ذمہ دار قرار دیا جائے گا چونکہ ملزم اغراض بلوہ سے وابستہ تھا اس لئے وہ بلوہ اور اُس کے نتیجہ کے طور پر دو اشخاص قتل ہوئے ہیں اس لئے قتل عمد کا بھی مرتکب ثابت قرار پاتا ہے اور عدالت العالیہ نے جو سزا بجرم قتل عمد و بلوہ صادر کی ہے وہ ہر طرح درست ہے۔ ملزم نمبر (۴) توڑوگی ایرپا و نمبر (۱۰) بسونت رایا کو عدالت سشن نے بری کیا ہے ان کی جانب سے وکیل ملزمین کی بحث یہ ہے کہ اُن کا موقعہ واردات پر آنا اور شرکت دیگر ملزمین جرم قتل عمد میں حصہ لینا ثابت نہیں ہے۔ ان ملزمین کیساتھ ملزمین نمبر (۶ و ۸) اور (۱۲) کو عدالت سشن نے بری کیا تھا لیکن عدالت العالیہ نے ان کو شریک جرم قرار دیکر سزائے حبس دوام کا متوجب قرار دیا اور یہی سزا د جوڈیشل کمیٹی کی رائے کے بعد بارگاہ خسروی سے بحال رہی۔ ان حالات میں موجودہ دو ملزمین کی شرکت جرم ایک حد تک بلحاظ استخراج نتیجہ عدالت سشن جوڈیشل کمیٹی کا غور کردہ واقعہ ہے۔ وکیل ملزمین کی بحث کا مدار اس پر ہے کہ ان ملزمین کی شناخت گواہان رویت کے بیان سے بہ طریق اطمینان نہیں ہوتی۔

ناگ ریڈی وغیرہ بنام سرکار عالی

شہادت رویت کو ہم نے دیکھا (۸) گواہان رویت ہیں مگر گواہ نمبر (۲) ینکما مقتول نیلکنٹھ راؤ کی بیوی ہے اور گواہ نمبر (۳) مسماۃ ہمنوا داشتہ مقتول نیلکنٹھ راؤ ہے جس کو اس موقعہ پر ضرر پہونچا ہے اور گواہ نمبر (۴) ڈوما دختر مقتول نیلکنٹھ راؤ معمرہ (۱۳) سالہ ہے اور گواہ نمبر (۵) دھرما دختر مقتول معمرہ (۷) سالہ ہے اور گواہ نمبر (۷) چنما متضررہ اور گواہ نمبر (۸) مدکپا ملازم مقتول متضرر اور گواہ نمبر (۹) امیر علی چپراسی تحصیل اور منشی وغیرہ متضرر ہیں۔ ان گواہوں کے بیانات سے عدالت العالیہ نے ان ہر دو ملزمین نمبر (۴ و ۱۰) کی موجودگی اور شرکت جرم کو ثابت قرار دیا ہے جو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے شناخت ملزمین کی حد تک شہادت استغاثہ کو پڑھا۔ ینکما زوجہ مقتول گواہ نمبر (۲) نے بسونت رایا ملزم کی صحیح طور پر شناخت کیا تھا اور توڑوگی ایریا ملزم کو بھی اور گواہ نمبر (۳) ہمنوا نے ملزمین نمبر (۴ و ۱۰) توڑوگی ایریا اور بسونت رایا کو بتاکر شناخت کیا ہے۔ البتہ بسونت رایا کو وہ بسو تپا کہتی تھی یہ کوناٹک کی بول زبان میں اہم نہیں ہے اور نہ اس سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ گواہ نمبر (۴) ڈوما نے ہر ملزم کے پاس جاکر اس کا نام صحت کے ساتھ بتایا ہے اسی طرح دھرما گواہ نمبر (۵) اور گواہ نمبر (۷) چنما نے بھی ملزمین حاضر کی ٹھیک ٹھیک طور پر شناخت کی ہے جیسا کہ عدالت سشن قلمبند کنندہ اظہار نے بیان میں بتایا ہے اور گواہان نمبر (۸) مدکپا اور نمبر (۹) امیر علی چپراسی اور نمبر (۱۰) نبی صاحب نے بھی ہر ملزم کی شناخت اُسکے نام کے اظہار کے ساتھ کی ہے۔ جملہ گواہان رویت نے ان جملہ ملزمین کا ۱۳ امر خورداد اور یکم تیر ۱۳۵۱ف کی درمیانی شب میں بوقت (۳) بجے چاندنی میں مکان مقتولین میں درآنا اور مقتولین کو بیرحمی سے قتل کرنا بیان کیا ہے۔ واقعہ کی شب ۱۸ اور ۱۹ ربیع الثانی کی درمیانی شب ہوتی ہے جس میں چاندنی کا رہنا لازمی ہے۔ مکان کے اندر قندیل روشن تھی اس کو بھی گواہوں نے بتایا ہے۔ وکیل ملزمین نے بوجہ تعلق ملزمین یہ بھی بحث کی کہ ملزمین کے انفرادی افعال سے نوعیت جرم کو ممیز کرنے کی ضرورت ہے کہ ملزمین محض شرکت یا خفیف سا ضرر پہونچانے کی وجہ سے سنگین جرم قتل عمد میں سزا نہ پا جائیں اور بعض نظائر کا حوالہ بھی دیا۔ ہم اس موقع پر ان نظائر پر کسی تفصیلی رائے کا اظہار غیر ضروری سمجھتے ہیں اس لئے کہ ان نظائر میں بلحاظ حالات موقعہ قتل و حاضرین موقعہ واردات شریک اور غیر شریک جرم کو ممیز کیا گیا ہے لیکن یہاں حالات اس استدلال کے متقضی نہیں معلوم ہوتے۔ چونکہ ملزمین حملہ آور کی معین تعداد رات کے تین بجے جبکہ کوئی متنفس بیدار نہیں رہ سکتا

ناگا۔ بڈی کا
بنام
سرکار عالی

مکان کے اندرونی حصہ میں داخل ہوکر خطرناک ضربات مقتولین کو پہنچاتی ہے اور مقتولین کے رشتہ دار اور ملازم بھی اسی پیشرفت میں زخمی ہوئے ہیں۔ ان حالات میں ہر وہ شخص، جو اس طرح مقتولین کے گھر میں شرکت نیت سے داخل ہو یہ بحث نہیں کر سکتا کہ حالات مقدمہ کے تحت وہ انفرادی شکل میں خفیف سزا کا مستوجب ہے۔ ان مسائل پر مجملاً اور واقعات پر مفصلاً فیصلہ جوڈیشل کمیٹی محولہ بالا میں اظہار رائے کیا گیا ہے وہ کافی ہے یہاں اس کا اعادہ تحصیل حاصل ہے۔

ہر سہ ملزمین حاضر کے منجملہ ایک ملزم بسونت راؤ نے ایک گواہ کو صفائی میں پیش کیا ہے جس کو عدالت سشن نے ناقابل توجہ قرار دیا ہے۔ ہماری رائے میں بھی اس سے ملزم کو کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا پس فیصلہ عدالت العالیہ قابل بحالی ہے اور ملزمین سزائے مجوزہ کے مستوجب ہیں۔ محکمہ سرکار میں ہماری اس رائے کو بھیجدیا جائے۔

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب آنریبل مولوی سید قمر حسن صاحب و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب ارکان

ہر مقدمہ
۱۰۲ تا ۱۰۴
سنہ ۱۳۵۳ ف
منفصلہ ۲۵
شہریور ۱۳۵۷ ف

نواز یار خاں وغیرہ　　مرافعان　　بنام　　سرکار عالی ذریعہ مہتمم پولیس مرافعہ علیہ

بذریعہ فرمان مبارک مرقومہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ جوڈیشل کمیٹی کی متفقہ رائے کو شرف منظوری بخشا گیا۔

دفعہ (۲۴) قانون شہادت۔ دفعہ (۳۴۸) تعزیرات آصفیہ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) جب کوئی واقعہ کسی ایک اطلاع کی بناء پر ظاہر ہو گیا ہو تو اس کے مکرر کسی دوسری اطلاع پر ظاہر ہونے کا سوال باقی نہیں رہتا۔ اس لئے دفعہ (۲۴) قانون شہادت صرف اسی ملزم سے متعلق ہو سکتی ہے جس کی اطلاع پر اولاً کوئی واقعہ ظاہر ہوا ہو۔ مثل سے اگر یہ معلوم ہوتا ہو کہ واقعہ کا اظہار دو ملزمین کی دو علحدہ علحدہ اطلاعوں کی بناء پر ہوا ہے اور اگر یہ پتہ نہ چلتا ہو کہ پہلی اطلاع کس نے دی ہے تو دونوں کے ان بیانات کی نسبت جو کہ کوتوالی میں کئے گئے ہوں دفعہ مذکور متعلق نہیں کی جا سکتی۔ (مقدمہ ہذا میں اگر پنچنامہ میں اس کی صراحت ہوتی کہ پہلی اطلاع کس ملزم نے دی تھی یا پنچ کے بیان سے اس کی صراحت کر دیا تی تو ممکن تھا ہم

مرافعہ بناراضی تجویز جلسہ منعقدہ عدالت العالیہ مورخہ ۵ شہریور ۱۳۵۳ ف۔

نواز یار خاں بنام سرکار عالی

اُس ملزم کے مقابلہ میں اُس کے اس بیان کو باوجود اقبال ہونے کے استعمال کیا جاسکتا لیکن ایسی وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے دونوں ملزمین کے مقابلہ میں اُن کے اقبال کو نظر انداز کر دیا گیا)۔

(۲) قانوناً ہر دروغ بیانی کو دغا قرار نہیں دیا جاسکتا بجز اس کے کہ یہ ثابت ہو کہ اُس غلط بیانی کے ذریعہ کسی شخص کو ایسا عمل کرنے کی ترغیب دی گئی جس کا ذکر مجموعہ تعزیرات سرکار عالی کی دفعہ (۳۴۸) میں کیا گیا ہے۔ (مثلاً صرف یہ کہہ دینا کہ ملزم کسی خاص شخص کا داماد ہے کافی نہیں۔ ہے اس کے ساتھ اس امر کی شہادت بھی ہونی چاہئے کہ مستغیث نے اس کو باور کیا اور باور کر کے معاملت کی۔)

منجانب مرافعان مولوی سید باقر حسین صاحب ایڈوکیٹ و مولوی غلام احمد خاں صاحب و مولوی سید سعید حسن صاحب رضوی وکلاء
منجانب مرافعہ علیہ مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹ سرکار۔

فیصلہ:۔ دو ملزمین نواز یار خاں و سرفراز حسین کو نظامت سوم عدالت فوجداری بلدہ سے بجرم دغا سزا دی گئی تھی جو نظامت اول فوجداری بلدہ اور نیز عدالت العالیہ سے بھی بصیغۂ مرافعہ بحال رہی اس لئے اس تجویز کی ناراضی سے اب جوڈیشل کمیٹی میں مرافعہ کیا گیا ہے جو اجازت خاص محکومہ دفعہ (۱۵) ضابطہ جوڈیشل کمیٹی کے حاصل ہونے کی وجہ سے نمبر ہو گیا ہے اور ہم نے فریقین کے تفصیلی مباحث سماعت کرلئے ہیں۔ ان دونوں مرافعین کے علاوہ ایک تیسرے شخص الطاف الرحمٰن کا بھی چالان پیش ہوا تھا لیکن وہ چونکہ عدالت ابتدائی کی تحقیقات کے دوران میں ہی فوت ہو گیا اس لئے اُس کے خلاف کسی تجویز کی نوبت نہیں آتی۔ چالان میں ایک چوتھے ملزم معین یار خاں کو بھی شریک جرم بتایا گیا تھا لیکن اُس کے متعلق یہ لکھدیا گیا کہ چونکہ اُس کی حد تک ملزمین کے بیانات کے علاوہ کوئی دوسری شہادت بہم دست نہ ہو سکی اس لئے اُس کو گرفتار نہیں کیا گیا۔

چالان میں واقعات یہ بیان کئے گئے کہ ملزمین ایک ایسے دغا پیشہ گیانگ کے افراد ہیں جس کا طریقہ ارتکاب جرم یہ تھا کہ اُس کے بعض اشخاص اصلی طلائی اور جرمع زیورات کو بذریعہ گھوت رہن کرنے کے بہانہ سے ساہوکاروں کے پاس لیجا کر بغرض رہن پیش کرتے تھے اور کسی ڈبہ میں ساہوکار کے سامنے رکھکر اُس کو سر بمہر کر دیتے تھے لیکن مواہیر ثبت کرتے وقت یا ساہوکار کو سپرد کرنے سے پہلے

نواز یار خاں بنام سرکار عالی

اُس کی نظر بچا کر اُس ڈبہ کو کسی ایسے ڈبہ سے بدل دیتے تھے جو اُس ڈبہ کے مشابہ ملزمین کے پاس پہلے سے موجود ہوتا تھا اور جس میں شیشہ وغیرہ کے ٹکڑے بند کئے ہوئے ہوتے تھے اور جو اسی طرح پہلے سے سربمہر کیا ہوا ہوتا تھا۔ استغاثہ کا ادعا یہ ہے کہ ملزمین نے مستغیث مقدمۂ ہذا مہیش گیر کو جو ایک متمول ساہوکار ہے۔ اسی طرح بتاریخ ۵ ؍ امرداد ۱۳۴۹ف دن کے تقریباً (۴) یا (۵) بجے دھوکہ دیا اور اُس سے مبلغ نو ہزار روپیہ قرض حاصل کرکے ایک سربمہر ڈبہ بطور گٹھوت اُس کے حوالہ کیا جس میں بجائے اُن زیورات کے جو اُس کو دکھائے گئے تھے اسی ترکیب سے سیس کے ٹکڑے رکھدئے گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی دوسری گٹھوت کے سلسلہ میں سرفراز حسین ملزم اور الطاف الرحمٰن متوفی گرفتار ہوئے اور تفتیش کے دوران میں اُنہوں نے اس جرم کا بھی اقبال کیا اور مستغیث مقدمۂ ہذا کی نشاندہی کرکے اُس کے پاس سے یہ ڈبہ برآمد کرادیا جس کو کھولا گیا تو اُس میں سے زیورات کے بجائے (۶) عدد سیس کی کٹی ہوئی سلاخیں روئی میں رکھی ہوئی نکلیں۔

چونکہ تینوں عدالتیں اسپر متفق ہیں کہ گواہان استغاثہ بھروسہ کے قابل ہیں اس لئے اب جوڈیشیل کمیٹی میں ان شہود کے اعتبار کے متعلق غور کرنے کا کوئی محل باقی نہیں رہا لیکن ملزمین کی جانب سے یہ بحث کی گئی کہ اگر استغاثہ کی پوری شہادت کو باور بھی کرلیا جائے تب بھی ملزمین کے حق میں سزا تجویز نہیں ہوسکتی اور ہم نے اس بحث پر پوری طرح غور کیا۔ گواہان استغاثہ پر اگر اعتبار کیا جائے تو مندرجۂ ذیل امور ثابت قرار پاتے ہیں۔

(۱) ملزمین و مستغیث میں کچھ زیورات کے گرو کرنے کا معاملہ ہوا اور یہ قرار پایا کہ اگر سرفراز حسین ملزم اُن زیورات کو جو مستغیث کو دکھائے گئے تھے بذریعہ گٹھوت مستغیث کے پاس رکھدے اور اُس کے حق میں ایک دستاویز بھی تحریر کردے تو اُس کو نو ہزار روپیہ قرض دئے جائیں گے۔

(۲) ملزمین نے مستغیث کے مکان پر ہی وہ زیورات ایک ڈبہ کے اندر رکھے اور اُس کے اوپر ایک کپڑا باندھکر اُسے سربمہر کردیا۔

(۳) سرفراز حسین ملزم نے مستغیث کے حق میں دستاویز بھی تحریر کردی اور ایک سربمہر ڈبہ اُس کے حوالہ کرکے مبلغ نو ہزار روپیہ اُس سے حاصل کرلئے۔

(۴) ملزمین کی نشاندہی سے ایک سربمہر ڈبہ مستغیث کے مکان سے برآمد کیا گیا اور اُس کو کھولا گیا تو

دازیار خان بنام سرکار عالی

اُسکے اندر بجائے زیورات کے ٹین کی (۲) سلاخیں نکلیں۔

استغاثہ کی بحث یہ ہے کہ اُن امور کو ثابت قرار دینے کے بعد بجز اس کے کوئی دوسرا نتیجہ اخذ ہی نہیں کیا جاسکتا کہ ملزمین نے یا تو لاکھ کی مہریں لگاتے وقت یا ڈبہ کو مستغیث کے حوالہ کرتے وقت اُس ڈبہ کو جس میں زیورات رکھے گئے تھے بدل لیا اور ایک ایسا ڈبہ مستغیث کے حوالہ کر دیا جس میں ٹین کے ٹکڑے بند تھے۔ چونکہ ڈبہ بدلے جانے کی کوئی عینی شہادت دستیاب نہیں ہوسکی اس لئے ظاہر ہے کہ ملزمین کے حق میں اُس وقت تک سزا تجویز نہیں ہوسکتی جبتک امور مشتبہ کا واحد نتیجہ وہی نہ ہو جو استغاثہ کی جانب سے بنایا جاتا ہے اور جبتک ملزمین کے علاوہ تمام دیگر معلوم یا نامعلوم اشخاص کی چالاکیوں کے تمام قیاسات بالکلیہ مرتفع نہ ہوجائیں۔

لائق وکیل سرکار کو کافی بحث کرنے کے بعد یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس بارہ میں کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ جس وقت کوتوالی کے مواجہ میں اس سربمہر ڈبہ کو کھولا گیا اور پنچنامہ مرتب کیا گیا اُس وقت اس کی حالت بجنسہ ویسی ہی تھی جیسی کہ اس وقت تھی جبکہ مستغیث کو یہ گٹھوت حوالہ کی گئی تھی۔ کسی گواہ نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ اس ڈبہ کے کھولے جاتے وقت اُس کی لاکھ کی مہریں بالکل محفوظ تھیں اور اُن میں سے کوئی ٹوٹی ہوئی نہیں تھی۔ بہت زور اس پر دیا گیا کہ بوقت پنچنامہ ملزمین نے اس طرح اس ڈبہ کو دیکھ لیا تھا اور اُنہوں نے یہ کہدیا تھا کہ سب مہریں ٹھیک ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ ملزمین کا اُس وقت کا یہ بیان بلحاظ دفعہ (۱۹) قانون شہادت اقبال کی تعریف میں داخل ہوجاتا ہے کیونکہ اُس سے بمقابلہ ملزمین استدلال نہ صرف کیا جاسکتا ہے بلکہ بطور واقعہ کے ایسا کیا جارہا ہے اور چونکہ یہ بیان بمواجہ عہدہ داران کوتوالی ہوا تھا اس لئے دفعہ (۲۳) قانون شہادت کے صریح حکم کے لحاظ سے وہ ناقابل ادخال شہادت ہے۔ اس بارہ میں کہ کھولے جانے کے وقت یہ ڈبہ محفوظ حالت میں تھا مستقل شہادت پیش ہونی ضروری تھی اور کسی ملزم کے ایسے بیان پر جو بمواجہ کوتوالی ہوا ہو استناد نہیں کیا جاسکتا۔ اس پنچنامہ کی ترتیب کے وقت خود مستغیث موجود تھا اور دوسرے بھی ایسے اشخاص موجود ہوں گے جنہوں نے اس ڈبہ کو حوالگی کے وقت دیکھا تھا وہ شخص بھی غالباً موجود ہوگا یا بلایا جاسکتا تھا جس کی تحویل میں یہ ڈبہ حوالگی کے وقت سے اب تک رہا تھا اُن اشخاص کو یہ ڈبہ پنچنامہ کے وقت دکھایا جاسکتا تھا اور اُس کی تصدیق کرائی جاسکتی تھی کہ کھولے جانے کے وقت ڈبہ اُسی حالت میں تھا جس میں کہ وہ مستغیث کے حوالہ کیا گیا تھا لیکن ایسا اطمینان حاصل ہونے کے لئے

نواز یار خاں بنام سرکار عالی

کوئی شہادت پیش نہیں کی گئی۔ اس ڈبہ کے کھولے جاتے وقت جو پنچنامہ مرتب ہوا اُس کا پنچ بابیا گواہ نمبر ۱۳ ہے اُس کا بیان یہ ہے کہ پنچنامہ کے وقت ڈبہ اس طرح کھولا گیا کہ اُس کی تمام مہریں محفوظ رہیں اور صورت حال یہ تھی کہ اگر اُس کپڑے کو اُسی حالت میں پھر ڈبہ پر چڑھا دیا جاتا تو پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ اس ڈبہ کو کھولا گیا ہے۔ اس جزو بیان سے مقدمہ کی کیفیت یہ ہوگی کہ اول تو اس کی کوئی شہادت ہی نہیں ہے کہ اس ڈبہ کی برآمدگی کے وقت اُس کی مواہیر محفوظ تھیں لیکن اگر ایسی شہادت ہوتی بھی تو اس صورت حال کے مدنظر اس پر اطمینان نہیں ہو سکتا تھا کہ ڈبہ کی حوالگی کے بعد سے ترتیب پنچنامہ کے وقت تک اس ڈبہ میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں ہوئی ہے۔ اس قیاس کا امکان ہر حال میں باقی رہتا ہے کہ خواہ مستغیث کے علم میں اور اُس کی مرضی سے یا بغیر اُس کے علم کے بھی کسی شخص نے اُس ڈبہ کو کھولکر اُس میں سے زیورات نکال لئے ہوں اور اُن کے بجائے سیس کے ٹکڑے رکھدئے ہوں اور اگر اس قیاس کا امکان تسلیم کر لیا جائے تو خواہ مخواہ یہ قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس ڈبہ کی حوالگی کے وقت ہی اُس میں سیس کی سلاخیں تھیں اور بجز ملزمین کے اُس کی ذمہ داری کسی اور شخص پر نہیں ہے۔

بوقت پنچنامہ جس ڈبہ کو کھولا گیا اُس پر قمر النساء بیگم کے نام کی مہریں تھیں اور اُس کی کوئی شہادت مثل میں نہیں ہے کہ گٹھوت کے وقت جو مہریں لگائی گئی تھیں وہ بھی قمر النساء بیگم کے نام کی تھیں۔ گٹھوت کی معاملت کرنے والوں میں سے کوئی عورت نہیں ہے اور معمولی قیاس یہ ہے کہ معاملت کے وقت اگر کسی غیر شخص کے نام کی مہریں لگائی جائیں تو غالباً ساہوکار کو شبہ پیدا ہوتا اور وہ دریافت کرتا کہ گرو کنندہ کے نام کی مہریں نہ لگائی جانے کی کیا وجہ ہے۔ لیکن اگر اس قیاس سے کام نہ بھی لیا جائے تب بھی اس شہادت کے پیش نہ ہونے کا کہ معاملت کے وقت کس کے نام کی مہریں لگائی گئی تھیں نتیجہ یہ ہے کہ اس کی بھی کوئی معقول شہادت مثل میں نہیں آسکی کہ بوقت پنچنامہ جو ڈبہ کھولا گیا وہ وہی تھا جو ملزمین نے بوقت گٹھوت مستغیث کے حوالہ کیا تھا۔ ان حالات میں ظاہر ہے کہ ملزمین پر ذمہ داری عائد کرنے میں بہت دشواری ہوگی۔ کیونکہ اس قیاس کا امکان باقی رہے گا کہ خود مستغیث کے مکان میں ہی کسی نے اُس پورے ڈبہ کو جس میں زیورات تھے اور جس کو ملزمین نے رکھوایا تھا غائب کر کے اُس کی جگہ کوئی دوسرا ڈبہ رکھدیا جس پر قمر النساء بیگم کے نام کی مہریں لگی ہوئی تھیں۔

بجانب سرکار یہ بحث کی گئی کہ چونکہ ملزمین نے خود ہی یہ بیان کر کے کہ اس ڈبہ میں سیس کی سلاخیں ہیں

نواز یار خاں
بنام
سرکار عالی

مستغیث کے مکان سے اس ڈبہ کو برآمد کرادیا اور اُن کے بیان کے بموجب اُس میں سیس کی سلاخیں ہی نکلیں۔ حالانکہ بجز ملزمین کے کسی کو اس واقعہ کا علم پہلے نہ تھا اس لئے ملزمین کی نشاندہی کا اثر لیا جانا چاہئیے۔ ظاہر ہے کہ اسبارہ میں ملزمین سے جو بیان منسوب کیا جاتا ہے وہ بیّن طور پر اقبال جرم ہی اور چونکہ یہ بیان بمواجہ کوتوالی ہوا ہے اس لئے معمولاً وہ دفعہ (۲۳) قانون شہادت کے لحاظ سے قابل ادخال شہادت نہیں ہوسکتا۔ بجز اس کے کہ دفعہ (۲۴) کو متعلق کیا جاسکے جس میں حکم مندرجہ دفعہ (۲۳) کی مستثنےٰ صورت بیان کی گئی ہے۔ دفعہ (۲۴) کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"جب کسی واقعہ کی نسبت یہ بیان کیا جائے کہ وہ اس اطلاع کی بنا، پر ظاہر ہوا جو ملزم نے دی تھی تو ملزم کے بیان کا اس قدر جزو (خواہ وہ اقبال ہو یا نہ ہو) جس سے اس واقعہ کا اظہار ہوا ہو باوجود احکام دفعات (۲۱ و ۲۳) ثابت کیا جاسکیگا۔"

وکیل سرکار کی بحث یہ ہے کہ یہ واقعہ کہ اس ڈبہ میں سیس کے ٹکڑے ہیں اُس اطلاع کی بناء پر ہی معلوم ہوا جو ملزمین نے دی تھی اُس لئے اس کے اقبال ہونے کے باوجود اس کو ثابت کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے اُس پنچنامہ کو دیکھا جو اس امر کے متعلق مرتب ہوا ہے اُس میں ملزمین کا وہ بیان جس کی بناء پر یہ واقعہ ظاہر ہونا بیان کیا جاتا ہے کہ دو اشخاص سرفراز حسین ملزم مرافع اور الطاف الرحمٰن متوفی سے منسوب کیا گیا ہے اور لکھا گیا ہے کہ ان دونوں اشخاص نے "فرداً فرداً یکے بعد دیگرے" یہ واقعہ بیان کیا۔ اس پنچنامہ میں اس کی صراحت نہیں ہے کہ پہلے سرفراز حسین ایسا بیان کیا تھا یا الطاف الرحمٰن نے۔ اور ظاہر ہے کہ پہلے شخص کے بیان سے اس واقعہ کے ظاہر ہو جانیکے بعد یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس واقعہ کا اظہار دوسرے شخص کی دی ہوئی اطلاع کی بناء پر ہوا۔ جب کوئی واقعہ کسی ایک اطلاع کی بناء پر ظاہر ہوگیا تو اُس کے مکرر کسی دوسری اطلاع پر ظاہر ہونے کا فعل باقی نہیں رہتا۔ اس لئے دفعہ (۲۴) صرف اُس ملزم سے متعلق ہوسکتی ہے جس کی اطلاع پر اولاً کوئی واقعہ ظاہر ہوا۔ اگر پنچنامہ میں اس کی صراحت ہوتی کہ پہلی اطلاع کس ملزم نے دی تھی یا پنچ کے بیان سے اس کی صراحت کرادی جاتی تو ممکن تھا کہ اُس ملزم کے مقابلہ میں اُس کے اس بیان کو باوجود اقبال ہونے کے استعمال کیا جاسکتا۔ لیکن ایسی وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے ہم دونوں ملزمین کے مقابلہ میں اس اقبال بیان کو نظرانداز کرنے پر مجبور ہیں۔

منجانب سرکار یہ بحث بھی کی گئی کہ گٹھوت کے معاملت کے وقت یہ غلط بیانی بھی کی گئی کہ

نواز یار خاں بنام سرکار عالی

سرفراز حسین جاگیر دار ہے اور نواب مہدی یار جنگ بہادر کا داماد ہے اس لئے بھی دغا کا الزام ملزمین پر عائد ہو سکتا ہے۔ اول تو مثل سے اس کا اطمینان ہونا ہی مشکل ہے کہ بوقت معاملت کس ملزم نے ایسا بیان کیا تھا نہ اس کی کوئی بہت واضح شہادت ہے کہ یہ بیان بالکلیہ غلط ہے۔ لیکن اگر یہ امور ثابت بھی ہوئے تو مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے اُنکی بناء پر دغا کے جرم کو عائد نہیں کیا جا سکتا۔ قانوناً ہر دروغ بیانی کو دغا قرار نہیں دیا جا سکتا بجز اس کے کہ یہ ثابت ہو کہ اُس غلط بیانی کے ذریعہ کسی شخص کو ایسا عمل کرنے کی ترغیب دی گئی جس کا ذکر مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی کی دفعہ (۳۴۸) میں کیا گیا ہے۔ مثل میں اس کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ اگر مستغیث کو یہ دھوکہ نہ دیا جاتا کہ سرفراز حسین ملزم جاگیر دار اور نواب مہدی یار جنگ بہادر کا داماد ہے تو وہ اس معاملت کو نہ کرتا۔ خود مستغیث نے بھی ایسا بیان نہیں کیا ہے اور جملہ حالات کے لحاظ سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اگر زیورات کا اطمینان نہ ہوتا تو مستغیث ملزمین میں سے کسی کے کسی بڑے سے بڑے آدمی کے عزیز ہونے کا بھی اثر نہ لیتا اور اس معاملت کے کرنے پر آمادہ نہ ہوتا۔ قرضہ دراصل زیورات کی طمانیت پر دیا گیا تھا اور جبتک باطمینان تمام یہ ثابت نہ ہو کہ اس ڈبہ میں بجائے زیورات کے سیس کی سلاخوں کے رکھے جانے کی ذمہ داری بالکلیہ ملزمین پر ہی عائد ہوتی ہے اور کسی دوسرے شخص کے متعلق قیاسات کے تمام دروازے بند ہیں اُس وقت تک ملزمین کے حق میں سزا تجویز نہیں ہو سکتی۔

چونکہ ہماری رائے یہ ہے کہ جملہ شہود استغاثہ کے بیانات کو باور کرنے کے باوجود بھی یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ بجز ملزمین کے اس معاملہ میں کسی دوسرے کی چالاکی ہو ہی نہیں سکتی اور اگر مستغیث کو فی الواقع کوئی نقصان پہونچا ہے تو اُس کی ذمہ داری بجز ملزمین کے کسی پر عائد نہیں ہو سکتی اس لئے ہم اس مرافعہ کو قابل منظوری قرار دینے پر مجبور ہیں۔ فوجداری مقدمات میں اُس وقت تک سزا تجویز نہیں ہو سکتی جبتک کہ ملزم کی مجرمیت پر پوری طرح اطمینان نہ ہو جائے اور چونکہ اس مقدمہ میں ایسے اطمینان ہونے کی ہمیں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس لئے ہم ملزمین کی برأت کی رائے عرض کرنے پر مجبور ہیں اس لئے بصد ادب یہ رائے بارگاہ حضرت جہاں پناہی مدظلہ العالی میں عرض کرنے کی عزت حاصل کی جاتی ہے کہ یہ مرافعے لائق منظوری ہیں اور دونوں ملزمین نواز یار خاں و سرفراز حسین لائق برأت ہیں۔

نمبر مقدمہ ۱۶ ۱۳۵۶ف
منفصلہ ۳ اسفندار ۱۳۵۸ف

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

باجلاس آنریبل مولوی ابوالحسن سید علی صاحب پریزیڈنٹ و آنریبل پنڈت وی سوریہ نارائن راؤ صاحب و آنریبل مولوی سید محمد عبداللہ صاحب ارکان

نارائن راؤ وغیرہ — مرافعان — بنام — سرکار عالی — مرافعہ علیہ

ذریعہ فرمان مبارک مرقومہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۶۸ھ جوڈیشل کمیٹی کی متفقہ رائے کو شرف منظوری بخشا گیا۔

دفعہ (۲۹۲ و ۲۹۳) ضابطۂ فوجداری - دفعہ (۱۶۸) ضمن (۲) ضابطۂ فوجداری - اقبال کو ذریعہ درخواست پیش کیا جانا - اقبال و بیان اقبالی میں فرق - اقبال سزا کے لئے کافی ہے مگر بیان اقبالی نہیں - اقبال رجوع شدہ وغیر رجوع شدہ میں کوئی فرق نہیں ہے - دفعہ (۷۸) تعزیرات کے اقدام اعانت میں کسی فعل کی ضرورت نہ ہونا - دفعہ (۷۸) تعزیرات کے الزام و اقدام کی ایک ہی سزا ہے - دفعہ (۷۸) تعزیرات سرکار عالی میں لفظ جنگ کے معنی - دفعہ (۷۸) تعزیرات کے تحت ایک شخص بھی جنگ کر سکتا ہے دفعہ (۳۰) تعزیرات سرکار عالی کا منشاء - علی سبیل البدل سزاؤں کا نہ دیا جانا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) اگر ملزم کے اُس بیان کو جو کہ تحت دفعہ (۲۹۲) ضابطۂ فوجداری قلمبند کیا گیا ہے پولیس نے اپنی درخواست کے ساتھ عدالت سشن میں پیش کر دیا ہو تو اس سے ایسی خلاف ورزی ضابطہ واقع نہیں ہوتی کہ اُس کی وجہ سے بیان کی تاثیر میں فرق آجائے اس لئے کہ اس سے ملزم کے حق میں کوئی مضرت یا ناانصافی نہیں ہوتی - قانوناً ایسے بیان کو تحت دفعہ (۱۶۸) ضمن (۲) ضابطۂ فوجداری راست اُس ناظم فوجداری کے پاس بھیجدیا جانا چاہیے جس کے روبرو مقدمہ کی تحقیقات ہونے والی ہو۔

(۲) ایسا اقبال جرم جو تحت دفعہ (۲۹۳) ضابطۂ فوجداری کیا گیا ہو ایسی شہادت ہے جس کی بناء پر ملزم کے خلاف حکم سزا صادر کیا جا سکتا ہے - یہاں پر دفعہ (۱۶۸) ضابطۂ فوجداری کے الفاظ "بیان و اقبال کو قلمبند کریں" کے الفاظ کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور سمجھ لینا چاہیے کہ ملزم کے اقبال اور بیان میں بہت بڑا فرق ہے - ملزم کا اقبال جرم وہ ہے جو دفعہ (۲۹۳) ضابطۂ فوجداری کے

مرافعہ بناراضی تجویز جلسہ متفقہ عدالت العالیہ مورخہ ۲۷ اردی بہشت ۱۳۵۷ف۔

نارائن راؤ
بنام
سرکار عالی

احکام کی پابندی کے ساتھ قلمبند کیا جائے اور بیان جو اقبالی ہو وہ ہے جو بطریق شہادت معمولی قلمبند کیا گیا ہو۔ اقبال ملزم صدور حکم سزاء کے لئے کافی ہو سکتا ہے مگر بیان اقبالی صدور سزاء کے لئے کافی نہیں ہے۔

(۳) قانون شہادت میں اقبال کی جو تعریف کی گئی ہے اُس میں اقبال جس سے رجوع کیا گیا ہو اور جس سے رجوع نہیں کیا گیا ہو کوئی امتیاز نہیں بتایا گیا ہے ہر دو یکساں طور پر قابل ادخال شہادت ہیں۔ ایسا کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ رجوع شدہ اقبال پر تائیدی شہادت کے بغیر عمل نہیں کیا جاسکتا اور رجوع کرنے میں جن جن وجوہات کو بیان کیا گیا ہو اگر اُن کی نسبت عدالت کو بلا شبہ یہ احساس ہو کہ وہ غلط ہیں تو عدالت ایسے رجوع شدہ اقبالات جرم پر حکم سزاء صادر کرسکتی ہے۔

(۴) دفعہ (۸۷) تعزیرات سرکار عالی کی دو خصوصیات ہیں ایک یہ کہ دوسرے جرائم کے اقدام یا اعانت کے برخلاف جو عام طور پر صرف ایسی صورت میں قابل سزاء ہیں جبکہ جرم کے ارتکاب کی پیشرفت میں کوئی فعل کیا گیا ہو لیکن اس جرم میں اقدام یا اعانت کی پیشرفت میں کسی فعل کے ارتکاب کی ضرورت نہیں ہے۔ بغیر کسی ایسے فعل کے بھی ملزم قابل سزاء قرار دیا گیا ہے۔ ایک اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ جہاں اور جرائم میں ارتکاب جرم یا اقدام و اعانت کے لئے کمتر سزاء مقرر کی گئی ہے اس جرم کے لئے ایک ہی سزاء مقرر ہے۔

(۵) لفظ "جنگ" سے عام طور پر یہی تصور لیا جاتا ہے کہ جنگ دو مملکتوں یا دو بادشاہوں میں لڑی جاتی ہے مگر یہی لفظ جبکہ قوانین داخلی (MUNICIPAL LAW) میں استعمال ہوتا ہے تو بجز اس کے کہ سیاق یا سباق عبارت سے وہ جنگ بین الاقوامی کو ظاہر کرے۔ ہمیشہ ایک ہی ملک کے باشندوں یا ایک ملک کے "بادشاہ" اور ایک یا چند باشندوں کے ایسے اختلافات پر دلالت کرسکے گا جس میں جبر استعمال کیا گیا ہو۔ مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی قوانین داخلی میں سے ایک ہے اس لئے اس کی دفعہ (۸۷) میں جو "جنگ" کی اصطلاح آئی ہے اُس میں خود اعلیحضرت کی رعایا یا اُن کے ملک کے باشندگان کا

نارائن راؤ
بنام
سرکار عالی

اعلیحضرت کے مقابلہ میں جنگ کرنا بھی داخل ہو جاتا ہے اسی لئے، دفعہ میں "کوئی شخص" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

(۶) واضعان مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی نے اعلیحضرت کے مقابلہ میں جنگ کرنے کے الفاظ کو اس جامع طریقہ سے استعمال کیا ہے کہ اس میں نہ صرف دو اشخاص کی لڑائی یا دو حکومتوں یا بادشاہوں کی لڑائی شامل ہے بلکہ سیول وار (Civil War) بھی داخل ہے۔ لفظ "جنگ" کی اس توضیح تشریح کے بعد وہ حالات و کیفیات خود بخود واضح ہو جاتے ہیں جن میں ایک شخص کی جانب سے بھی جنگ کرنا ممکن ہو جاتا ہے مثلاً اگر کسی شخص نے اپنے سیاسی اغراض کے حصول میں فرمانروائے دولت کے جسم و جان کو خطرہ میں ڈالنے یا اُنہیں تخویف دینے کی کوشش کی ہو تو یہی کہا جائے گا کہ اُس نے اعلیحضرت کے خلاف جنگ کی۔

(۷) دفعہ (۳۰) تعزیرات میں تین اشکال کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی شکل میں قطعی امتناع اس امر کی کر دی گئی ہے کہ مرکب افعال کی صورت میں ایک سے زیادہ حکم سزا صادر کئے جائیں بجز اس کے کہ اس کے خلاف کوئی صریح حکم ہو۔ بظاہر اس کا منشاء یہی معلوم ہوتا ہے کہ ملزم کے مرکب افعال جو ایک ہی قانون کے تحت علٰحدہ علٰحدہ جرم بنتے ہوں اُس میں داخل نہیں۔ اس لئے کہ اس دفعہ کے دوسرے جز میں ایک سے زیادہ قوانین کے تحت آنے والے افعال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح تیسری شکل میں بھی تصور یہی معلوم ہوتا ہے کہ چند افعال ایک ہی قانون کے تحت جرم ہوں۔ لیکن شکل اول اور شکل سوم میں فرق یہ ہے کہ شکل اول میں چند اجزاء کے منجملہ کوئی جرم بہ نفسہٖ جرم ہو اور ہر جرم علٰحدہ علٰحدہ بھی جرم ہو تو ایک سے زیادہ جرم میں سزا نہ دیجائے گی اور شکل سوم میں ہر فعل جرم ہو اور ایک سے زیادہ افعال ملکر کوئی جرم بنے یا سب ملکر کوئی جرم بنجائیں تو مجرم کو اُس سزا سے زیادہ سزا نہ دیجا سکے گی جو اُن جرائم میں سے کسی ایک کے لئے زیادہ سے زیادہ دیجا سکے گی۔

(۸) عدالتہائے تحت نے موت اور حبس دوام کی سزاء کو بحق ملزم علی سبیل البدل صادر کیا ہے

نارائن راؤ بنام سرکار عالی

اور یہ طلاحیا ہے کہ اگر سزائے موت کسی وجہ سے نافذ نہ ہوسکے تو سزائے حبس دوام دیا جائے - اس طرح علی سبیل البدل سزاؤں کے صادر کئے جانے کے لئے کسی قانون میں کوئی حکم موجود نہیں ہے -

منجانب مرافعان پنڈت بی - این چوبے ایڈوکیٹ -

منجانب مرافعہ علیہ مولوی حکیم سید علی صاحب و مولوی ظہیر الدین صاحب انصاری ایڈوکیٹس و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹ سرکار

فیصلہ :- ۴ بہمن ۱۳۵۶ف کو تقریباً ساڑھے چار بجے جب سواری شاہانہ حسب عادت مستمرہ بجانب اندرون بلدہ روانہ ہورہی تھی تو کنگ کوٹھی مبارک سے چند سو قدم کے فاصلہ پر کوچہ آل سینٹس اسکول کے محاذی موکب ہمایونی پر بم پھینکا گیا جو اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی کی موٹر مبارک کے دروازہ سے لگ کر نیچے گرا اور بڑی زور کی آواز کے ساتھ پھٹا -

اس بم کے پھینکے جانے اور پھٹنے کے درمیانی وقفہ میں سواری شاہانہ کی موٹر (۳۰ - ۳۵) قدم آگے بڑھ چکی تھی جس شخص نے یہ بم پھینکا تھا وہ بم پھینکتے ہی کنگ کوٹھی مبارک ہی کی طرف دوڑا - پولیس کا وہ جوان جو کوچہ آل سینٹس اسکول پر راہ ۔۔ ول کو روکے ہوئے تھا اور بعض دوسرے اشخاص جو موقع پر موجود تھے جنہوں نے ملزم نارائن راؤ کو بم پھینکتے ہوئے دیکھا تھا اس کو فوراً گرفتار کر لیا - قریب تھا کہ گرفتار کنندگان اُس وفور محبت کی وجہ سے جو حضرت سبحانی کی ذات کے ساتھ رعایا کو ہے ملزم کا اسی وقت خاتمہ کردیتے لیکن اعلیحضرت بندگانعالی نے بم کے دھماکہ کی آواز سمع ہمایونی تک پہونچتے ہی سواری کو واپس ہونے کا حکم دیا اور اس مقام پر پہونچکر جہاں ملزم کو لوگوں نے پکڑ لیا تھا ارشاد فرمایا کہ ملزم کے ساتھ کسی قسم کی سختی نہ کی جائے بلکہ اس کو پولیس کے ٹھانہ پر پہونچا دیا جائے - چنانچہ ملزم کا اس طرح موقعہ واردات پر خود گواہان رویت کے ہاتھوں سے گرفتار ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدوران تفتیش ایک بڑی اور گہری سازش کا انکشاف پولیس پر ہوا جس کے تفصیلی واقعات شہادت سے ظاہر و ثابت ہوئے - جوڈیشل کمیٹی کے اجلاس پر ہم مقدمہ کے مفصل واقعات سے اس لئے بحث کرنا نہیں چاہتے کہ ہر دو عدالتہائے تحت نے واقعات پر بسیط بحث کی ہے اور ان کو ثابت قرار دیا ہے نیز وکیل ملزمین نے بھی ہمارے آگے صرف امور قانونی پر ہی بحث کی جانے کا تصفیہ ہمیں کرنا ہے - البتہ بلحاظ ثابت اور امور قانونی کے تصفیہ کے لئے جن واقعات کے اظہار کی ضرورت ہوگی وہ مجملاً بیان کردئے جائیں گے -

نارائن راؤ بنام سرکار عالی

پولیس نے تفتیش کے بعد ۳۱ ر بہمن ۱۳۵۷ء ف کو (۱۳) ملزمین کے خلاف عدالت فوجداری بلدہ کے اجلاس اول پر دفعات (۴۰۲-۲۴۴-۷۸) تعزیرات سرکار عالی و دفعہ (۵۳) قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی و دفعات (۳ تا ۶) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کے تحت چالان پیش کیا۔ ان (۱۳) ملزمین کے منجملہ (۱۰) ملزمین مفرور رہے۔ ملزم نمبر (۲) مسمی گنڈ پا ۷ بہمن ۱۳۵۷ء ف کو بمقام پالماکول اپنے مکان میں گرفتار ہوا اور ملزم وٹھل راؤ بمقام کنھیا پاٹھ شالہ گولی گوڑہ گرفتار کیا گیا جس کو پولیس نے عدالت سے معافی دلاکر اپنا گواہ بنا لیا۔ اس گواہ کا نمبر سلسلہ شہود تائید الزام میں (۳۲) ہے۔ اس طرح یہ تحقیقات بمقابلہ ملزمین نمبر (۱ و ۲) مسمیان نارائن راؤ و گنڈ پا ہوئی۔

تقدیم چالان سے قبل ملزمین نمبر (۱ و ۲) کے بیانات اقبالی مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو ہوئے۔ ملزم نمبر (۱) کا بیان ۱۹ ر بہمن ۱۳۵۷ء ف کو اور ملزم نمبر (۲) کا بیان ۲۲ ر بہمن ۱۳۵۷ء ف کو مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے قلمبند کیا ہے یہ بیانات کافی تفصیلی ہیں اور ان سے وجہ تحریک جرم ملزمین کی بیجا جرأت اور نیت مجرمانہ کا پتہ چلتا ہے۔ ان بیانات کی قلمبندی کی حد تک ملزمین نے سچائی اور صداقت سے بھی کام لیا ہے ہر دو ملزمین نے جس طرح چالان سے قبل اپنے بیانات محولۂ بالا میں اقبال کیا تھا اُسی طرح تقدیم چالان کے بعد بھی مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو ۴ ر اسفندار ۱۳۵۷ء ف کے بیانات میں بھی اقبال جرم کیا ہے۔ ملزم نمبر (۱) کے اقبالات بعد تقدیم چالان اگزبٹ (ش-ش) ہیں۔ اگزبٹ (ش) وہ بیان ہے جو تحت دفعہ (۲۷۳) ضابطۂ فوجداری لیا گیا۔ اگزبٹ (ش) فرد جرم سنائے جانے کے بعد کا بیان ہے۔ ملزم نمبر (۲) کے جو بیانات ۴ ر اسفندار ۱۳۵۷ء ف کے ہیں۔ اُن کے اگزبٹ نمبر (ت-ر) ہیں۔ اگزبٹ نمبر (ت) تحت دفعہ (۲۷۳) ضابطۂ فوجداری قلمبند کیا گیا ہے اور اگزبٹ (ر) فرد جرم سنائے جانے کے بعد کا بیان ہے ان سارے بیانات میں ملزمین نے ارتکاب جرم اور اس کی سازش اور اعانت سے اقبال کیا ہے مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے مفتش مقدمہ اور شیخ حسین کا بیان قلمبند کرنے کے بعد مقدمہ کو سپرد سیشن کر دیا۔ ۱۵ ر اسفندار ۱۳۵۷ء ف کو عدالت سشن میں فرد جرم سنانے کے بعد جب ملزمین کا بیان لیا گیا تو ملزم نمبر (۱) نے یہاں بھی اقبال جرم کیا مگر اپنے اس فعل کی ایک عجیب توجیہ کرتے ہوئے جس کا ہم آئندہ ذکر کریں گے اپنی نیت بمجرمانہ ہونے سے انکار کیا۔ ملزم نمبر (۲) نے اپنے ارتکاب جرم سے انکار کیا اور موقع واردات پر اپنی موجودگی سے بھی اس طرح انکار کر دیا کہ وہ دو بم اور زہر کی شیشی اور پڑیا لیکر ملزم نمبر ۱ کے ساتھ گیا تو تھا

نارائن راؤ
بنام
سرکار عالی

اور ملزم نمبر (۱) نے اس کو ایک مقام پر کھڑا تو کر دیا تھا۔ مگر وہ ملزم نمبر (۱) کے جاتے ہی وہاں سے چلا گیا۔

عدالت سشن کے روبرو بھی ہر ملزم کے تین تین بیانات ہوئے ہیں۔ پہلا بیان ۱۵؍ اسفندار ۱۳۵۷ف کو فرد جرم سنانے کے بعد اور دوسرے بیانات ۱۵ و ۱۶؍ فروردی ۱۳۵۷ف کو تحت دفعہ (۴) (۲۷۳) ضابطہ فوجداری قلمبند ہوئے ہیں۔ ہمارے سامنے یہ بحث کی گئی ہے کہ ملزمین نے سابقہ بیانات سے رجوع کیا ہے اور اپنی بحث کی تائید میں نظائر بھی پیش کئے گئے ہیں کہ ایسے اقبالات جن سے ملزمین نے بعد کو رجوع کیا ہو۔ ملزمین کے مقابلہ میں قابل استدلال نہیں۔ یہاں یہ واقعہ بھی بتا دینے کے قابل ہے کہ سپردگی عدالت سشن کے بعد پولیس نے ایک درخواست مورخہ ۱۹؍ اسفندار ۱۳۵۷ف کے ذریعہ سے ملزمین کے وہ اقبالات جو اُنہوں نے مجسٹریٹ کے روبرو قبل و مابعد تقدیم چالان کئے تھے بطور شہادت پیش کئے اور ملزمین نے عذر کیا کہ یہ اقبالات اُن کے خلاف شہادت کے طور پر استعمال نہیں کئے جا سکتے۔ عدالت سشن نے بعد سماعت بحث ان کے اس عذر کو نامنظور کیا۔ ملزمین کی جانب سے اس کی نگرانی جلسۂ متفقہ میں پیش ہوئی اور جلسۂ متفقہ سے بتاریخ ۸؍ فروردی ۱۳۵۷ف نامنظور کر دی گئی۔ ہم اوپر بتلا چکے ہیں کہ ملزم نمبر (۱) نے اپنے اقبال سے رجوع نہیں بلکہ ان اقبالات کی توجیہ کرتے ہوئے ارتکاب فعل سے اقبال تو کیا مگر یہ کہا کہ اس کی نیت مجرمانہ نہ تھی بلکہ وہ صرف ملک میں ایک سنسنی پیدا کرنا چاہتا تھا تا کہ اعلیٰحضرت بندگانعالی کی توجہ ملک کے سیاسی حالات کی جانب معطوف کرائے۔ البتہ ملزم نمبر (۲) نے انکار کیا۔ لیکن اس کے وہ بیانات جو عدالت سپردکنندہ میں قبل یا بعد چالان ہوئے ہیں بموجب قانون شہادت و ضابطۂ فوجداری قابل ادخال و استدلال ہیں جیسا کہ ہم آگے بتلائیں گے۔

عدالت سشن میں بتائید چالان پولیس کی جانب سے شہادت لسانی میں (۴۵) گواہ، شہادت دستاویزی میں ملزمین کے وہ بیانات، اقبالی جو مجسٹریٹ سپردکنندہ کے سامنے ہوئے تھے اور شہادت مادی میں اس بم کے خول کے ٹکڑے جو پھینکا گیا تھا، ملزم نمبر (۱) کی جیب سے برآمد شدہ دوسرا بم۔ زہر کی شیشی اور پڑیا اور ملزم نمبر (۲) کے مکان سے برآمد شدہ دو بم اور زہر کی شیشی اور پڑیا اور کچھ تصاویر پیش ہوئے۔ ملزمین کی جانب سے صفائی میں چار گواہ پیش کئے گئے۔ اس روئداد پر عدالت سشن سے ملزمین کے حق میں حسب ذیل سزائیں صادر کی گئیں۔

"ملزم نمبر (۱) نارائن راؤ عرف بابو ولد ڈھل راؤ عرف پنڈھری ناتھ قوم مرہٹہ جرائم دفعات (۸، ۷ و ۲۴۸)

مجموعۂ تعزیرات کا اور جرم دفعہ (۲) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ جرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات کے لئے موت اور جرم دفعہ (۲۴۸) مجموعہ تعزیرات کے لئے قید دوام با مشقت اور جرم دفعہ (۳) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کیلئے پانچسال قید با مشقت کی سزاء اُس کے حق میں تجویز کی جاتی ہے اور بجرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات اُس کی کل جائداد بھی ضبط ہوگی۔ منظوری ضابطہ کے بعد یہ سزائیں یکے بعد دیگرے اُسی ترتیب سے شروع کی جائیں گی جس ترتیب سے وہ اوپر بیان کی گئی ہیں اگر جرم دفعہ (۷۸) تعزیرات کی مجوزہ سزاء کی تعمیل ہو جائے تو ظاہر ہے کہ کسی دوسری سزاء کی تعمیل کا محل ہی باقی نہ رہیگا لیکن اگر وہ سزاء بصیغہ تصحیح منسوخ ہو جائے یا کسی دوسری وجہ سے وہ نافذ نہ کی جائے تو دوسری سزاؤں کی تعمیل ترتیب وار شروع کی جائے گی۔

"ملزم نمبر (۲) گنڈیا عرف گنگا رام ولد بالیا حجام جرم دفعہ (۸۷) مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی اور جرم دفعہ (۴) دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کا مجرم قرار دیا جاتا ہے اول الذکر جرم کے لئے قید دوام با مشقت کی اور مؤخر الذکر جرم کیلئے تین سال قید با مشقت کی سزاء اُس کے حق میں تجویز کیجاتی ہے اور بجرم دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات اس ملزم کی بھی کل جائداد ضبط ہوگی۔ ان ملزمین کے جو پارچہ جات پیش ہوئے ہیں اُن کو تلف کر دیا جائے۔ لیکن مقدمہ کے دوسرے مال کو ابھی محفوظ رکھا جائے کیونکہ مفرور ملزمین کی گرفتاری کے بعد اُس کی ضرورت محسوس ہوگی۔ سزائے مجوزہ چونکہ منظوری ضابطہ کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتی اس لئے مثل تصحیحاً معرز جلسۂ منفقہ کے اجلاس پر پیش ہے۔

دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کے تعلق سے جو سزائیں ملزمین کے حق میں تجویز کی گئی ہیں وہ اُسی صورت میں نافذ ہونگی جب قید دوام کی سزاء منسوخ ہو جائے۔ ان جرائم کے علاوہ جو دوسرے جرائم ملزمین کے مقابلہ میں عائد کئے گئے ہیں اُن سے ان کو بری کیا جاتا ہے۔"

عدالت العالیہ کے جلسۂ منفقہ نے بصیغۂ تصحیح عدالت سشن کے حکم سزاء کو بحال رکھا۔ محکمۂ سرکار صیغۂ عدالت نے ضابطۂ جوڈیشل کمیٹی کی دفعہ (۲۶) ضمن (۱) کے تحت جوڈیشل کمیٹی کی رائے طلب کی ہے۔ ملزمین نے بتاریخ ۲۴ شہریور ۱۳۵۷ف جبکہ وقعت اعذار میں مثل پیش تھی اپنا مرافعہ دکالتاً بر سر اجلاس پیش کیا۔ سزاء موت اور حبس دوام کا کوئی مرافعہ راست جوڈیشل کمیٹی میں منجانب ملزمین تحت ضابطہ نہیں ہو سکتا البتہ ملزمین ان سزاؤں کی ناراضی سے تحت دفعہ (۲۶) ضابطۂ جوڈیشل کمیٹی محکمۂ سرکار میں درخواست پیش کر سکتے ہیں۔

نارائن راؤ بنام سرکار عالی

چونکہ بربناء تحریک محکمۂ سرکار جوڈیشیل کمیٹی میں مقدمہ کی سماعت ہورہی تھی اس لئے ملزمین کے اس مرافعہ کو جوڈیشیل کمیٹی کے مراسلہ کے ساتھ محکمۂ سرکار میں بھیجدیا گیا کہ دفعہ (۲۶) ضمن (م) ضابطۂ جوڈیشیل کمیٹی کے بموجب اس مرافعہ کو ملزمین کی درخواست قرار دیکر کارروائی کرنے کی منظوری سرکار سے حاصل فرمائی جائے چنانچہ بذریعہ مراسلہ نشان (۱۲۰۰) مورخہ ۲۶ شہریور ۱۳۵۷ف محکمۂ سرکار نے اطلاع دی کہ سرکار عالی نے دفعہ محولہ صدر کے تحت اس درخواست کی سماعت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی ہے۔ اب یہ فیصلہ یکجائی طور پر ہر دو ملزمین کی درخواستوں اور سرکار عالی کی تحریک کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ جہانتک ملزمین کے اُن مرافعوں کا تعلق ہے جو تحت دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء پانچ و تین سال کی سزا کی ناراضی سے ضابطۂ جوڈیشیل کمیٹی کی دفعہ (۱۵) کے بموجب پیش ہوتے تھے اُن کو فیصلہ پر نہیں لیا گیا کیونکہ وہ خارج المیعاد پیش ہوئے تھے اور معافی میعاد کی کوئی وجہ لائق اعتناء بجز اس کے بیان نہیں کی گئی تھی کہ ملزمین کو کسی وکیل کے خدمات حاصل نہ تھے اور بجانب سرکار جو وکیل مقرر ہوئے اُنہوں نے یہ مرافعے اپنے تقرر کے بعد پیش کئے ہیں۔ ملزمین کے مرافعوں کے لئے ضابطہ نے کافی سہولتیں مہیا کی ہیں جیل کے توسط سے بھی وہ اپنے مرافعے پیش کر سکتے تھے اور اگر وہ وکیل ہی کے ذریعہ سے مرافعہ پیش کرنا چاہتے تو جیل کے عہدہ داران کے لئے ہر طرح کی سہولت بہم پہونچا سکتے تھے

لائق وکیل ملزمین نے حسب ترتیب ذیل امور پر ہمارے سامنے بحث کی۔

(۱) جنگ کرنے کا مفہوم جو عدالتہائے تحت میں اختیار کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں اور دفعہ (۸۰) کے تعلق سے ملزمین کے افعال جنگ کی تعریف میں نہیں آتے۔

(۲) اگر جنگ کا تعلق ثابت بھی ہو تو دستور العمل دھماکہ خیز اشیاء کے تحت علحدہ سزا نہیں دیجا سکتی اس لئے کہ دفعہ (۳۰) تعزیرات اس کی مانع ہے۔

(۳) سزاء قصاص شرعاً نہیں ہو سکتی (بہ تعلق ملزم نمبر (۱))۔

(۴) دفعہ (۳۶) تعزیرات کے علاوہ بھی یہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ وجوہات قصاص موجود ہیں کہ نہیں اور یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ روئداد کے اعتبار سے...... (Monomania) ہونے کا عذر قابل پذیرائی ہے کہ نہیں۔

(۵) دفعہ (۳۰۵) ضابطۂ فوجداری کے تحت جلسۂ متفقہ کا فیصلہ کالعدم ہے کہ نہیں۔

(۶) بہ تعلق ملزم نمبر (۲) جب کوئی فعل ثابت نہیں ہے تو آیا ملزم نمبر (۲) مستوجب سزاء ہے کہ نہیں۔

نارائن راؤ
بنام
سرکار عالی

(۷) فوجداری بلدہ کے اجلاس پر یا ناظم اول فوجداری بلدہ کے مکان پر جو اقبالات کہ ہوئے ہیں اُن کا قانونی اثر کیا ہے ۔؟

ملزمین کی جانب سے انہی امور پر طویل بحث کی گئی ۔ وکیل صاحب ملزمین کے مبینہ عذرات (اتا۸) سے منجملہ (۳ و ۴ و ۵) کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ ان کا تصفیہ بآسانی ہوسکتا ہے ۔ اس لئے اولاً ان کے متعلق اظہار رائے کیا جاتا ہے ۔

بحث نمبر (۳) میں سزاء قصاص سے متعلق بحث کی گئی ہے جو لفظ قصاص کے معنی کی غلط فہمی پر مبنی ہے ۔ قصاص عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی بدلہ کے ہیں ۔ رچرڈسن نے اپنی مؤلفہ لغت جو عربی انگریزی میں لکھی گئی ہے ۔ اس لفظ کے معنی (Retaliation) اور The Law of retaliation) لکھے ہیں ۔ فرہنگ نظام میں جو فارسی کی لغت مؤلفہ آقا سید محمد علی (داعی الاسلام) پروفیسر نظام کالج ہے ۔ اس لفظ کے معنی "کشندہ را بعوض کشتہ کشتن" و "جراحت کردن بعوض جراحت" بتلائے ہیں ۔ فرہنگ آصفیہ میں جو اردو کی مستند لغت ہے ۔ اس کے معنی "جان کے عوض جان" اور "خون کے عوض خون" لینا "سزائے موت جو مار ڈالنے کے عوض دیجائے" بتلائے گئے ہیں ۔ ملک سرکار عالی میں بھی قتل کے عوض جو سزاء قتل کی دیجاتی ہے اس کو بھی عام طور پر سزائے قصاص ہی اصطلاح شرعی میں کہا جاتا ہے کیونکہ سزائے موت مصدرہ عدالتہائے سرکار عالی ملک کے دستور نافذہ کے تحت اس وقت تک پیشگاہ اعلیحضرت سے نافذ نہیں فرمائی جاتی جبتک کہ اس کے موجبات شرعی کی موجودگی کے متعلق مفتی صاحب کا فتویٰ موجود نہ ہو ۔ چونکہ اس مقدمہ میں سزائے موت ایک ملزم کے خلاف صادر کی گئی ہے اس لئے احتیاطاً مفتی صاحب کا فتویٰ بھی حاصل کرلیا گیا ۔ حالانکہ یہ "قتل کے عوض قتل" کی سزا نہ تھی بلکہ سزائے موت تحت قانون تعزیرات تھی اور اس کے لئے کسی فتویٰ کی ضرورت بھی ہماری رائے میں نہ تھی ۔

یہاں لائق وکیل ملزمین کے ذہن میں سزائے قصاص کا تصور مفتی صاحب عدالت العالیہ کے فتویٰ میں قصاص کے تذکرہ سے پیدا ہوا ۔ لیکن اس فتویٰ میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ ملزم قصاص کا مستوجب ہے ۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ سزاء قصاص تو اس مقدمہ میں صادر نہیں ہوسکتی البتہ سزائے موت دیجانی چاہئے اور اس سزائے موت کی تائید میں تاریخ اسلام کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جو زمانہ آنحضرت صلعم میں بمقابلہ اُن قبائل یہود کے نافذ کیا گیا تھا ۔ جنہوں نے ایک معاہدہ کرلینے کے بعد

نارائن راؤ بنام سرکار عالی

اس معاہدہ کی خلاف ورزی میں مسلمانوں کے خلاف سازش جنگ کی تھی ۔ ہم لائق وکیل ملزمین کی اس بحث میں کوئی قوت نہیں پاتے ۔

امر نمبر (۴) بحوالہ دفعہ (۳۶) تعزیرات سرکار عالی ہے اُس کی نسبت صرف اس قدر کہدینا کافی ہے کہ دفعہ (۳۶) تعزیرات کے باب (۳) مستثنیات عامہ کے عنوان "ناقابلیت ذاتی" کے تحت وضع کی گئی ہے اس عنوان کے تحت مختلف دفعات میں مختلف قسم کی ناقابلیتوں کا ذکر ہے ۔ چنانچہ دفعہ (۳۶) حسب ذیل ہے ۔

"کوئی فعل جرم نہ ہوگا جو کوئی ایسا شخص کرے جو اُس کے کرنے کے وقت فتور عقل کے باعث اُس فعل کی ماہیت یا یہ جاننے کے قابل نہ ہو کہ وہ فعل بیجا یا خلاف قانون ہے ۔"

لائق وکیل ملزمین نے ملزم نمبر (۱) کی نسبت یہ بحث کی ہے کہ بم کے پھینکنے کے وقت وہ (Monomania) میں مبتلا تھا اس لئے وہ اس دفعہ کے فائدہ کا مستحق ہے ۔ یہ عذر اس لئے لائق اعتناء نہیں ہے کہ عدالت تحقیقات کنندہ میں ایسا عذر نہ تو پیش کیا گیا اور نہ اس کے متعلق کوئی شہادت پیش کی گئی کہ ملزم بوقت ارتکاب فعل ایسے مرض میں مبتلا تھا وجوہات قصاص سے متعلق اس عذر میں بھی وکیل ملزمین نے اشارہ کیا ہے لیکن قصاص کی نسبت بضمن عذر نمبر (۳) ہم جو کچھ بیان کر چکے ہیں اس کے بعد یہاں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ۔ مثل میں بھی کوئی مواد ایسا موجود نہیں ہے کہ اس کی بنا پر ملزم نمبر (۱) کو دفعہ (۳۶) کا فائدہ دیا جا سکے ۔

عذر نمبر (۵) (۳۰۵) ضابطہ فوجداری سے متعلق ہے جس میں محکوم ہے کہ ....

"ایسے ہر مقدمہ میں حکم سزا اور دیگر احکام مجلس عالیہ عدالت کے جلسۂ متفقہ یا جلسۂ کاملہ کے ارکان (جیسی کہ صورت ہو) اپنے قلم سے لکھیں گے اور اُن پر اپنے دستخط کریں گے ۔"

وکیل ملزمین نے یہ بحث کی کہ چونکہ جلسۂ متفقہ کے حکام نے فیصلہ اپنے قلم سے نہیں لکھا بلکہ سارا فیصلہ ٹائپ شدہ ہے اس لئے وہ بموجب احکام دفعہ محولہ صدر کالعدم ہے ۔ ہم نے اصل فیصلہ کو دیکھا اس میں حکم سزا ہر حاکم نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے ۔ فیصلہ یعنی واقعات اور وجوہ سزا البتہ ٹائپ شدہ ہیں ۔ دفعہ کے الفاظ کے لحاظ سے اس میں کوئی نقص قانونی نہیں ہے ۔ اس لئے یہ بحث بھی ناقابل پذیرائی ہے ۔

نارائن راؤ
بنام
سرکار عالی

اب ہم وکیل ملزمین کے بقیہ چار امور نمبر (۱-۲-۶-۷) پر بحث کریں گے۔ کیونکہ یہی چار اہم امور ہیں ان میں بھی نمبر (۲) پر آخر میں اور نمبر (۱ و ۶ و ۷) پر بہ ترتیب معکوس پہلے بحث کی جائے گی اور یہ ترتیب ہم نے اس لئے اختیار کی ہے کہ امر نمبر (۷) پر قانونی طور پر بحث کرنے کے بعد ہی یہ معلوم ہوسکیگا کہ ملزمین کے اقبالات کا اُن کے مقابلہ میں کیا اثر ہے اور یہ اقبالات اگر اُن کے مقابلہ میں استعمال کئے جاسکیں تو امر نمبر (۶) جو ملزم نمبر (۲) سے متعلق ہے اُس کے متعلق کیا رائے ہوگی اور پھر امر نمبر (۱) سے اُن واقعات کی بنا پر جو امر نمبر (۶ و ۷) کی بحث میں بتلائے جائیں گے یہ رائے ظاہر کی جائے گی کہ ملزمین کے افعال "جنگ کرنے" اور اُس کی سازش کی حد تک پہنچتے ہیں کہ نہیں۔ سب سے آخر میں نمبر (۲) پر بحث ہوگی کیونکہ یہ متعلق بہ حدود حکم سزا ہے اور ہماری رائے کا بالآخر نتیجہ بھی یہی ہے کہ حکم سزاء صادرہ آیا صحیح ہے اور اگر نہیں تو کیا سزاء ہونی چاہیئے۔

لائق وکیل ملزمین کی ساتویں بحث جیساکہ ہم اوپر بتلا چکے ہیں یہ ہے کہ فوجداری بلدہ یا ناظم فوجداری بلدہ کے مکان پر جو اقبالات کئے ہوئے ہیں اُن کا قانونی اثر کیا ہے۔ ہم یہ بھی بتلا چکے ہیں کہ ناظم اول فوجداری بلدہ نے ہر ملزم کے تین تین بیانات قلمبند کئے ہیں۔

پہلا بیان ۱۹ بہمن ۱۳۵۷ف کا ہے۔ یہ بیان حسب دفعہ (۱۶۸) ضابطۂ فوجداری اثنائے تفتیش میں ناظم اول فوجداری بلدہ نے اپنے مکان پر قلمبند کیا تھا کیونکہ اس روز جمعہ تھا اور عدالت کو تعطیل تھی۔

دوسرا بیان ۴ اسفندار ۱۳۵۷ف کا ہے جو ناظم صاحب نے دفعہ (۲۷۳) کے تحت قلمبند کیا ہے۔

تیسرا بیان بھی ۴ اسفندار ۱۳۵۷ف ہی کا ہے جو فرد جرم سننے کے بعد ملزمین نے دیا ہے۔ ۱۹ بہمن ۱۳۵۷ف کا بیان جو اثنائے تفتیش میں تحت دفعہ (۱۶۸) ضابطۂ فوجداری لیا گیا۔ ان میں ہر دو ملزمین نے اقبال جرم کرتے ہوئے بالتفصیل یہ بتلایا ہے کہ ملک کی سیاسی حالت سے متاثر ہوکر اُس کو انڈین ڈومینین میں شرکت اور ملک میں ذمہ دارانہ حکومت قائم کرنے کی غرض سے اُنہوں نے دیگر ملزمین مفرور کے ساتھ سازش کی۔ ملزم نمبر (۱) نے ارتکاب جرم کیا ملزم نمبر (۲) نے اس ارتکاب جرم میں مختلف افعال کرکے نہ صرف اعانت کی بلکہ اس کے ساتھ موقعہ واردات پر پہونچا اور ملزم نمبر (۱) کے نشان زد کرنے پر وہ کنگ کوٹھی روڈ پر ایک مقام پر اس غرض سے کھڑا ہوا تھا کہ اگر ملزم نمبر (۱) کا بم خطا کرے تو وہ خود بھی بم پھینکے۔ ملزمین کے یہ بیانات حسب ضابطہ محکومہ دفعہ (۲۹۲) ضابطۂ فوجداری قلمبند کئے گئے ہیں

نارائن راؤ
بنام
سرکار عالی

دفعہ (۱۶۸) ضمن (۲) ضابطۂ فوجداری کے بموجب یہ عدالت سشن میں جہاں تحقیقات ہوئی بھیجدئے جانے چاہئے تھے یہ ضروری نہ تھا کہ ان بیانات کو پولیس اپنی درخواست کے ساتھ عدالت میں پیش کرتی۔ کیونکہ دفعہ کی ضمن (۲) میں یہی محکوم ہے کہ وہ بیان "اس ناظم فوجداری کے پاس بھیجدیا جائے گا جس کے روبرو مقدمہ کی تحقیقات ہونے والی ہو"۔ لیکن بہرحال جو طریقہ اُس کو عدالت سشن میں پیش کرنے کا اختیار کیا گیا اس سے (ایسی) خلاف ورزی ضابطہ واقع نہیں ہوتی کہ اس کی وجہ سے بیان کی تاثیر میں کوئی فرق واقع ہو اس لئے کہ اس سے ملزمین کے حق میں کوئی مضرت یا ناانصافی نہیں ہوئی۔ دیکھو آل انڈیا رپورٹر ۱۹۳۶ء لاہور ص ۲۴۲۔ نیز ایسا اقبال جرم جو اس دفعہ کے تحت کیا گیا ہو ایسی شہادت ہے جس کی بناء پر ملزم کے خلاف حکم سزا صادر کیا جاسکتا ہے۔ دیکھو آل انڈیا رپورٹر ۱۹۴۵ء لاہور ص ۴۳۔ دفعہ (۱۶۸) ضمن (۱) ضابطۂ فوجداری میں "بیان یا اقبال کو قلمبند کریں" کے فقرہ سے واضعان قانون نے بیان اور اقبال کے فرق کو بھی ظاہر کردیا ہے جس طرح اس دفعہ کے تحت اقبال صدور حکم سزا کے لئے کافی ہوسکتا ہے بیان ملزم صدور سزا کے لئے کافی نہیں ہے اور ملزم کا اقبال جرم وہ ہے جو دفعہ (۲۹۳) ضابطۂ فوجداری کے احکام کی پابندی کے ساتھ قلمبند کیا جائے اور بیان جو اقبالی ہو وہ ہے جو بطریق شہادت معمولی قلمبند ہو۔ ملاحظہ ہو ۱۹۱۷ء مدراس ص ۴۱۶ ہماری رائے ہے کہ مقدمۂ ہذا میں جو بیانات ملزمین کے ناظم صاحب فوجداری بلدہ نے اثناء تفتیش میں دفعہ (۱۶۸) ضابطۂ فوجداری کے تحت قلمبند کئے ہیں وہ بپابندی احکام دفعہ (۲۹۳) ضابطۂ فوجداری قلمبند کئے گئے ہیں اس لئے یہ اقبال جرم ہیں اور وہ قابل ادخال شہادت ہیں۔

۴؍ اسفندار ۱۳۵۶ف کے دوسرے بیانات جن میں سے ایک دفعہ (۲۷۳) کے تحت اور دوسرا شنوائی فرد جرم کے بعد لیا گیا۔ تحت دفعہ (۲۵۶) ضابطہ فوجداری صحیح طور پر منجانب پیروکار سرکار پیش کئے گئے اور بطور شہادت پڑھے گئے ان کا اثر ایسی شہادت کا ہوگا جو سشن جج نے قلمبند کی ہے۔ دیکھو انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد (۵) ص ۲۵۲ و ۵ سدرلینڈ ویکلی رپورٹر فوجداری ص (۱) اگر ملزم نے اس بیان میں اقبال جرم کرلیا ہو تو وہ ایسے اقبال کی بناء پر مستوجب سزا قرار دیا جاسکتا ہے۔ دیکھو سدرلینڈ ویکلی رپورٹر فوجداری ص ۲، ۷ و ۳ ۸۔ اگر ایسے اقبال سے اُس نے سشن جج کے آگے رجوع بھی کرلیا ہو تب بھی اس اقبال پر سزا صادر کی جاسکتی ہے۔ دیکھو انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد (۴۰) ص ۲۲۰

نارائن راؤ بنام سرکار عالی

اور انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد (۲۰) ص ۱۲۳ -

اس ساری بحث سے یہ واضح ہے کہ بیانات اقبالی جو ملزمین مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے سامنے قبل یا بعد چالان دئے ہیں اُن کا اثر بمقابلہ ملزمین یہ ہے کہ ان اقبالات کی بناء پر ملزمین متوجب سزاء قرار پاسکتے ہیں البتہ یہ امر عدالت کے صوابدید پر موقوف ہے کہ ایسے بیانات اقبالی کی صداقت کے متعلق اپنی رائے قائم کرے۔ قانون شہادت میں اقبال کی جو تعریف کی گئی ہے اس میں اقبال جس سے رجوع کیا گیا اور جس سے رجوع نہیں کیا گیا کوئی امتیاز نہیں بتایا گیا ہر دو قابل ادخال شہادت ہیں۔ دیکھو ۱۹۲۹ء کلکتہ ص ۱۴۱ ایسا کوئی قاعدہ لازمی نہیں ہے کہ رجوع شدہ اقبال پر تائیدی شہادت کے بغیر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ اور رجوع کے جو وجوہ اور حالات بیان کئے گئے ہیں اگر اُن کی نسبت عدالت کو بلا شبہ کے یہ احساس ہو کہ وہ غلط ہیں تو عدالت ایسے رجوع شدہ اقبالات جرم پر حکم سزاء صادر کر سکتی ہے۔ دیکھو ۱۹۲۹ء مدراس ص ۳۷۰ ۔ مقدمۂ ہذا میں ملزم نمبر (۱) نے گو اپنے اقبال سے رجوع نہیں کیا بلکہ اس کی ایک توجیہ کی۔ ملزم نمبر (۲) نے عدالت سشن میں اپنے بیانات اقبالی سے رجوع کر لیا لیکن عدالت سشن کے بیانات میں وہ پھر اس سے اقبال کرتا ہے کہ وہ ملزم نمبر (۱) کے ساتھ اسی نیت سے جس نیت سے کہ ملزم نمبر (۱) گیا تھا خود بھی گیا تھا۔ اس کے پاس بم بھی تھے اس سے کہکر اس کو ساتھ لیجایا گیا تھا کہ اگر ملزم نمبر (۱) کا نشانہ خطاء کرے تو وہ اپنے پاس کے بم سے اس نیت مشترکہ کو عمل لائے جس کے لئے یہ مقام واردات پر گئے تھے۔ ملزم نمبر (۲) کا یہ کہنا کہ جب مقام پر اس کو کھڑا کیا گیا تھا۔ وہاں تک کے جانے کے بعد وہ واپس چلا گیا۔ صریحاً جھوٹ اور باور کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ غرض مشترک کے علم کے باوجود وہاں گیا تھا اور اس کو اس طرح چلا ہی جانا تھا تو وہ جانے ہی سے انکار کرتا اور واپس چلے جانے کی کوئی شہادت بھی مثل میں نہیں ہے۔ وہ عدالت سشن میں اس امر سے بھی اقبال کرتا ہے کہ اپنی معرفت اس نے ملزم نمبر (۱) کو مقام واردات پر پہونچنے کے لئے سائیکل دلائی تھی۔ اپنے اس فعل کے اقبال سے وہ جہاں قانون کے معنی میں معین جرم ہے۔ وہیں غرض مشترک اور نیت مجرمانہ کے علم اور مقام واردات پر اپنی موجودگی سے اصل مباشر جرم بھی ہے اور اسی سزاء کا مستحق تھا جو ملزم نمبر (۱) کو دی گئی ہے لیکن ہم اس نوبت پر اس کی سزاء میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔ ہماری رائے ملزمین کے لائق وکیل کے اس عذر نمبر (۷) کے متعلق یہی ہے کہ فوجداری بلدہ یا ناظم اول فوجداری بلدہ کے مکان پر جو اقبالات

نارائن راؤ
بنام
سرکار عالی

لہ ہوئے ہیں اُن کا قانونی اثر یہ ہے کہ ملزمین کے اقبالات قابل ادخال شہادت ہیں اور اُن پر عدالت غور کرسکتی ہے ۔

عذر نمبر (۶) کے متعلق جو صرف بہ تعلق ملزم نمبر (۲) ہے یہ صحیح نہیں کہ اُسکا کوئی فعل ثابت نہیں ہے اُس کے اقبالات کی بناء پر اور اس ساری شہادت کی بناء پر جو کہ اُس کے خلاف منجانب پولیس پیش کیگئی ہے یہ ثابت ہے کہ اس مجرمانہ فعل کے کرنے کے مشوروں میں شریک تھا ۔ باوجود اس علم کے کہ اس جرم کا ارتکاب کیا جائے گا اس تاریخ پر کنگ کوٹھی روڈ پر گیا اور بم ساتھ رکھکر کھڑا رہا ۔ ملزم نمبر (۱) کے ارتکاب فعل میں اس نے اپنی معرفت اس کو سائیکل دلانے میں مدد کی اور اس طرح سے اس کے ارتکاب فعل میں سہولت بہم پہنچایا ۔ ملزمین مفرور سے وہ ربط رکھتا تھا اور یہ رابطۂ اسی جرم کے ارتکاب کے لئے قائم تھا جو سارے واقعات مقبولہ بشبتہ بتلائے ہیں ۔ ملزم نمبر (۲) کے ایسے متعدد افعال ثابت ہیں جن کی بناء پر وہ مجرم قرار دئے جانے سے نہیں بچ سکتا ۔

سب سے اہم بحث لائق وکیل ملزمین کی وہ ہے جو نمبر (۱) پر درج ہے ۔ سوال یہ ہے کہ آیا ملزمین کے افعال "جنگ کرنے" کی تعریف میں داخل ہیں ۔ دفعہ (۸۰) مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی جس میں "جنگ کرنے" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے دفعہ (۱۲۱) تعزیرات ہند کے مطابق ہے ۔ اس سے پہلے کہ ہم اس کے متعلق ملزمین کے وکیل کی بحث پر رائے کا اظہار کریں اس دفعہ کی خصوصیات کا اظہار کرنا مناسب سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ دوسرے جرائم کے اقدام یا اعانت کے برخلاف جو عام طور پر صرف ایسی صورت میں قابل سزاء ہیں جبکہ جرم کے ارتکاب کی پیشرفت میں کوئی فعل کیا گیا ہو ۔ لیکن اس جرم میں اقدام یا اعانت کی پیشرفت میں کسی فعل کے ارتکاب کی ضرورت نہیں ہے اور بغیر کسی ایسے فعل کے بھی ملزم قابل سزاء قرار دیا گیا ہے ۔ ایک اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ جہاں اور جرائم میں ارتکاب جرم یا اقدام و اعانت کے لئے کمتر سزاء مقرر کی گئی ہے ۔ اس جرم کے لئے ایک ہی سزاء مقرر ہے ۔ دفعہ کے مبینہ جرم کی ان خصوصیات کے لحاظ سے ملزم نمبر (۲) اس کی جانب سے کسی فعل کے وقوع میں نہ آنے کے باوجود بھی اگر وکیل ملزمین کی بحث کو صحیح باور بھی کیا جائے تو قابل سزاء ہے ۔ اب ہم اس دفعہ کے متعلقہ "جنگ کرنے" کی اصطلاح میں لفظ جنگ کے لغوی اور اصطلاحی معنی اور اس دفعہ کے وضع کئے جانیکے تاریخی پس منظر کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں ۔

نارائن راؤ بنام سرکار عالی

لائق وکیل ملزم نے ملزمین کے افعال کو "جنگ کرنے" کی اصطلاح سے اس لئے خارج بتلایا ہے کہ "جنگ" کے عام تصور میں ایک سے زیادہ متخاصم مملکتوں یا بادشاہوں کی جانب سے ایک انبوہ کثیر کا حصہ لینا اور خاص قسم کے آلات حرب وضرب کا استعمال ضروری ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جنگ کے عام مفہوم میں یہی چیز شامل ہے نہ صرف یہ بلکہ اس کے تصور کو اس حد تک بھی آگے بڑھایا جا سکتا ہے کہ علاوہ اُن خصوصیات کے جو اوپر بیان کی گئی تھیں دو حکومتوں یا مملکتوں کے درمیان مخاصمت بھی ہو تو ایسی جنگ کا تصور بین الاقوامی جنگ (International war) کا ہے۔ لیکن لفظ جنگ جہاں مونسپل لاز (Municpal laws) (قوانین داخلی) میں استعمال ہوا ہو تو بجز اس کے کہ سیاق وسباق عبارت سے وہ جنگ بین الاقوامی کو ظاہر کرے ہمیشہ ایک ہی ملک کے باشندوں یا ایک ملک کے "بادشاہ" اور ایک یا چند باشندوں کے ایسے اختلاف پر دلالت کرسکیگا جس میں جبر استعمال کیا گیا ہو۔ اسی کو انگریزی میں (Insurgence) کہا گیا ہے۔ اس انگریزی لفظ کے معنی وفاداری سے روگردانی کرنے کے ہیں۔ مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی قوانین داخلی میں سے ایک ہے۔ اور اس مجموعہ کا سارا اسکیم یہ ہے کہ اعلیحضرت بندگانعالی کی رعایا یا ان کے ملک کے باشندگان کو ایسے افعال یا ترک فعل کی سزا دیجائے جو اُن سے سرزد اور مجرمانہ ہوں "جنگ کرنے" کی اصطلاح میں خود اعلیحضرت کی رعایا یا ان کے ملک کے باشندگان کا اعلیحضرت کے مقابلہ میں جنگ کرنا بھی داخل ہو جاتا ہے اس لئے دفعہ میں "کوئی شخص" کے الفاظ استعمال کئے گئے جس کا اطلاق قوانین کے مقررہ اصول کے بموجب ایک یا ایک سے زیادہ اشخاص پر ہوتا ہے۔ دیکھو دفعہ (۲) فقرہ (۴) قانون تعبیر اطلاق قوانین سرکار عالی۔

اب رہا یہ امر کہ ایک شخص کس طرح جنگ کرسکتا ہے اس کے لئے مختلف حالات وکیفیات کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ان کی وضاحت کرنے سے قبل ہم لفظ جنگ کے لغوی اور اصطلاحی معنی کی نسبت صاحبان لغات کے متعینہ معنی کو بتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ لفظ جنگ فارسی زبان کا لفظ ہے جو اپنی اصلی صورت اور معنی میں اردو زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ مؤلف فرہنگ نظام نے اس لفظ کے معنی یہ بتلائے ہیں۔

"پیکار و درآویختن انسانی یا حیوانی یا دیگرے"

یعنی لڑائی اور جھگڑا ایک انسان یا حیوان کا ایک دوسرے کے ساتھ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زبان کا یہ لفظ ہے اُس کے اہل زبان اس لفظ کے معنی کو اتنی وسعت دیتے ہیں کہ اس میں نہ صرف

نارائن راؤ بنام سرکار عالی

انسانی لڑائی بلکہ حیوانی لڑائی بھی داخل ہے - اردو زبان نے بھی اس لفظ کے معنی کو کہیں محدود نہیں کیا ہے
چنانچہ صاحب فرہنگ آصفیہ جو اردو زبان کی مستند لغت ہے جنگ کے دو معنی بتلائے ہیں -

(۱) "رن - لڑائی - جودھ - ضرب"

(۲) "عداوت - کینہ - دشمنی - خصومت - بیر وغیرہ"

ان ہر دو زبانوں نے البتہ اس لفظ کو بین الاقوامی جنگ کے لئے بھی استعمال کیا ہے - زبان انگریزی میں اس لفظ کا مماثل لفظ (War) ہے - وار کا ترجمہ مختلف انگریزی لغات میں جو لکھا گیا ہے اس کو ہم یہاں درج کرتے ہیں - ویبسٹر ڈکشنری میں اس لفظ کے لغوی معنی کئی بتلائے گئے ہیں -

1, The State of fact of exerting violence or force against another, now only against a state or other politically organised body; especially a contest by force between two or more nations, or States, carried on for any purpose. armed conflict of Sovereign powers: declared or open hostilities. As commonly classified war between nations, or states is a public or international war and this is called a perfect war when between whole states and imperfect war when limited as to places persons and things. When between a state and a part of it in rebellion it is a civil war.

2, A State of opposition or contest, an act of opposition, an inimical contest. act, or action; hostility stife contention.

(۱) کسی دوسرے کے خلاف جبر و تشدد اور قوت سے کام لینے کی حالت یا واقعہ لیکن اب فی زمانہ کسی اسٹیٹ (مملکت سلطنت) یا کسی سیاسی منظم جماعت کے خلاف بجبر و سختی اقدام کرنا - خصوصاً دو یا دو سے زائد اقوام یا اسٹیٹس کے مابین وہ جدال و مقابلہ جو فوجی طاقت کے ذریعہ کسی مقصد کے لئے کیا جائے فرمانروا طاقتوں میں مسلح تصادم - علانیہ یا برملا دشمنی - عداوت - مخالفت یا خصومت جنگ کی اقسام کے لحاظ سے جنگ جو اقوام یا حکومتوں کے مابین ہو اُس کو پبلک یا بین الاقوامی جنگ کہا جاتا ہے - اگر یہ جنگ اقوام یا حکومتوں کے مابین ہے تو اسے مکمل جنگ اور اگر مقامات اشیاء یا آدمیوں تک محدود ہو تو

اسے ناقص جنگ کہتے ہیں۔

جب کسی حکومت کے مقابلہ میں اس کا کوئی حصہ سرکشی کرے تو اس کو سیول وار کہتے ہیں۔

(۲) جنگ یا مخالفت کی حالت۔ عمل مخالفت۔ مخاصمانہ جنگ۔ عمل یا فعل دشمنی۔ لڑائی۔ مناقشہ۔ اور بھی متعدد معنی اس لغت میں اس لفظ کے بتلائے گئے ہیں۔ لیکن ہم نے جو اقتباسات درج کئے ہیں اُن کو مجموعہ تعزیرات کی دفعہ (۸۷) میں لفظ "جنگ" کی تعبیر کرنے کے لئے ملحوظ رکھا ہے۔ ہم نے انگریزی زبان کے اور لغات میں بھی اس لفظ کے معنی دیکھے۔ اگرچہ سب لغات اُن معنی پر متفق ہیں جو ویبسٹر نے بتلائے ہیں لیکن اُنہوں نے اختصار سے کام لیا ہے (Lexican Law) سے ہم اس کے معنی کو اور واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔ لکسیکن لا مؤلفہ بی راما ناتھا ائر بی۔ اے بی۔ یل میں وار کے معنی بحوالہ (Tomlins law Dictionary) یہ لکھا ہے کہ:۔

Fighting between two kings, princes or parties, in vindication of their rights.

لڑائی جو دو بادشاہوں یا حکمرانوں یا دو فریق کے درمیان اپنے حقوق کی حفاظت اور سلامتی کیلئے ہو۔ واضعان مجموعۂ تعزیرات سرکار عالی نے اعلیحضرت کے مقابلہ میں "جنگ کرنے" کے الفاظ کو اس جامع طریقہ سے استعمال کیا ہے کہ اُس میں نہ صرف دو اشخاص کی لڑائی یا دو حکومتوں اور بادشاہوں کی لڑائی شامل ہے بلکہ بالفاظ مؤلف ویبسٹر ڈکشنری (civil war سیول وار) میں داخل ہے۔ اگر لفظ جنگ کے استعمال سے لائق وکیل ملزمین کی بحث کے بموجب اذہان کا رجحان صرف بین الاقوامی جنگ ہی کی طرف ہوتا ہے تو یہ تحدید صحیح نہیں ہے۔

"سیول وار" کی طرف بھی عام اذہان کا رجحان اس لفظ سے ایسا ہی ہو سکتا ہے جیسا کہ بین الاقوامی جنگ کی طرف۔ یہاں ملزمین کے اقبالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم واقعتاً اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ اُنہوں نے بمقابلہ اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی جو ہمارے ملک کے دستور کے بموجب ملک کے سیاسی اقتدار و قوانین کا ملجا و ماوا ہیں جنگ کر کے ذمہ دارانہ حکومت قائم کرانے اور انڈین یونین میں شریک کرانے کے لئے جبر کا استعمال کیا اور اُن کا یہ فعل جنگ کرنے میں داخل ہے۔

لفظ جنگ کی اس توضیح و تشریح کے بعد وہ حالات و کیفیات خود بخود واضح ہو جاتے ہیں جن میں ایک

رنارائن راؤ
بنام
سرکار عالی

شخص کی جانب سے "جنگ کرنا" ممکن ہوجاتا ہے - اس مقدمہ کی حالت وکیفیت کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملزم نمبر (۱)، ملزم نمبر (۲) اور دیگر ملزمین مفرور کے ساتھ سازش کرکے ملک کے اقتدار سیاسی کے اعلیٰ ترین مظہر کی جان کے درپے ہوا - اس کوشش کا مقصد یہ تھا کہ ملک میں ایک ایسا سیاسی انقلاب برپا کرے جس سے ملک میں اس کی ہم خیال جماعت کا مقصد حاصل ہو یعنی ذمہ دارانہ حکومت قائم اور حیدرآباد انڈین یونین میں شریک ہوجائے - اگرچہ یہ فعل ایک ہی شخص کا کیا ہوا ہے - لیکن شہادت سے جن امور کو ہر دو عدالتہائے تحت نے ثابت قرار دیا ہے اُن کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُس شخص کے پیچھے ایک بڑا طبقہ ہے جن کے منجملہ کچھ تو اس کے ساتھ سازش میں شریک تھے اور ایک بڑا حصہ اپنی خاموش ہمدردیوں کے ذریعہ مادی واخلاقی مدد کررہا تھا - ان حالات میں ملزمین کے افعال سرزدہ کی نسبت یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ دفعہ (۷۸) تعزیرات سرکار عالی کے معنی میں اعلیٰحضرت کے مقابلہ میں "جنگ کرنا" ہے کیونکہ انکی غرض سیاسی اغراض کے حصول کے لئے فرمانروائے وقت کے جسم وجان کو خطرہ میں ڈالنا یا انہیں تخویف دلانا ہے -

برٹش انڈیا میں بھی بہت کم ایسے مقدمات چلے ہیں کہ جن میں تعزیرات ہند کی دفعہ (۱۲۱) (Waging war) کے الفاظ کی تعبیر کی گئی ہو - اُن میں سے ایک مقدمہ انڈین لارپورٹ بمبئی جلد (۴۲) ص (۲۹۴) پر ملک معظم بنام گنیش دامودھر ساورکر طبع ہوا ہے - اس مقدمہ کے واقعات یہ تھے کہ ملزم نے (۱۸) نظموں کی ایک کتاب شائع کرائی تھی اُن میں سے بعض نظمیں جن کے متعلق ملزم کا چالان دفعہ (۱۲۱) اور دیگر دفعات تعزیرات ہند کے تحت کیا گیا تھا ایسی تھیں کہ جن کی وجہ سے ملک معظم کی حکومت کے خلاف منافرت پیدا ہوتی تھی اور اُن میں ترغیب دی گئی تھی کہ عوام اس حکومت کے خلاف تلوار اٹھائیں - اس مقدمہ میں بمبئی ہائیکورٹ کے فاضل حکام نے یہ قرار دیا کہ ملزم کا یہ فعل تعزیرات ہند کے الفاظ (Waging war) میں داخل ہے جو تعزیرات سرکار عالی کے الفاظ "جنگ کرنے" کے مماثل ہیں
برٹش انڈیا کے بعض مقدمات کے دیکھنے سے جن کے منجملہ ہم نے ایک کا حوالہ دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ان مقدمات میں ملک معظم کی ذات متعلق نہ تھی بلکہ اُن کی حکومت کے متعلق یہ جرائم تھے - تعزیرات ہند اور تعزیرات سرکار عالی میں جو الفاظ اس غرض کے لئے استعمال کئے گئے ہیں اُن میں جہانتک کہ برٹش انڈیا کا تعلق تھا یہی تصور داخل تھا کہ شاہ برطانیہ کبھی ہندوستان کی سرزمین پر نہ آئیں گے اور یہی تصور اُن کمشنرس

نارائن راؤ بنام سرکارعالی

کی رپورٹوں میں بتلایا بھی گیا ہے اور اسی لئے انگلستان کے قانون (Statute of treason) کی دفعات کو یہاں تعزیرات میں شامل نہیں کیا گیا۔ یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ ہمارے واضعان قانون کے تصور میں اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی کی ذات مبارک اس قانون کے وضع کرتے وقت نہ تھی ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ واضعان قانون نے دفعہ کے ان الفاظ کو وضع کرتے ہوئے یقیناً فرمانروا کی ذات مبارک کو پیش نظر رکھا اور ایسے جامع الفاظ استعمال کئے گئے کہ جو اعلیحضرت بندگانعالی کی ذات مبارک واقتدار ہر دو پر حاوی ہے اسی لئے ہماری قطعی رائے ہے کہ ملزم کا یہ فعل واقعات مقبولہ ملزمین اور مثبتہ کی روشنی میں "جنگ کرنے" کی اس اصطلاح میں داخل ہے جو دفعہ (۸۷) تعزیرات سرکارعالی میں استعمال کی گئی ہے ۔

اس مقدمہ میں ہم نے واقعات پر کوئی بحث اس لئے نہیں کی کہ ہر دو عدالتہائے تحت نے واقعات پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس پر ہر دو متفق ہیں۔ نیز ہمارے سامنے وکیل ملزمین نے بھی واقعات پر مختصراً بحث بہ تعلق ملزم نمبر (۲) کی جس کا ماحصل صرف یہ تھا کہ ملزم نمبر (۲) ملزم نمبر (۱) کے کہنے اور ترغیب دینے پر سواری شاہانہ کے گذرنے کے راستہ پر جاکر کچھ دیر کے لئے کھڑا ضرور تھا اور اُس کے ساتھ دو بم اور زہر کی ایک شیشی اور پڑیا تھی لیکن وہ ملزم نمبر (۱) کے جاتے ہی چلا گیا۔ ہم اس کو قطعاً غلط قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ ثابت ہے کہ وہ بم پھٹنے تک وہاں موجود تھا۔ اس کے پاس بم اس لئے تھے کہ اگر اور ملزمین کے جو کنگ کوٹھی روڈ پر کھڑے ہوئے تھے نشانے خطا کر جائیں تو یہ خود بھی سواری شاہانہ پر بم پھینکے اور زہر اس لئے ساتھ رکھا تھا کہ بم پھینکنے کے بعد گرفتاری سے بچے اور اُس وسیع اور خطرناک سازش کے راز کے منکشف ہونے سے قبل زہر کھاکر اپنا بھی خاتمہ کر لے۔ ان واقعات کے ثابت ہو جانے کے بعد ملزم کا یہ بیان اور وکیل ملزم کی یہ بحث کہ ملزم کی نیت مجرمانہ نہ تھی کسی طرح صحیح قرار نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح ملزم نمبر (۱) کے وہ بیانات جو اُس نے سشن میں دئے ہیں اور جن میں یہ کہا ہے کہ اُس کو اعلیحضرت کی ذات سے والہانہ محبت تھی اور بم پھینکنے میں اس کی نیت اس سے زیادہ نہ تھی کہ ملک میں ایک سنسنی پیدا کر کے اعلیحضرت بندگانعالی کی توجہ شاہانہ کو ملک کی حالت کی طرف متوجہ کیا جائے مضحکہ خیز ہے۔ واقعات مثبتہ سے یہ ظاہر ہے کہ ملزمین حاضر ملزمین مفرور کے ساتھ گہری اور خطرناک سازش میں عرصہ دراز تک مصروف رہے۔ حدود ممالک محروسہ سرکارعالی سے باہر شولاپور میں ایک ایسی جماعت موجود تھی جو ملزمین کو ان کی نیت فاسد اور مجرمانہ کی پیشرفت میں افعال کے ارتکاب میں مدد دے رہی تھی۔ یعنی بموں کی سربراہی

نارائن راؤ بنام سرکار عالی

اور پیسے مدد کر رہی تھی۔ اپنے ناپاک مقصد کے حصول کے لئے چلتی ہوئی موٹر پر بم پھینکنے کی مشق کیجارہی تھی اور اسی پیشرفت میں ملزم نمبر(۱) نے ایک ایسے خطرناک بم کو اپنے حصول مقصد کے لئے استعمال کیا جس کی نسبت فوجی ماہر کی یہ شہادت موجود ہے کہ وہ جنگ میں دشمن کی فوجوں کو ہلاک کرنے کے لئے اور انسانوں کی جان لینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ نتیجہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ ہماری رائے میں ملزمین نمبر(۱ و ۲) کے افعال اعلیحضرت کے خلاف "جنگ کرنے" اور "اس کی اعانت" میں داخل ہیں۔

آخر میں ہم امر نمبر(۲) پر بحث کرکے یہ بتلائیں گے کہ ملزمین کس سزاء کے مستوجب ہیں۔ وکیل ملزمین نے اس امر سے متعلق بحوالہ دفعہ (۳۰) تعزیرات سرکار عالی دو قوانین کے تحت علحدہ علحدہ سزاؤں کے دئے جانے پر اعتراض کیا ہے۔ دفعہ (۳۰) تعزیرات سرکار عالی حسب ذیل ہے۔ ....

"جب کوئی جرم چند اجزاء سے مرکب ہو اور اُن میں سے کوئی جزو بہ نفسہٖ جرم ہو تو بجز اس کے کہ کوئی صریح حکم اس کے خلاف ہو مجرم کو ایک سے زیادہ جرم میں سزاء نہ دیجائے گی۔"

"جب کوئی فعل ایک سے زیادہ قوانین یا ایک ہی قانون کے متعدد احکام کی رو سے قابل سزاء ہو یا جب چند افعال جن میں سے ایک یا ایک سے زیادہ ملکر بہ نفسہٖ کوئی جرم ہو اور سب ملکر کوئی اور جرم ہو جائیں۔

تو مجرم کو اس سزاء سے زیادہ نہ دیجا سکے گی جو اُن جرائم میں سے کسی ایک کے لئے زیادہ سے زیادہ دیجا سکے گی۔"

اس دفعہ کے تین اجزاء ہیں۔ جزو اول میں ایسے جرم کی نسبت واضعان قانون کے منشاء کو ظاہر کیا گیا ہے جو چند اجزاء سے مرکب ہو اور اُن میں سے کوئی جزو فی نفسہٖ جرم ہو تو ایسی صورت میں بجز اس کے کہ کوئی صریح حکم اسکے خلاف ہو مجرم کو ایک سے زیادہ جرم میں سزاء نہ دیجائے گی۔

اس حصہ میں قطعی امتناع اس امر کی کردی گئی ہے کہ مرکب افعال کی صورت میں ایک سے زیادہ حکم سزاء صادر کئے جائیں بجز اس کے کہ اس کے خلاف کوئی صریح حکم ہو۔ بظاہر اس کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملزم کے مرکب افعال جو ایک ہی قانون کے تحت علحدہ علحدہ جرم بنتے ہوں اس میں داخل ہیں اس لئے کہ اس دفعہ کے دوسرے جزو میں ایک سے زیادہ قوانین کے تحت آنے والے افعال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح تیسری شکل میں بھی تصور یہی معلوم ہوتا ہے کہ چند افعال ایک ہی قانون کے تحت جرم ہوں۔

نارائن راؤ بنام سرکار عالی

لیکن شکل اول اور شکل سوم میں فرق یہ ہے کہ شکل اول میں چند اجزاء کے منجملہ کوئی جرم بہ نفسہ جرم ہو اور ہر جرم علٰحدہ علٰحدہ بھی جرم ہو تو ایک سے زیادہ جرم میں سزاء نہ دیجائے گی اور شکل سوم میں ہر فعل جرم ہو اور ایک سے زیادہ افعال ملکر کوئی جرم بنے یا سب ملکر کوئی جرم بنجائیں تو مجرم کو اُس سزاء سے زیادہ سزا نہ دیجا سکیگی جو ان جرائم میں سے کسی ایک کے لئے زیادہ سے زیادہ دیجا سکیں گی۔ مجموعۂ تعزیرات سزاؤں کی تعریف کرتا اور اُن سزاؤں کی مقدار کو معین کرتا ہے۔ سزاء کے دینے یا نہ دینے کا اختیار عطاء کرنے والا قانون مجموعۂ ضابطۂ فوجداری ہے۔ عدالتیں اسی ضابطہ کے احکام کے بموجب اپنے ان اختیارات کو استعمال کرتی ہیں۔ مجموعۂ تعزیرات میں دفعہ (۳۰) کو وضع کرنے کا منشاء ہرگز یہ نہیں ہے کہ عدالتوں کے اُس اختیار کو محدود کیا جائے جو مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی رو سے انہیں عطاء کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کا منشاء محض یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملزمین کے حق میں جو سزائیں صادر ہوں اُن کی ترتیب اور انتظام اس طرح سے ہو کہ وہ ملزم کے حق میں ایک لا متناہی سلسلہ سزاء نہ بن جائیں۔ بادی النظر میں دفعہ (۲۱) قانون تعبیر و اطلاق قوانین اور دفعہ (۲۴۲) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے احکام مجموعۂ تعزیرات کی اس دفعہ کے متناقص معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ قانون تعبیر و اطلاق قوانین اور مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے بموجب عدالتوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ ایسے جرائم میں جو مرکب افعال سے بنتے ہوں یا ایسے جرائم میں جو مخلوط افعال سے بنتے ہوں ایک ہی تحقیقات کے سلسلہ میں علٰحدہ علٰحدہ سزائیں نافذ کریں۔ جہانتک ہم نے تلاش کیا عدالت العالیہ سرکار عالی یا جوڈیشل کمیٹی سرکار عالی کی کوئی نظیر ہماری نظر سے نہیں گذری جس میں یہ مسئلہ پیدا ہوا ہو اور طے کیا گیا ہو لیکن عدالت العالیہ اور جوڈیشل کمیٹی کے نظائر متعدد ایسے موجود ہیں جن میں ایک ہی تحقیقات میں ملزمین کے مرکب افعال کے لئے ایک ہی قانون کے تحت اُن کو متعدد سزائیں دیگئی ہیں یا مخلوط افعال کے لئے ایک سے زیادہ قوانین کے تحت متعدد سزائیں صادر کی گئی ہیں۔ البتہ ۱۳۴۲ف میں ضابطۂ فوجداری کی دفعہ (۲۴۲) کی ترمیم سے پہلے ہر سزاء یکے بعد دیگرے شروع کی جاتی تھی اور جو ترمیم دفعہ (۲۴۲) میں کی گئی اُس کے لحاظ سے عدالتوں کو یہ اختیار دیدیا گیا کہ وہ ان سب سزاؤں کے ایک ساتھ شروع ہونے کی تجویز بھی کر سکتی ہیں۔ ان ہر سہ قوانین کے بادی النظری تناقص کے ارتفاع کی صورت بجز اس کے نہیں ہے کہ ہم اس مسئلہ میں اپنی نظر کو ہمارے قوانین اور نظائر کی حد تک محدود رکھیں۔ برٹش انڈیا کے نظائر و قوانین اس مسئلہ میں ہم سے کچھ ملتے جلتے نہیں ہیں۔ کچھ تو وہاں کے مماثل دفعات

تلادا ٹھوداؤ بنام سرکار عالی

مجموعۂ ضابطۂ فوجداری اور قانون تعبیر و اطلاق قوانین کے دفعات میں فرق ہے اور کچھ نظائر میں بھی ایسا ہی فرق واقع ہوگیا ہے۔ دفعہ (۱۷) تعزیرات ہند کی تعبیر میں جو ہماری دفعہ (۲۰) کے مماثل ہے مختلف ہائیکورٹوں نے اختلاف کیا ہے۔ الہ آباد ہائیکورٹ کی قطعی یہ رائے تھی کہ مرکب اور مخلوط افعال میں سے ہر فعل کے لئے ملزم کو ایک سزا دیجانی چاہئیے۔ دیکھو انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد (۱۰) ص ۵۸ ۔ اس کے برخلاف ہائیکورٹ بمبئی نے اپنے ایک جلسۂ کاملہ میں قرار دیا کہ دفعہ (۱۷) تعزیرات ہند کے تحت ملزم کو ایک سے زیادہ سزا نہیں دیجا سکتی دیکھو انڈین لارپورٹ بمبئی جلد (۲۳) ص ۷۰۶۔

عدالت العالیہ سے باجلاس جلسۂ متفقہ بمقدمہ سرکار عالی بنام ہیراجی مختلف ملزمین کو جنہوں نے ایک ہی نزاع کے سلسلہ میں مختلف اشخاص کے مقابلہ میں مختلف جرائم کا ارتکاب کیا تھا مختلف سزائیں دیں۔ ملاحظہ ہو نظائر عثمانیہ جلد نمبر (۲) ص ۱۴۱۔ اس مقدمہ کا مرافعہ ملزمین کی جانب سے جوڈیشل کمیٹی میں ہوا اور جوڈیشل کمیٹی سے مرافعہ نا منظور ہوا عدالت العالیہ کی مصدرہ سزائیں بحال رہیں۔ ملاحظہ ہو (۳۳) دکن ص ۱۶۲۔

ضابطہ جوڈیشل کمیٹی کے لحاظ سے جو بحث کہ اس مقدمہ میں کی گئی ہے اُس سے قطع نظر کرتے ہوئے ہمیں یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ عدالت العالیہ اور جوڈیشل کمیٹی ہر دو نے ایک ہی سلسلہ افعال میں مختلف اور متعدد جرائم کے ارتکاب کے لئے مختلف اور متعدد سزائیں صادر کی ہیں لیکن ان سب سزاؤں کے ایک ساتھ نفاذ کا حکم دیکر ان سزاؤں کو یکجا کردیا کہ اُن کے علحدہ علحدہ صادر ہونے کا اثر باقی نہیں رہا۔

جو مقدمہ اس وقت زیر تجویز ہے اُس میں صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ دو ملزمین میں سے ملزم نمبر (۱) کو تعزیرات کی دفعہ (۲۸۷) کے تحت سزائے موت و ضبطی جائداد اور اُسی قانون کی دفعہ (۲۴۸) کے تحت سزائے حبس دوام اور قانون دھماکہ خیز اشیاء کے تحت پانچسال قید با مشقت کی سزا دی گئی ہے اور ملزم نمبر (۲) کے حق میں دفعہ (۴۰۸) تعزیرات سرکار عالی کے تحت بجرم اعانت قید دوام با مشقت و ضبطی جائداد و قانون دھماکہ خیز اشیاء کے تحت تین سال قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ غور طلب امر یہ ہے کہ دفعہ (۳۰) تعزیرات کے تحت یہ سزائیں بحال رہ سکیں گی یا کیا؟

دفعہ (۳۰) مجموعہ تعزیرات کو جب ہم دفعہ (۲۱) قانون تعبیر و اطلاق قوانین اور دفعہ (۲۴) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے ساتھ پڑھتے ہیں تو جیسا کہ اوپر بحث کرکے بتلا دیا ہے۔ مختلف قوانین کے تحت سزاؤں کے دینے میں عدالتہائے تحت نے جو عمل کیا ہے اُس میں ہمیں کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی اور ہم عدالتہائے تحت کی رائے سے اپنے آپ کو کلیتاً متفق پاتے ہیں۔ البتہ یہ امر غور طلب ہوجاتا ہے کہ آیا مجموعۂ تعزیرات دفعہ (۲۸۷) اور دفعہ (۲۴۸)

داروغہ داؤد بنام سرکار عالی

کے تحت ملزم نمبر (۱) کے حق میں سزائے موت اور سزائے حبس دوام کا صادر کیا جانا صحیح ہے یا نہیں۔ عدالت صادر کنندہ سزا سے عدالت تصحیح نے بھی اس مسئلہ میں اتفاق کرلیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم اس سے اتفاق نہیں کرسکتے اولاً اس وجہ سے کہ عدالتہائے تحت نے موت اور حبس دوام کی سزا کو بحق ملزم نمبر (۱) علی سبیل البدل صادر کیا ہے اور یہ تبلادیا ہے کہ اگر سزائے موت کسی وجہ سے نافذ نہ ہوسکے تو سزائے حبس دوام دیجائے۔ اس طرح علی سبیل البدل سزا کے صادر کئے جانے کے لئے کسی قانون میں کوئی حکم موجود نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ملزم کو سزائے موت دیجارہی ہے تو اس کے بعد علی سبیل البدل سزا اس اندیشہ سے کہ اگر سزائے موت نافذ نہ ہو تو سزائے حبس دوام قائم رہے۔ یوں بھی صحیح نہیں کہ مقدمہ ہذا کے مقبولہ اور مثبتہ واقعات کے مدنظر ملزم کا سزا پانا تو لازمی اور یقینی ہے۔ جس اقتدار کو سزائے موت کے نفاذ کی قدرت حاصل ہے وہ اُس کو تبدیل فرمانے کی جانب راغب ہو تو وہ سزا حبس دوام میں بھی تبدیل ہوسکیگی اس لئے ان تینوں قوانین کے موجودہ احکام کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملزم نمبر (۱) کے حق میں جہاں ہم دفعہ (۷۸) تعزیرات کے تحت سزائے موت صادر کرنے کی رائے ظاہر کررہے ہیں وہاں دفعہ (۲۴۸) کے تحت حبس دوام کی سزا کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اس لئے بھی کہ ملزم علیہ کے تمام وہ افعال جن کی شہادت مقدمہ ہذا میں پیش ہوئی ہے یعنی موجودہ حکومت کی دستور میں تبدیلی کی غرض سے سازش کرنا۔ جلسے کرنا۔ بم وغیرہ کا بہم پہنچانا اُس کا موکب ہمایونی کی طرف پھینکنا یہ سارے افعال "جنگ کرنے" کے سلسلہ میں کئے گئے اگرچہ کہ ان کے کرنے کے لئے کئی ماہ کی مدت درکار ہوئی۔ لیکن ان سارے افعال کے پیچھے جو نیت مجرمانہ تھی وہ صرف ایک اور "اعلیحضرت" کے خلاف "جنگ کرنے" ہی کی تھی اس کا منتہی جو ظہور پذیر ہوا وہ بم کا موکب ہمایونی پر پھینکنا تھا۔ ان میں سے ہر فعل بجائے خود بلحاظ بیان ملزم نمبر (۱) واقعات مقبولہ و مثبتہ "جنگ کرنے" کی تعریف میں داخل ہوجاتا ہے۔ اس کی تحلیل یوں کی جاسکتی ہے کہ اگر ملزم یا ملزمین موکب ہمایونی پر بم پھینکنے کا مشورہ کرتے ہوئے گرفتار ہوجاتے تب بھی وہ "جنگ کرنے" کے فعل کے مرتکب قرار دئے جاتے۔ اگر ملزم یا ملزمین میٹنگ منعقد کرکے سرکار کو موجودہ طریقۂ حکومت کے خلاف اُکساتے ہوئے گرفتار ہوجاتے تب بھی وہ اسی جرم کے مجرم قرار دئے جاتے اگر ملزم یا ملزمین اعلیحضرت بندگانعالی کی سواری مبارک پر بم پھینکنے کی نیت سے جانے کے قبل اپنے مکان پر یا راستہ پر گرفتار ہوجاتے اور یہ ثابت کیا جاسکتا کہ وہ اس نیت سے بم ساتھ رکھے ہوئے تھے یا جارہے تھے اور بم پھینکنے کا

نارائن راؤ
بنام
سرکار عالی

واقعہ سرے سے نہ ہوتا تب بھی وہ اسی جرم کے مرتکب قرار دئے جاتے اور اسی سزاء کے مستوجب ہوتے کیونکہ اس دفعہ کی خصوصیات کے لحاظ سے بہ ارتکاب اقدام۔ اعانت سب برابر کی سزاء کے مستوجب ہیں نتیجہ یہ ہے کہ ہم ملزم نمبر (۱) کی حد تک سزائے موت تحت دفعہ (۷۸) و سزائے حبس دوام تحت دفعہ (۲۴۸) کی رائے سے اپنے آپ کو متفق نہیں پاتے۔

ہماری رائے میں اس ملزم کے خلاف تحت دفعہ (۷۸) مجموعۂ تعزیرات سزائے موت و ضبطی جائداد کا صادر کرنا مطابق قانون اور کافی ہے اور ملزم نمبر (۲) کی حد تک ہم اس سزاء سے متفق ہیں جو عدالتہائے تحت نے ان کو دی ہے۔

اگر ملزمین کی درخواستوں پر علحدہ مثلیں ترتیب دی گئی ہوں تو ہماری اس رائے کی نقلیں ان میں سے ہر ایک میں شامل کر دیجائے اور نقل رائے بجواب استصواب محکمہ معتمدی عدالت و کوتوالی وغیرہ کو روانہ کردیجائے

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

باجلاس آنریبل مولوی ابوالحسن سید علی صاحب پریزیڈنٹ و آنریبل راجہ منوہر پرشاد صاحب و آنریبل مولوی سید محمد عبداللہ صاحب ارکان

۱۳۵۷
نمبر مقدمہ
منفصلہ ۲
۱۳۵۵
اسفندار

ریونپا وغیرہ مرافعان بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

حسب الحکم عالیجناب چیف سیول اڈمنسٹریٹر صاحب جوڈیشل کمیٹی کی متفقہ رائے مورخہ ۲ اسفندار ۱۳۵۸ ف منظور فرمائی گئی۔

رپورٹ ابتدائی شبہات سے پاک و صاف ہونی چاہیئے۔

تجویز ہوئی کہ مقدمات فوجداری میں رپورٹ ابتدائی کی خاص اہمیت ہوتی ہے کیونکہ یہی اصل بنیاد ہے اور اسی سے شہادت کے موازنہ میں مدد ملتی ہے مگر ایسی رپورٹ شبہات سے پاک و صاف ہونی چاہیئے۔ (مقدمۂ ہذا میں دو رپورٹیں پیش ہوئیں اور دونوں میں اس قدر اختلاف ہے کہ دونوں کو مشتبہ قرار دیا گیا ہے)

منجانب مرافعان مولوی محمود علی خاں صاحب اڈوکیٹ۔

منجانب مرافعہ علیہ مولوی وجیہ الدین صاحب وکیل سرکار پائیگاہ۔

فیصلہ:- پانچ نفر ملزمین ریونپا۔ مرگپا۔ بجلی صاحب۔ گریا و امام صاحب کے خلاف تحت

مرافعہ بناراضی تجویز جلسۂ متفقہ عدالت العالیہ مورخہ ۲۸ بہمن ۱۳۵۷ ف۔

ریونیا بنام سرکار عالی

دفعات (۳۰۲ و ۱۴۴) تعزیرات سرکار عالی عدالت ضلع بشیر آباد میں اس بیان سے چالان پیش کیا گیا کہ مقتول رودرپا اور ملزمین مرگیپا و ریونیا وغیرہ میں جماعت بندی اور سخت مخالفت تھی۔ اسی کی پیشرفت میں ۱۳ ار فروردی ۱۳۵۴ف کو دن کے تین بجے جبکہ رودرپا مقتول سدپا کی دوکان پر گیا ہوا تھا ملزمین مذکورہ صدر لٹھوں سے مسلح پہونچ گئے اور مقتول رودرپا کو شدید ضربات پہونچائے جس کے صدمہ سے وہ شام کو پانچ بجے انتقال کرگیا۔ مقدمہ سپرد سشن ہوا جہاں سے ریونیا و زنگلی صاحب کو حبس دوام کی سزا دی گئی اور باقی تین ملزمین کو بری کیا گیا اور مثل تصحیحاً عدالت العالیہ میں روانہ کی گئی۔ عدالت العالیہ میں بری شدہ ملزمین کے خلاف بھی علحدہ علحدہ مرافعے پیش کئے گئے۔ عدالت العالیہ کے جلسۂ متفقہ نے بجز امام صاحب کے بقیہ چار ملزمین کے حق میں حبس دوام کی تجویز صادر کی اور امام صاحب کو الزام منسوبہ سے بری کیا۔ اس تجویز کے خلاف ملزمین کی درخواست پر بتوسط محکمۂ سرکار تحت دفعہ (۲۶) ضمن (۲) ضابطہ جوڈیشل کمیٹی بغرض اظہار رائے یہ مثل ہمارے سامنے پیش ہے۔

ملزمین کے اڈوکیٹ و اڈوکیٹ سرکار عالی کی بحث سماعت کی گئی۔ مقدمۂ ہذا میں استغاثہ کی جانب سے جملہ (۱۳) گواہوں کے بیانات عدالت سشن میں قلمبند کرائے گئے۔ گواہ نمبر (۱) نیلوا وارث کی حیثیت سے پیش ہوئی ہے۔ گواہ نمبر (۲) شرنپا برادر مقتول ہے جو مقتول کے بیان قبل ازمرگ کے متعلق شہادت ادا کرتا ہے۔ گواہ نمبر (۳) ریونپا یہ بھی برادر مقتول ہے۔ وارث کی حیثیت سے پیش ہوا ہے۔ گواہ نمبر (۴) اپا راؤ پولیس پٹیل رپورٹ کنندہ ہے جس نے رپورٹوں کی تصدیق کی ہے۔ گواہ نمبر (۵) ایم سبارامیا ڈاکٹر ہیں۔ جنہوں نے نعش کا پوسٹ مارٹم کرکے رپورٹ کی ہے۔ گواہان نمبر (۶) تا (۸) رویت کی شہادت ادا کرتے ہیں۔ گواہان نمبر (۹ و ۱۰) حسین خاں و ریون سدپا نے یہ شہادت ادا کی ہے کہ ملزمین کو لٹھ لئے ہوئے بروز واقعہ اس مقام سے گذرتے ہوئے دیکھا ہے۔ گواہ نمبر (۱۱) سبحان جی وہ شخص ہے جس نے یہ بیان کیا ہے کہ "بروز واقعہ جنگل سے آرہا تھا۔ راستہ پر رودرپا پڑا ہوا تھا۔ ریونپا اور شرنپا دونوں بولے ہم سے اٹھتا نہیں تو منظر اٹھاکر لے کر گیا"۔ رودرپا ابھی زندہ تھا مگر بے ہوش تھا۔ گواہ نمبر (۱۲) راماراؤ پنچنامہ جات کا گواہ ہے۔ گواہ نمبر (۱۳) سرکل انسپکٹر پولیس ہیں۔ بس یہی جملہ شہادت استغاثہ کی ہے۔ اس شہادت کے منجملہ سب سے پہلے رویت کی شہادت پر غور کیا جاتا ہے جو ریونپا۔ ایرہدرپا اور ریون سدپا پر مشتمل ہے۔ ریونپا کا بیان ہے کہ "رودرپا مقتول کو جانتا ہوں مرگیا ہے۔ ریونپا مرگیپا۔ گرپا۔ امام صاحب

ریونپا بنام سرکار عالی

دبجلی صاحب نے مارا ہے ۔ امام صاحب لکڑی سے مارا ہے ۔ مرگپا لٹھ سے مارا۔ اس کے بعد کون مارے کی کیا ہے کی ۔ مظہر جاکر پٹیل کو اطلاع دیا تھا ۔ مقتول نیچے پڑا تھا ۔ مارتے وقت پانچوں ملزمین تھے ۔ مظہر (۱۶) قدم کے فاصلے سے واقعہ دیکھا ہے ۔ جرح میں بیان کرتا ہے کہ ہمارے گاؤں میں دو پارٹیاں ہیں ۔ مظہر چاوڑی کی طرف سے آرہا تھا ۔ کتنے لوگ تھے کی مظہر پٹیل کو جاکر اطلاع دیا مظہر چھڑانے کی کوشش نہیں کی ۔ یہ واقعہ ریون سدپا کی دوکان کے سامنے ہوا ۔ اُس وقت اُس کے گماشتے ایربھدرپا ولاڑپا تھے "۔

دوسرا بیان ایربھدرپا کا ہے جو بیان کرتا ہے کہ "ان پانچوں ملزمین نے رودرپا کو مار ڈالا ۔ مظہر کی دوکان کے سامنے مارتے ہوئے دیکھا ہے ۔ پہلے مرگپا لٹھ سے مارا ۔ اس کے بعد بجلی صاحب پتھر سے مارا اس کے بعد گرپا و امام صاحب لٹھ سے مارے ۔ ریونپا مقتول کو پکڑ لیا تھا ۔ مظہر (۱۵-۱۰) قدم کے فاصلہ سے واقعہ دیکھا ہے ۔ مارتے ہوئے ریون سدپا اور گنڈپا دیکھے ہیں ۔ رودرپا مقتول مظہر کی دوکان پر بیٹھا تھا جرح میں بیان کرتا ہے کہ گاؤں میں دو پارٹیاں ہیں ۔ ان دونوں پارٹیوں میں سخت دشمنی ہے "۔ تیسرا بیان ریون سدپا کا ہے ۔ یہ بیان کرتا ہے کہ " رودرپا مر گیا ہے ۔ ملزمان حاضر اجلاس مارے ہیں ۔ مارتے وقت مظہر دیکھا ہے ۔ پہلے ریونپا آکر پکڑا ۔ اس کے بعد مرگپا آکر لٹھ سے مارا ۔ بجلی صاحب ملزم آکر پاؤں پر پتھر ڈالا ۔ گرپا و امام صاحب لٹھ سے مارے ۔ مظہر کے ساتھ دیکھنے والے کوئی بھی نہیں تھے ۔ مظہر تنہا دیکھ رہا تھا ۔ رودرپا مقتول ریون سدپا کی دوکان میں تھا ۔ مظہر بھی اُسی دوکان پر بیٹھا تھا ۔ ویربھدرپا ریون سدپا کا گماشتہ ہے وہ بھی اس وقت دوکان میں موجود تھا ۔ عدالت سشن اور عدالت العالیہ ہر دو نے ان بیانات پر اعتماد کیا ہے ۔ ان ہر سہ گواہان نے پانچوں ملزمین کے تعلق سے بیان دینے کی کوشش کی ہے ۔ اگر ان کے بیانات پر اعتماد کیا جائے تو کوئی ملزم برأت نہیں پا سکتا ۔ باوجود اس کے عدالت سشن نے تین ملزمین کو برأت دی اور عدالت العالیہ نے بھی امام صاحب کو بری کیا ۔ عدالت سشن نے جن تین ملزمین کو بری کیا ہے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ پولیس پٹیل کی پہلی رپورٹ میں صرف دو اشخاص کے نام ظاہر کئے گئے ہیں اور چونکہ بقیہ ملزمین کے نام نہیں ہیں اس لئے ان تین اشخاص کی مجرمیت میں شبہ ناشی ہوتا ہے ۔ حالانکہ رویت کے گواہوں نے ان تین اشخاص کے تعلق سے بھی شہادت ادا کی ہے ۔ عدالت العالیہ نے امام صاحب کو اس وجہ سے بری کیا ہے کہ اس کا نام ہر دو رپورٹوں میں نہیں ہے ۔ گو اس کے متعلق بھی

ریونپا
بنام
سرکار عالی

رویت کے گواہوں نے شہادت ادا کی ہے ۔ گویا عدالت سشن و عدالت العالیہ ہر دو نے ملزمین کی مجرمیت کا انحصار زیادہ تر پولیس پٹیل کی رپورٹ پر رکھکر اس کی روشنی میں رویت کی شہادت سے ملزمین کے خلاف نتیجہ اخذ کیا ہے ۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مقدمات فوجداری میں رپورٹ ابتدائی کی خاص اہمیت ہوتی ہے کیونکہ یہی اصل بنیاد ہے اور اسی سے شہادت کے موازنہ میں مدد ملتی ہے مگر رپورٹ شبہات سے پاک و صاف ہونی چاہئے تاکہ اس پر بھروسہ کیا جاسکے ۔ مقدمۂ ہذا میں دو رپورٹیں پیش ہوئی ہیں ۔ ایک ۱۳ ، فروردی ۱۳۵۴ف کی ہے اور دوسری رپورٹ ۱۴ ، فروردی ۱۳۵۴ف کی ۔ پہلی رپورٹ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گاؤں میں یہ بلوہ ہے کہ ریونپا و بجلی صاحب نے رودرپا کو مار پیٹ کئے جس کی اطلاع مذکور حسینی معصولدار گنڈا و سائلو نے دی ۔

اس رپورٹ کی تائید میں صرف پولیس پٹیل گواہ نمبر (۴) کا بیان کرایا گیا ہے اور ان اشخاص کا بیان نہیں کرایا گیا جن کا ذکر اس رپورٹ میں ہے اور پولیس پٹیل بحیثیت گواہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ بلوہ کی اطلاع پر وہ مقتول کے مکان پر پہونچا اور مقتول کی ماں اور بھائیوں سے دریافت کرنے پر ان ہر سہ نے یہ بیان کیا کہ ریونپا ۔ بجلی صاحب ۔ گرپا و مرگپا وغیرہ نے رودرپا کو مارا ہے ۔ اس کے بعد اُس نے جاکر رپورٹ مرتب کی ۔ اگر پولیس پٹیل کا یہ بیان صحیح ہے تو پہلی رپورٹ بالکل غلط ہو جاتی ہے ۔ پہلی رپورٹ تو حسینی گنڈا و سائلو کے حوالہ سے دی گئی ہے ۔ اس میں ان واقعات کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ البتہ دوسری رپورٹ جو ۱۴ ، فروردی ۱۳۵۴ف واقعہ کے دو روز بعد روانہ کی گئی ہے اس میں یہ صراحت موجود ہے ۔ یہ رپورٹ مقتول کے انتقال کے بعد دی گئی ہے ۔ جب پولیس پٹیل کی پہلی رپورٹ کے قبل ہی جملہ واقعات مقتول کے ورثا پر ظاہر ہوچکے تھے تو پہلی رپورٹ میں ان واقعات کو درج نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوئی ۔ اگر حسینی گنڈا و سائلو پیش کئے جاتے تو حقیقت ظاہر ہوتی مگر ان کے عدم پیشی کی وجہ پولیس پٹیل کی مرتبہ رپورٹیں مشتبہ ہو جاتی ہیں ۔ اور ان میں سے کسی ایک پر بھروسہ کرنا دشوار ہے اس کے ساتھ جب رویت کی شہادت کو ملایا جائے تو ہمارے شبہ میں اور اضافہ ہو جاتا ہے ۔ اس سلسلہ میں پہلا بیان ریونپا کا ہے اُس نے اپنے ابتدائی بیان میں جس طرح ملزمین کے افعال کا تعین کیا ہے اس سے صرف ریونپا اور مرگپا کا تعین ہوتا ہے ۔ کیونکہ اُس نے جہاں یہ بیان کیا ہے کہ پانچوں ملزمین نے مارا ہے یہ بھی بیان کیا ہے کہ " شروع ریونپا پکڑا تو مرگپا لٹھ سے مارا ۔ اس کے بعد کون مارے کی کیا ہے کی مظہر جاکر پٹیل کو اطلاع دیا " گویا پہلے حصہ

ریونپا بنام سرکار عالی

بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانچوں ملزمین نے مارا ہے اور بعد کے حصۂ بیان سے صرف دو ملزمین کا تعین ہوتا ہے۔ اس جز بیان کو رپورٹ ابتدائی مورخہ ۱۳؍ فروری ۱۳۵۴ف کے ساتھ دیکھا جائے جس میں ریونپا اور بجلی صاحب کا ذکر ہے تو مرگپا خارج ہو جاتا ہے اور صرف ایک ملزم ریونپا رہ جاتا ہے اس ملزم کے متعلق اس گواہ نے صرف یہ بیان دیا ہے کہ اُس نے مقتول کو رودرپا کی دوکان سے باہر لایا اس کے علاوہ اس کے اور افعال کا تعین نہیں ہوتا۔ اس گواہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اُس نے واقعہ کی اطلاع پولیس پٹیل کو دی۔ مگر پولیس پٹیل گواہ نمبر (۴) اس واقعہ کی تصدیق نہیں کرتا اور نہ اس کے کسی رپورٹ میں اس کا اندراج ہے۔ اس گواہ کا وجود مقام واقعہ پر مشتبہ ہو جاتا ہے اور بجز اس کے بیان کے دیگر دو گواہان رویت سے اس کا وجود ظاہر نہیں ہوتا۔ چنانچہ گواہ نمبر (۷) ایربھدرپا بیان کرتا ہے کہ اُس نے اور گنڈیا و ریون سدپا نے واقعہ دیکھا ہے اور ریون سدپا بحیثیت گواہ تنہا واقعہ دیکھنا بیان کرتا ہے اور یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مارپیٹ ریون سدپا کی دوکان میں نہیں ہوئی بلکہ سڑک پر ہوئی۔ ایربھدرپا دوکان میں بیٹھا تھا۔ گویا اس گواہ کے بیان سے نہ صرف ریونپا بلکہ ایربھدرپا کا واقعہ کو دیکھنا مشتبہ ہو جاتا ہے۔ ریونپا اور ایربھدرپا کے بیانات خارج کئے جانے کے بعد صرف ریون سدپا کا بیان رہجاتا ہے اس گواہ نے واقعہ کے تعلق سے اس قدر صرف بیان کیا ہے کہ ملزمین حاضر اجلاس مارے تو مقتول گر گیا۔ مگر اس نے کسی ملزم کے افعال کا تعین نہیں کیا ہے۔ ان حالات میں مجرد اس گواہ کے ایسے بیان پر ملزمین کو مرتکب جرم باور کرنا حد درجہ خطرناک ہے نیز ان ہرسہ گواہان کو رویت کے گواہ باور کرنا اس لئے بھی دشوار ہے کہ ان گواہاں کا ذکر کسی مقام پر بھی نہیں کیا گیا ہے۔ خود مفتش مقدمہ بھی یہ نہیں بیان کرتے کہ ان گواہان کا علم اُن کو کس طرح ہوا جو کچھ نام لئے گئے ہیں وہ ان تین اشخاص حسینی۔ گنڈا و سائلو کے ہیں۔

مگر یہ اشخاص پیش نہیں کئے گئے۔ اس کے بعد واقعہ متعلقہ اور مقتول کا بیان قبل از مرگ کی شہادت رہجاتی ہے واقعہ متعلقہ کی شہادت گواہ نمبر (۹ و ۱۰) ادا کرتے ہیں۔ یہ شہادت صرف اس قدر ہے کہ بروز واقعہ ملزمین اس راستہ سے لٹھوں کے ساتھ گذر رہے تھے۔ مخفی مباد کہ مجرد اس شہادت کی بناء پر کسی شخص کو مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ گاؤں میں اکثر لوگ اس طرح لٹھ لیکر پھرا کرتے ہیں۔ بیان قبل از مرگ کی شہادت صرف ایک ہی شخص شرنپا برادر مقتول ادا کرتا ہے مگر اس کی تائید کسی اور گواہ کے بیان سے نہیں ہوتی ہے نہ خود پولیس پٹیل اس کی تائید کرتا ہے۔ اس واقعہ میں اصلیت نہیں معلوم ہوتی۔

ریونیا
بنام
سرکار عالی

کیونکہ گواہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ مقتول بے ہوش تھا۔ گو گواہ نے یہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہوش آنے کے بعد اس طرح دریافت کرنے پر بیان دیا۔ ایک اور واقعہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ ملزمین کے پارچہ اور لٹھوں پر جو ان کے قبضہ و نشاندہی سے برآمد کئے گئے تھے خون کے دھبے تھے مگر مثل میں کیمیکل اگزامنر کی رپورٹ شامل نہیں ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کیا رپورٹ دی گئی۔ اڈوکیٹ صاحب سرکار سے دریافت پر بھی اُنہوں نے اس کے متعلق کوئی تشفی نہیں کرائی۔ مثل سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ کیمیکل اگزامنر کے پاس یہ اشیاء روانہ کئے گئے تھے۔ بہر حال ہماری رائے میں یہ روئداد اس قابل نہیں ہیں کہ اس پر ملزمین کو مجرم قرار دیا جائے۔

پس بہ تنسیخ تجاویز عدالتہائے تحت ملزمین قابل برأت قرار پاتے ہیں۔ حسبہٗ محکمہ سرکار کو مطلع کیا جائے۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

۱۳۵۶ ف
نمبر مقدمہ ۱۲۶۸
منفصلہ یکم
فروردی ۱۳۵۷ ف

باجلاس آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحبان ارکان

محمد شرف الدین نگرانی خواہ بنام **لیاقت علیخاں** طرفثانی

دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری۔ اخراج چالان کے بعد استغاثہ کے پیش کرنے کا حق۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ چند واقعات کی نسبت پولیس نے ایک مخصوص الزام عائد کر کے چالان پیش کر دیا ہو تو بھی متضرر کو اس بات کا اختیار باقی رہتا ہے کہ وہ دوسرے دفعہ کے تحت ملزم کے مقابلہ میں استغاثہ دائر کر سکے۔ دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری اس میں حائل نہیں ہوتی۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی عبدالوحید صاحب اڈوکیٹ

فیصلہ:۔ نگرانی خواہ وکالتاً حاضر۔ طرفثانی حاضر نہیں ہے۔ واقعات مقدمہ یہ ہیں کہ مستغیث اور ملزم نشہ میں بدمست تھے اور شاہراہ عام پر بدنظمی پیدا کر رہے تھے۔ اسی سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ نگرانی خواہ نے طرفثانی سے جھگڑا کر کے اُن پر جمبیہ کا وار کیا اور وہ متضرر ہوا۔ پولیس نے صرف تحت دفعہ (۷۰) قانون کوتوالی دونوں کو چالان عدالت کیا جس میں نگرانی خواہ کو پانچ روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔ اس اثناء میں متضرر فریق ثانی ایک استغاثہ بالزام اقدام قتل نگرانی خواہ کے مقابلہ میں دائر کر دیا۔ اس میں نگرانی خواہ کیجانب سے یہ عذر کیا گیا کہ حسب دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری۔ ایک ہی سلسلہ واقعات کی بناء پر علیحدہ علیحدہ

نگرانی بناراضی تجویز مولوی خواجہ معین الدین صاحب ناظم دوم فوجداری بلدہ مورخہ ۲۹ امرداد ۱۳۵۶ ف

محمد شرف الدین
بنام
لیاقت علی خاں

استغاثہ نہیں کئے جا سکتے ۔ جبکہ ایک مقدمہ میں نگرانی خواہ کو سزا ہو چکی ہے تو استغاثہ قابل اخراج ہے اسکی تائید میں جو فیصلہ اجلاس کامل مندرجہ دکن لارپورٹ جلد (۱۸) ص ۵۰۳ پیش کرتے ہیں ہم کو اس کشف سے اتفاق نہیں ہے ۔ فیصلہ جلسۂ کاملہ محولۂ بالا ایسی صورت میں متعلق ہو سکتا ہے جبکہ مستغیث ایک ہی ہو ۔ یہاں قانون کوتوالی کے تحت جو استغاثہ دائر ہوا اس میں مستغیث سرکار عالی ہے اور استغاثہ مابعد میں مستغیث لیاقت علی جو پولیس کے استغاثہ یا ترک الزام کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا اور نہ پولیس کے اس طرح ایک الزام کو ترک کرنے سے مستغیث لیاقت علی کا استغاثہ ساقط ہو سکتا ہے ۔ علاوہ ازیں دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری کی جو تعبیر نگرانیخواہ کی جانب سے کی جاتی ہے وہ بھی قابل اتفاق نہیں ۔ کیونکہ دفعہ مذکور کے ضمن (الف) میں یہ صراحت کر دیگئی ہے کہ انہی واقعات پر کسی جرم جداگانہ کی تحقیقات کی جا سکیگی جس کا الزام ملزم پر مقدمہ سابق میں حسب دفعہ (۲۴۲) ضمن (۱) علٰحدہ قائم ہو سکتا تھا اور صورت زیر بحث اسی طرح کی ہے ۔ چنانچہ نظائر حیدرآباد ۱۳۴۸ف ص ۴۰۵ مقدمہ پیش نظر سے صحیح طور پر متعلق کی جا سکتی ہے ۔ غرض یہ نگرانی قابل منظوری نہیں ۔ مثل خارج اور داخلِ دفتر ہو

تصحیح فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل مولوی میر سیادت علیخاں صاحب ارکان

نمبر ۱۳۵۶ف
نمبر مقدمہ ۱۲۰
منفصلہ ۲۶ اسفندار ۱۳۵۶ف

سرکار عالی تصحیح خواہ بنام تکارام طرفثانی

گواہ کو کن صورتوں میں طرفدار تصور کیا جائے گا ۔ گواہ کی مخالفت کسی فریق سے اور اُس کا اثر ۔ جوابدہی کے واقعات کا پہلے موقعہ پر اظہار ہو جانا چاہئے ۔ گواہ کا اپنے مشاہدہ کو دوسروں سے بیان نہ کرنا ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) اس اصول کو عام قرار نہیں دیا جا سکتا کہ جب کسی ملزم کی مخالفت کسی گواہ سے ثابت ہو جائے تو اس گواہ کے ان تمام اعمال کو مصنوعی اور مبنی بر عداوت قرار دیدیا جائے جو اُس نے ملازم سرکار کی حیثیت سے کئے ہوں اور اس گواہ کو ہر حال میں دروغ گو قرار دیدیا جائے گو اُس کی تائید دوسری شہادت سے بھی ہو جاتی ہو ۔ البتہ اگر گواہ کے بیان سے یہ شبہ ہوتا ہو کہ وہ عداوت پر مبنی ہے تو بیان کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے ۔

(۲) جبکہ ملزم نے کسی خاص واقعہ کو (مثلاً مقتول کے ساتھ دوستی) جوابدہی میں پیش کیا ہو تو دیکھنا چاہئے کہ آیا اُسنے اپنے متعدد بیانات میں جو کہ ضابطہ کے تحت عدالت میں کرائے جاتے ہیں اس کا کبھی ذکر کیا یا نہیں ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا ہو اور نہ جرح کو

رائے تصحیح فوجداری مولوی میر لیاقت علی خاں صاحب ناظم صدر عدالت صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۲۳ آبان ۱۳۵۵ف ۔

سرکار عالی بنام نکارام

اس نہج پر کیا گیا ہو جس نہج پر کہ اُس واقعہ کے وجود کی صورت میں کیا جانا چاہیئے تو ایسی جوابدہی کو غور و فکر کرنے کے بعد گھڑا ہوا قصہ سمجھا جائے گا اور اس کی تائید میں جو گواہ پیش کئے جائیں گے اُن کے بیانات کو شبہ کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

(۳) اگر کسی گواہ نے کسی واقعہ کو دوسروں سے نہ کہا ہو اور اس کا ایسا سکوت فطرت انسانی کے مغائر ہو تو ظاہر ہے کہ اُس کی صداقت بیانی پر شبہ کی گنجائش ہو جائیگی۔ لیکن اس امر کو قاعدہ کلیہ نہیں بنایا جا سکتا کہ ہر مقدمہ کے حالات خواہ کچھ بھی ہوں جہاں کہیں یہ معلوم ہو کہ کسی گواہ نے اپنے مشاہدہ کا ذکر کسی سے نہیں کیا تو وہ ہر حال میں ساقط الاعتبار ہے خواہ اُس کے لئے ایسا بیان کرنے کا کوئی محل و موقع آتا ہو یا نہ آتا ہو۔

منجانب تصحیح خواہ مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب اڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مہرم کرونیگل سرکار منجانب طرفثانی نواب اکبر یار جنگ بہادر و مولوی مرتضیٰ احمد صاحب انصاری و مولوی احمد سعید خان صاحب اڈوکیٹس۔

آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خانصاحب رکن - لائق وکلاء فریقین کے تفصیلی مباحث سماعت کئے جا چکے ہیں ملزم پر یہ الزام ہے کہ اُس نے بتاریخ ۸ اردی ۱۳۵۵ف صبح (۸) بجے کے قریب موضع داؤد پور جاگیر تعلقہ مومن آباد ضلع بیڑ میں اپنے حقیقی بھائی بالارام کو بندوق کے فائر سے ہلاک کر دیا۔ مقدمہ بجرم قتل عمد سپرد سشن ہوا تھا اور جناب مزائد ناظم صاحب صوبۂ اورنگ آباد نے بعد تحقیقات ملزم کو مجرم قرار دیکر اس کے حق میں قید دوام کی سزا تجویز کی اور مثل تصحیحاً عدالت العالیہ میں روانہ کی ہے۔ ملزم نے اس تجویز کی ناراضی سے مرافعہ پیش کیا ہے اور ہم نے مقدمہ تصحیح اور ملزم کے مرافعہ کی یکجائی سماعت کی ہے۔

عدالت سشن میں استغاثہ کی جانب سے جملہ (۸) گواہوں کے بیانات قلمبند کرائے گئے ہیں اور ملزم نے اپنی صفائی میں تین گواہوں کو پیش کیا ہے۔ گواہان استغاثہ میں سے ڈاکٹر ابو الکلام گواہ نمبر (۸) وہ ڈاکٹر ہیں جنہوں نے نعش کا امتحان پوسٹ مارٹم کیا ہے اور اُن کے بیان نیز پنچنامہ اسباب موت کے مضمون اور عبد الحکیم گواہ نمبر (۱) کے بیان سے اس امر میں شبہ نہیں رہتا کہ بالارام کی موت بندوق کے فائر سے ہوئی لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ کیا شہادت پیش شدہ کی بناء پر نکارام ملزم کو اس جرم کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں راؤ صاحب گواہ نمبر (۳) - نیورتی گواہ نمبر (۴) - ماناجی گواہ نمبر (۵) اور موگیا گواہ نمبر (۶) نے رویت کی شہادت ادا کی ہے

سرکار عالی بنام بھکارام

اور اگر تجویز کا انحصار صرف انہی گواہوں کے بیانات پر ہوتا تو مقدمہ کی تجویز میں کوئی دشواری پیدا نہ ہوتی کیونکہ ان گواہوں نے بغیر کسی اہم اختلاف کے یہ بیان کیا ہے کہ جس فائر سے مقتول کی ہلاکت واقع ہوئی وہ ملزم حاضر اجلاس ہی نے کیا تھا۔ پولیس پٹیل کی ابتدائی رپورٹ ۸ ردے ۱۳۵۵ف کو یعنی بروز واقعہ ہی ہوئی ہے اور اسی دن پنچنامہ اسباب موت بھی مرتب ہوگیا اور ان دونوں دستاویزات میں واقعہ کی وہی روایت بیان کی گئی ہے جو اس وقت یہ گواہان رویت بیان کرتے ہیں۔ ملزم کی گرفتاری بھی بغیر کسی تعویق کے بروز واقعہ ہی عمل میں آئی ہے اس لئے بظاہر مقدمہ میں کوئی پیچیدگی معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر گواہان رویت کے بیانات کو دوسرے گواہوں کے بیانات کے ساتھ ملاکر دیکھا جائے تو قیام رائے میں کچھ دشواری محسوس ہونے لگتی ہے اور مقدمہ اتنا صاف نہیں رہتا جتنا کہ وہ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے۔ گواہان رویت میں سے راؤ صاحب گواہ نمبر (۳) ملزم و مقتول دونوں کا بھتیجہ ہے اور ماناجی گواہ نمبر (۵) موضع کا پولیس پٹیل ہے جس نے اس واقعہ کی ابتدائی رپورٹ کی ہے۔ ملزم کی جانب سے یہ بحث کی گئی ہے کہ اس ماناجی گواہ سے ملزم کی شدید مخالفت ہے اور وہی اس مقدمہ میں اس کی پریشانی کا باعث ہوا ہے حالانکہ وہ بالکل ناکردہ گناہ ہے۔ راؤ صاحب گواہ نمبر (۳) کا بیان ہے کہ اولاً ملزم نے اسی کو اس بات پر سرزنش کی تھی کہ گواہ نے اس کے چرواہے کو کیوں مارا اور چار پانچ بید بھی مارے تھے اور مقتول پر فیر صرف اس لئے کیا گیا کہ اس نے آکر دریافت کیا تھا کہ کیا ہو گیا ہے۔ اس گواہ کے ان ضربات کا پنچنامہ بھی ۸ ردے ۱۳۵۵ف ہی کو مرتب کر لیا گیا جس کو عبدالحکیم گواہ نمبر (۳) کے بیان سے ثابت کیا گیا ہے۔ مثل میں اس گواہ کے ضربات کا صداقتنامہ طبی بھی شریک ہے جو ڈاکٹر ابوالکلام گواہ نمبر (۸) کا ہی دستخطی ہے۔ لیکن ہمیں تعجب ہے کہ ڈاکٹر صاحب سے اس صداقتنامہ کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا گیا۔ ان حالات میں ہمیں اس صداقتنامہ کے اندراجات سے کوئی مدد لینا دشوار ہو گیا ہے۔ البتہ پنچنامہ کا مضمون پنچ کے بیان سے ثابت ہے۔ اس لئے ہم اس کے اس قدر حصہ پر توجہ کر سکتے ہیں جس میں ضربات کا ذکر ہے۔ لیکن اس میں راؤ صاحب کا جو بیان درج ہے اس پر استغاثہ کی جانب سے دفعہ (۱۶۶) ضابطہ فوجداری کی موجودگی میں استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ بیان بدوران تفتیش کوتوالی کے مواجہ میں ہوا ہے۔ اس طرح راؤجی کے موجودہ اس بیان کی اس امر کی کہ اس کو مقتول پر فائر کرنے سے پہلے ملزم نے متفکر کیا تھا اس پنچنامہ سے اس حد تک تائید ہوتی ہے کہ

سرکار عالی
بنام
تکارام

گواہ کے جسم پر بروز واقعہ ہی ضربات کے علامات پائے گئے ۔ بقیہ دو گواہان رویت نیورتی و موگیا نمبر(۴) (۶) اس معنی میں آزاد ہیں کہ ان کا فریقین میں سے کوئی قریبی تعلق نہیں ہے ۔ ہم نے ان چاروں گواہان رویت کے بیانات کو نہایت احتیاط کے ساتھ ایک سے زیادہ مرتبہ سماعت کیا ۔ لیکن ہمیں ان کے بیانات پر کوئی شبہ بطور معقول کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی ۔ اس میں شبہ نہیں کہ ماناجی پولیس پٹیل گواہ نمبر(۵) سے ملزم کی مخالفت کا ہونا فرد کارروائی مورخہ ۱۲؍ آبان ۱۳۵۵ف کے اعتبار سے مسلمہ استغاثہ ہو جاتی ہے ۔ لیکن اس اصول کو عام قرار نہیں دیا جاسکتا کہ جب کسی ملزم کی مخالفت کسی گواہ سے ثابت ہو جائے تو اس گواہ کے ان تمام اعمال کو مصنوعی اور مبنی بر عداوت قرار دیدیا جائے جو اس نے ملازم سرکار کی حیثیت سے کئے ہوں اور اس گواہ کو ہر حال میں دروغ گو قرار دیدیا جائے گو اس کی تائید دوسری شہادت سے بھی ہو جاتی ہو ۔ البتہ اگر گواہ کے بیان سے یہ شبہ ہوتا ہو کہ وہ عداوت پر مبنی ہے تو بیان کو نظرانداز کیا جاسکتا ہے۔
ایڈوکیٹ صاحب ملزم کی بحث یہ ہے کہ مقتول کو کسی نامعلوم شخص نے رات میں قتل کر دیا اور صبح کو جب اس واقعہ کا علم ہوا اور کوئی شخص قاتل کی نشاندہی نہ کرسکا تو پولیس پٹیل نے اپنی عداوت نکالنے کے لئے یہ طے کیا کہ ملزم کے سوا اور کوئی شخص یہ فعل نہیں کرسکتا اور اس نے ملزم کے نام کے ساتھ رپورٹ کر دی اور گواہان کو رویت کی شہادت ادا کرنے کے لئے ہموار کر لیا ۔ ملزم کے ہر سہ گواہان صفائی سے اس بحث کی تائید ہوتی ہے اور اس میں مزید تقویت بیوگان مقتول کے جرح مکرر کے بیان سے ہو جاتی ہے ۔ ہر دو بیوگان نے جرح مکرر کے وقت یہ بیان کیا کہ جب وہ مقام واقعہ پر پہونچی تو مقتول مرچکا تھا اور راؤ صاحب ۔ نیورتی اور موگیا نے جو استغاثہ کی جانب سے بطور گواہان رویت پیش ہوئے ہیں دریافت کر لیا کہ اُن کو معلوم نہیں کہ مقتول کو کس نے مارا ہے ۔ گواہان صفائی بھی موجود تھے اور وہ بھی ایسا ہی کہہ رہے تھے کہ اتنے میں پولیس پٹیل آگیا اور اس نے کہا کہ تکارام ملزم نے ہی مارا ہوگا کیونکہ اس کو مقتول سے عداوت تھی ۔ شہادت کی اس کیفیت کے مدنظر ہمیں اس پر غور کرنا ہے کہ آیا ملزم کو اس جرم کا مجرم قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں ۔ ملزم مقتول کا حقیقی بھائی تھا اور ہمارے روبرو اس نے یہ بیان کیا ہے کہ مقتول کو اسی نے پرورش کیا تھا اور اس کی ایک چھوڑ دو شادیاں کی تھیں ۔ گواہان صفائی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے ۔ اگر یہ امور صحیح ہیں اور مقتول سے ملزم کو اُسی قدر محبت تھی جس قدر کہ بیان کی جاتی ہے تو اس کا عمل یہ ہونا چاہئے تھا کہ اگر کوتوالی پٹیل نے اس کے بھائی کے قتل میں عداوت کی وجہ سے کوئی دلچسپی نہیں لی تھی

سرکار عالی
بنام
تکارام

بلکہ اُلٹا اُسی کو ملزم قرار دیدیا تھا تو ایک تفصیلی درخواست اس مضمون کی تھانہ پر پیش کردیتا اور اگر کوتوالی نے بھی بے اعتنائی کی تھی تو سب سے پہلے موقع پر عدالت کے روبرو تمام واقعات بیان کردیتا یا کوئی تحریری درخواست پیش کردیتا - ملزم بروز واقعہ ہی گرفتار ہوگیا اور چونکہ منتظم کوتوالی سے کوئی عداوت ہونا ملزم نے بیان نہیں کیا - اس لئے قیاس ہے کہ اگر ملزم نے ان سے وہ واقعہ بیان کیا ہوتا جو اس کی اب جوابدہی ہے تو اُن کو گرفتاری سے قبل کافی غور وفکر کی ضرورت ہوتی - ۱۰ اردی کو ملزم ریمانڈ جیل کئے جانے کیلئے عدالت میں پیش کیا گیا اور اسی تاریخ اس کی جانب سے ضمانت کی درخواست پیش ہوئی لیکن اس درخواست میں ملزم کی موجودہ جوابدہی کی طرف اشارہ تک نہیں ہے - ۲۱ اردی ۱۳۵۵ف کو چالان پیش ہوگیا اور تاریخ پیشی ۲۳ اردی مقرر ہوئی - مؤخر الذکر تاریخ پر ایڈوکیٹ ملزم کا تار تبدیل تاریخ کے لئے پہونچا اور تاریخ پیشی ۷ ار بہمن مقرر ہوئی - ان دونوں تاریخوں پر بھی ملزم کی جانب سے کوئی درخواست پیش نہیں ہوئی - ۲۷ اردی ۱۳۵۵ف کو ملزم کی جانب سے اس کے ایڈوکیٹ کی دستخطی درخواست پیش ہوئی کہ بشکست تاریخ مقدمہ کو بغیر تحقیقات کے سپرد سشن کردیا جائے - اس درخواست میں بھی موجودہ جوابدہی کی طرف اشارہ نہیں ہے - اس درخواست پر بغیر فرد جرم کی ترتیب کے اور ملزم کا کوئی بیان لئے ہوئے مقدمہ سپرد سشن کردیا گیا - عدالت سشن میں بھی متعدد تاریخوں پر مقدمہ کی تحقیقات ہوئی لیکن دفعہ ۳۴۲ ضابطۂ فوجداری کے بیان سے پہلے ملزم کی جانب سے کوئی ایسی درخواست پیش نہیں ہوئی جس میں ملزم کی اس جوابدہی کا حوالہ دیا گیا ہو - عدالت سشن نے ۲ ار فروردی ۱۳۵۵ف کو فرد جرم مرتب کرکے اسکی پشت پر ملزم کا بیان قلمبند کیا - لیکن اس وقت بھی ملزم نے اسبارے میں از خود کوئی بیان نہیں دیا - لائق ایڈوکیٹ ملزم نے بہت زیادہ زور مقتول کی بیوگان لیما بائی وہیرا بائی کے اُن بیانات پر دیا ہے جو بضمن جرح مکرر قلمبند ہوئے ہیں - ان عورتوں کے ابتدائی بیانات ۲ ار فروردی ۱۳۵۵ف ہی کو قلمبند ہوئے تھے - اس وقت لیما بائی نے بصراحت یہ بیان کیا تھا کہ اس کے شوہر کو ملزم حاضر اجلاس تکارام نے مار ڈالا اُس وقت اس کا بیان یہ تھا کہ بندوق کی دو آوازیں سنکر وہ گھر سے باہر نکلی جو مقام واقعہ سے تیس قدم پر ہے اس وقت اس کو یہ حال معلوم ہوا اور اُس وقت مقام واقعہ پر ملزم کے علاوہ پولیس پٹیل موگیا دھیر - نیورتی اور دوسرے لوگ بھی موجود تھے - ظاہر ہے کہ یہ بیان استغاثہ کی موجودہ روایت کے بالکل مطابق تھا - کیونکہ استغاثہ کی جانب سے اب ملزم کو مرتکب جرم اور پولیس پٹیل - موگیا دھیر اور نیورتی کو

سرکار عالی بنام نکارام

گواہ رویت بیان کیا جارہا ہے۔ ملیا بائی کا یہ بیان ایڈوکیٹ ملزم کے مواجہ میں ہوا ہے اور ہم اس کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اگر ان کو اس وقت ملزم کی موجودہ جوابدہی کی بابتہ ہدایت دی گئی ہوتی تو وہ اس نہج پر گواہ سے جرح نہ کرتے ان دونوں بیوگان سے اس وقت جرح کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ چاروں گواہاں رویت کے بیانات ۳ ر فروردی کو قلمبند ہوئے اور ان پر بجانب ملزم کافی جرح ہوئی ہے لیکن جرح سے اس کا قطعاً پتہ نہیں چلتا کہ ملزم کی جوابدہی وہ ہے جو بالآخر بعد میں کی گئی۔ حالانکہ اگر اس وقت ملزم کے لائق ایڈوکیٹ کو یہ ہدایت دیجاتی کہ ہر ان گواہان رویت نے بیوگان مقتول سے اول نوبت پر یہ کہا تھا کہ ان کو معلوم نہیں کہ فائر کس نے کیا تو قرینہ یہ ہے کہ اس لائن پر ان سے ضرور سوالات کئے جاتے خواہ وہ ان سوالات کے جوابات کچھ ہی دیتے۔ بیوگان مقتول پر جرح مکرر گواہان رویت کے ابتدائی بیانات کے چار ماہ بعد ہوئی اور اس وقت لمبا بائی نے اپنے سابقہ بیان کے خلاف پہلے ہی سوال کے جواب میں یہ کہا کہ جب وہ موقع واردات پر پہونچی تو وہاں صرف وہ لوگ تھے جن کو بعد میں صفائی میں پیش کیا گیا ہے اور راؤ صاحب۔ نیورتی اور موگیا اس کے وہاں پہونچنے کے بعد آئے اور پولیس پٹیل تو ان سے بھی کچھ دیر بعد وہاں پہونچا۔ اگر جرحی سوالات سے مجبور ہو کر گواہ نے اس امر کو تسلیم کیا ہوتا تو ہم یہ قرار دیتے کہ گواہ مجروح ہو گئی ہے۔ لیکن پہلے ہی سوال کے جواب میں گواہ کے اپنے سابقہ اظہار کے خلاف بیان کرنے سے بجز اس کے کوئی رائے قائم نہیں ہوسکتی کہ گواہ کو اس چار ماہ کے عرصہ میں ہموار کر لیا گیا۔ گواہ کا اگر یہ بیان صحیح ہے کہ راؤ صاحب۔ نیورتی اور موگیا اس گواہ کے سامنے ہی مقام واقعہ پر آئے تو گواہ کے لئے اُن سے یہ دریافت کرنے کا کوئی محل نہ تھا کہ کس کون مارے اور مقتول کیسا مرا۔ لیکن چونکہ اس گواہ سے یہ بیان کرانا ہی مقصود تھا کہ گواہان رویت نے نوبت اول پر واقعہ سے لاعلمی ظاہر کی تھی اس لئے یہ سوال کیا گیا اور اس نے ملزم کے حسب دلخواہ یہ جواب دیا کہ انہوں نے اس وقت یہ کہا کہ "ہم کو کچھ معلوم نہیں کیونکہ ہم ابھی آئے ہیں"۔ ابتدائی بیان میں لمبا بائی نے بصراحت کہا تھا کہ جب وہ مکان سے مقام واقعہ پر آئی تو ملزم وہاں موجود تھا۔ لیکن اس جرح مکرر کے بیان میں اس بیان کے خلاف گواہ نے کہا کہ "ہم رور ہے تھے کہ ایک دو گھنٹہ کے بعد نکارام ملزم گھوڑے پر بیٹھکر آیا اور مقتول کی مانڈی پر گر کر رونے لگا" اگر یہ واقعہ ہوتا کہ گواہان رویت نے واقعہ کے بعد اس گواہ سے یہ کہا تھا کہ وہ واقعہ سے لاعلم ہیں تو قیاس یہ تھا کہ اس گواہ کی جرح مکرر کے بعد تو کم از کم اُن گواہوں سے اس نہج

سرکار عالی بنام نکارام

جرح کی جاتی ۔ لیکن چونکہ ان سے اسبارہ میں سوالات کرنے سے اس کا اندیشہ تھا کہ بیوگان مقتول کے بیان کی مزید تردید مشکل میں آجائے گی اس لئے ان سے اسبارہ میں کوئی سوال نہیں کیا گیا۔ غرض ہماری رائے یہ ہے کہ بیوگان مقتول کی جرح مکرر سے پہلے یا کم از کم ملزم کے بیان تحت دفعہ (۲۷۳) سے پہلے ملزم یا ان کے اڈوکیٹ کے ذہن میں یہ امر نہ تھا کہ مقدمہ میں اس قسم کی جوابدہی کرنی ہے اور جو کچھ جوابدہی بعد میں ہوئی وہ سوچنے اور غور و فکر کرنے کے بعد گھڑا ہوا قصہ ہے جس کے مطابق بیان دینے پر بیوگان مقتول کو آمادہ کر لیا گیا اور گواہان صفائی سے جن کے نام اس نوبت پر پیش نہیں کئے گئے تھے جس پر پیش کرنے کا حکم قانون میں ہے اُس کے مطابق بیان کرا دیا گیا۔ ہمیں اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ بیوگان مقتول کس طرح ملزم کی سازش میں آگئیں۔ گواہان استغاثہ نے یہ کہا ہے کہ ان بیوگان میں سے ایک زوجہ ملزم کی ہمشیرہ ہے اور بحث یہ کی جاتی ہے کہ اپنی زندگی برباد ہو جانے کے بعد یہ نہیں چاہتی کہ اس کی بہن کی زندگی بھی برباد ہو جائے۔ یہ واقعہ خواہ صحیح ہو یا نہ ہو لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ملزم اس خاندان کا سب سے بزرگ شخص ہے اور اس حیثیت سے اس کا اثر خاندان کے افراد پر ہونا قدرتی امر ہے۔ ان حالات میں اگر ان میں سے بعض اس اثر سے متاثر ہو گئے ہوں تو یہ امر زیادہ بعید از قیاس نہیں ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ان بیوگان نے یہ سمجھا ہو کہ ملزم کی اشتعال پذیری اور نا عاقبت اندیشی سے خاندان کا ایک فرد تو ختم ہو ہی گیا۔ اب ملزم کی زندگی کو بھی تباہ و برباد کر دینے سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوگا اس لئے اس کو بچانے کی کوشش کی جائے۔ بہر صورت جبکہ ہمیں روئداد سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بیوگان مقتول کا جرح مکرر کا بیان سازش کا نتیجہ ہے تو اس سازش کے کیا وجوہ و اسباب ہوئے اس پر ہمیں غور کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ گواہان رویت پر کوئی قوی اعتراض وارد ہوتا ہوا ہمیں معلوم نہیں ہوتا۔ دو گواہوں کی بابتہ یہ کہا گیا کہ انہوں نے اپنے مشاہدہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن مقدمہ کے جملہ حالات کے لحاظ سے ہم نہیں سمجھتے کہ محض اس بناء پر ان کو ساقط الاعتبار قرار دیا جا سکتا ہے۔ واقعہ روز روشن میں کافی مجمع کے سامنے ہوا تھا اور خود پولیس پٹیل موقعہ پر موجود تھا۔ ورثاء مقتول بھی فوراً موقعہ پر پہونچ گئے تھے اور تمام تفصیلات سے مطلع ہو گئے تھے۔ ان حالات میں اس کا کوئی محل نہ تھا کہ فرداً فرداً ہر ایک گواہ رویت اپنے مشاہدہ کا حال کہتا پھرے اور اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس سے ان کے اعتبار پر

سرکار عالی
بنام
تکارام

کوئی اثر نہیں پڑسکتا - جن مقدمات میں یہ طے کیا گیا ہے کہ گواہ پر اس وجہ سے بھروسہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے اپنے مشاہدہ کا ذکر کسی سے نہیں کیا - ان کے واقعات مقدمۂ ہذا کے واقعات سے مختلف تھے اگر گواہ کا ایسا سقوط فطرت انسانی کے مغائر ہو تو ظاہر ہے کہ اس کی صداقت بیانی پر شبہ کی گنجائش ہو جائے گی - لیکن اس امر کو قاعدہ کلیہ نہیں بنایا جاسکتا کہ مقدمہ کے حالات خواہ کچھ ہی ہوں جہاں کہیں یہ معلوم ہو کہ کسی گواہ نے اپنے مشاہدہ کا ذکر کسی سے نہیں کیا تو وہ ہر حال میں ساقط الاعتبار ہے خواہ اس کے لئے ایسے بیان کرنے کا کوئی محل و موقع آیا ہو یا نہ آیا ہو - اس تنقید کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم گواہان رویت پر بھروسہ نہ کرنے اور روایت استغاثہ کو باور نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں پاتے -

ملزم کی جانب سے صفائی میں تین گواہوں کے بیانات کرائے گئے ہیں اور ہم نے اُن کو غور سے سماعت کیا ہے - ان پر اس عدالت نے اعتبار نہیں کیا ہے جس نے ان کے بیانات کو قلمبند کیا تھا اس نے اپنی رائے کے وجوہ بھی تفصیل کے ساتھ اپنی تجویز میں لکھی ہیں اور چونکہ ہمیں ان سے اتفاق ہے اس لئے اس تجویز میں ہم ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتے - ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جو روایت وہ بیان کرتے ہیں وہ بہت بعد کا سوچا ہوا قصہ ہے - حالانکہ اگر وہ روایت واقعہ کے مطابق ہوتی تو قرینہ یہ ہے کہ وہ مقدمہ کے ابتدائی نوبت پر ہی مثل کا جزبن جاتی ورنہ کم از کم ان گواہان صفائی کے نام تو ضرور بہت پہلے ظاہر کردئے جاتے - شہادت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ملزم نے کافی غور و خوض کر کے مقتول کے قتل کا تہیہ کیا تھا بلکہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملزم مغلوب الغضب جلد باز اور ناعاقبت اندیش شخص ہے - اس نے پہلے تو ایک معمولی سی بات پر بغیر واقعہ کی پوری طرح تحقیق کئے اُپنے بھتیجے راؤ صاحب کو زدوکوب کیا اور پھر اپنے بھائی پر اُس نے فائر کر دیا کہ اس نے اس واقعہ کی بابتہ دریافت کرنا چاہا اور باوجود چھوٹے بھائی ہونے کے اپنے بڑے بھائی کے افعال میں دخیل ہونے کی کوشش کی - ان حالات میں ہماری رائے ہے کہ عدالت سشن کی سزائے موت سے درگذر کرنا لائق اعتراض نہیں ہے - ملزم کی عمر کے لحاظ سے بھی ایسی ہی تجویز ہونی مناسب معلوم ہوتی ہے - لہذا

حکم ہوا کہ

تکارام ولد دشو با ملزم کو جرم قتل عمد تحت دفعہ (۲۴۳) تعزیرات کا مجرم قرار دیا جاتا ہے وہ بپاداش جرم مذکور قید دوام میں بسر کرے - چونکہ اس کی عمر (۶۰) سال سے زیادہ ہے اس لئے بموجب دفعہ (۴۳) مجموعۂ تعزیرات

بنام
تکارام

یہ قید بلامشقت ہوگی۔ یہ سزا بغیر منظوری ضابطہ نافذ نہیں ہوسکتی اس لئے بغرض حصول منظوری مثل محکمۂ سرکار میں روانہ کردیجائے بندوق بحق سرکار ضبط کی جائے۔ لوٹا پٹیل کا ورثاء مقتول کے حوالے کر دیا جائے اور باقی مال تلف کر دیا جائے ۔ اس تجویز کی ایک نقل دوسری مثل متعلقہ میں بطور تجویز کے شریک کر دیجائے ۔

مرافعہ ملزم نامنظور۔

آنریبل مولوی میر سیادت علیخاں صاحب رکن ۔ مجھے اپنے ذیعلم برادر کے فاضلانہ موازنۂ شہادت اور نتیجۂ تجویز سے اتفاق ہے ۔ گواہان استغاثہ کے ابتدائی بیانات قابل بھروسہ ہیں جرح مکرر میں ان کی مختلف بیانی سکھاوٹ کا نتیجہ ہے ۔ ملزم کی مجرمیت میں کوئی معقول شبہ نہیں ہے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

ملزم تکارام ولد وٹھوبا بپاداش جرم قتل عمد حسب دفعہ (۲۴۳) مجموعۂ تعزیرات آصفیہ قید دوام میں بسر کرے اس کی عمر (۶۰) سال سے متجاوز ہونے کی وجہ سے یہ قید بلامشقت ہوگی ۔ مثل نمبر سے خارج اور قید دوام کی منظوری کے لئے محکمۂ سرکار میں ایک نقل بھیجدیجائے ۔ بندوق بحق سرکار ضبط ہو۔ پیتلی لوٹا ورثاء مقتول کے حوالہ کیاجائے ۔ دیگر مال مقدمہ تلف ہو ۔ اس فیصلہ کی ایک نقل ملزم کے مرافعہ کی مثل میں بطور تجویز شریک کر دیجائے ۔ مرافعہ ملزم نامنظور۔

نگرانی فوجداری اجلاس منفردہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب رکن

۳۵۴
نمبر مقدمہ
منفصلہ
۵۸
اسفندار

وینکٹ ریڈی نگرانی خواہ بنام سرکار عالی طرفثانی

کارروائی تحت دفعہ (۱۰۶) ضابطۂ فوجداری میں ضمانت کا لزوم ۔ عدالت کو دوسرے محکمہ سے رہنمائی نہ حاصل کرنی چاہئے ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) کارروائی تحت دفعہ "۱۰۶" میں اشخاص زیر تحقیقات کا بدوران تحقیقات بالکل آزاد رہنا ضروری ہے ۔ البتہ اس غرض سے کہ وہ تاریخ پیشی پر عدالت میں حاضر رہیں ان سے ضمانت لی جاسکتی ہے ۔ اس طور کے حکم ضمانت میں جداگانہ پابندیاں عائد کرنا مثلاً ملزم کو چاہئے کہ وہ کسی خاص گاؤں کو نہ جائے وغیرہ خلاف قانون ہے ۔

درخواست انتقال مقدمہ از عدالت منصفی آرمور باجلاس دیگر۔

ونکٹ ریڈی
بنام
سرکار عالی

(۲) عدالت کا کام یہی ہے کہ وہ ہر امر میں قانون اور قواعد اور نظائر کی پابندی کرے اور کسی دوسرے محکمہ سے رہنمائی نہ کرے ۔ عدالتیں انصاف کرنے کے لئے خود اپنی ضمیر اور قانون اور قواعد کی پابند ہیں اُن کا کسی دوسرے عہدہ دار سے ہدایت طلب کرنا صحیح نہیں ہوسکتا ۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی محمد جہانگیر علی صاحب ایڈوکیٹ و مولوی محمد امان اللہ صاحب وکیل ۔

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مددگار وکیل سرکار

فیصلہ :- وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے ۔ عدالت تحت میں ایک مقدمہ دفعہ (۱۰۶) مجموعہ ضابطۂ فوجداری کے تحت چل رہا ہے جس میں عدالت نے ملزم کو ضمانت پر تو رہا کر دیا ہے لیکن یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ ملزم روزآنہ اپنی حاضری اسٹیشن ہاؤس آرمور پر دن میں دو مرتبہ بتایا کرے اور اپنے موضع ساویل میں بھی جانے سے باز رہے ۔ اس تجویز کی ناراضی سے یہ نگرانی پیش ہوئی ہے اور بحث یہ کیجاتی ہے کہ اس قسم کی شرائط عائد کرنا خلاف قانون ہے ۔ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری میں کوئی واضح حکم اس کے متعلق نہیں ہے کہ جن اشخاص کے خلاف کارروائی تحت دفعہ (۱۰۶) ہورہی ہو وہ بدوران تحقیقات حراست میں رہیں گے یا اُن کو ضمانت پر چھوڑ دینا چاہئے ۔ چونکہ ایسے اشخاص پر کسی جرم کا الزام نہیں ہوتا اس لئے دفعہ (۴۶۸) مجموعۂ ضابطۂ فوجداری سے اس بارے میں کوئی مدد نہیں لیجا سکتی ۔ ہندوستان کے تقریباً ہر ہائیکورٹ نے یہ طے کیا ہے کہ جن اشخاص کے خلاف وہاں کے دفعہ (۱۰۹ یا ۱۱۰) کے تحت کارروائی ہورہی ہو ان کو بدوران تحقیقات ضمانت پر رہا رہنے کا حق ہے اور بمقدمہ بھاؤ ساولرام کوٹھاس ٹھانے بنام ملک معظم مندرجہ (۱۶) کریمنل لاجرنل ص ۱۹۱ بمبئی ہائیکورٹ نے یہاں تک طے کیا ہے کہ ایسے اشخاص کو بدوران تحقیقات محبوس رکھنا خلاف قانون اور ناجائز ہے ۔ اس مقدمہ میں اس بناء پر کہ ملزم کو بدوران تحقیقات محبوس رکھا گیا تھا ۔ پوری کارروائی کو بصیغۂ نگرانی منسوخ کر دیا گیا ۔ ہماری رائے بھی یہی ہے کہ ہر شخص کو آزاد رہنے کا حق ہے بجز اس کے کہ کسی قانون نے اس کی آزادی کو سلب کرنے کا اختیار نہ دیا ہو ہمیں اس بارے میں ہندوستان کے نظائر سے اتفاق ہے کہ کارروائی تحت دفعہ (۱۰۶) میں اشخاص زیر تحقیقات کا بدوران تحقیقات بالکل آزاد رہنا ضروری ہے ۔ البتہ اس غرض سے کہ وہ تاریخ پیشی پر عدالت میں حاضر رہے ۔ اس سے ضمانت لی جاسکتی ہے ۔ ہم ان شرائط کو جو عدالت نے عائد کئے ہیں منسوخ

وینکٹ ریڈی بنام سرکار عالی

کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ ملزم بدوران تحقیقات ضمانت پر رہا رہے گا اور اس کی آزادی پر وہ پابندی عائد نہ ہوگی جو عدالت تحت نے عائد کی ہے۔

منجانب نگرانی خواہ انتقال مقدمہ کی درخواست بھی پیش ہوئی ہے اور بحث یہ کی گئی ہے کہ عدالت تحت نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ بجائے قانون اور قواعد و نظائر سے رہبری حاصل کرنے کے مقامی ڈپٹی کلکٹر سے رہبری حاصل کی ہے۔ اس عذر کو ظاہر کرنے کے لئے فرد کارروائیوں کے نقول پیش کئے گئے ہیں جن کے ملاحظہ سے یہ اعتراض صحیح معلوم ہوتا ہے۔ قانونی عدالت کا کام یہی ہے کہ وہ ہر امر میں قانون اور قواعد اور نظائر کی پابندی کرے اور کسی دوسرے محکمہ سے رہنمائی طلب نہ کرے عدالتیں انصاف کرنے کے لئے خود اپنے ضمیر اور قانون اور قواعد کی پابند ہیں ان کا کسی دوسرے عہدہ دار سے ہدایت طلب کرنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس ہدایت کے بعد ہم مقدمہ کا منتقل کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ مقامی مجسٹریٹ کوئی ایسا عمل نہ کریں گے جو قانون اور انصاف کے خلاف ہو۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی اس طرح منظور کی جاتی ہے کہ حکم ضمانت میں جو شرائط عائد کئے گئے ہیں وہ منسوخ کی جاتی ہیں۔ درخواست انتقال مقدمہ نامنظور کی جاتی ہے۔ اس حکم کو فوراً جاری کر دیا جائے۔

نگرانی فوجداری جلسہ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری و آنریبل مولوی محمد عبدالخالق صاحبان ارکان

سنہ ۱۳۵۷ ف
نمبر مقدمہ ۴۸۸
منفصلہ ۱۹ بہمن ۱۳۵۸ ف

حکیم میر ببر علی خاں نگرانی خواہ بنام **سید ولی اللہ حسینی** طرفثانی

دفعہ (۵۰۷) ضابطہ فوجداری۔ قبل ترتیب فرد جرم صفائی کی شہادت۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ کسی فوجداری کارروائی میں قبل ترتیب فرد جرم عدالت کے سامنے کوئی تحریری شہادت نامکمل حالت میں آگئی ہو جو کہ اگر مکمل ہو جائے تو فیصلہ کن ہو سکتی ہو تو قبل ترتیب فرد جرم بھی اُس کو مکمل کر کے شامل مثل کیا جا سکتا ہے جس سے ملزم فرد جرم اور اُس کے بعد کی کارروائیوں کی کشاکشی سے بچ جائے۔

دفعہ (۵۰۷) ضابطہ فوجداری کا حوالہ دیا گیا۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی حیدر رضا صاحب زیدی کونسل۔

نگرانی بنا راضی تجویز مولوی نظام الدین علی خاں صاحب ناظم اعزازی نظامت دوم فوجداری بلدہ مورخہ ۲۸ ہر فروردی ۱۳۵۷ ف۔

منجانب طرفثانی مولوی ابوالفیض مرزا محمد علی بیگ صاحب وکیل۔

فیصلہ:۔ بحث وکلاء فریقین سنی گئی۔ نگرانی خواہ وطرفثانی حاضر۔ ناظم صاحب عدالت فوجداری بلدہ نے مقدمہ کی ایسی نوبت پر جبکہ شہادت استغاثہ ختم نہ کی جاچکی ہے اور ابھی فرد جرم مرتب کرنے کے متعلق عدالت نے کوئی تجویز نہیں کی ہے۔ ایک دستاویز کو جو مستغیث کے بیان کے وقت ملزم نے عدالت میں داخل کرکے مستغیث سے اس کی بابتہ سوالات کئے تھے اور اس نے اس کو لکھنے سے انکار کیا تھا ماہر فن شناخت خط کے پاس بھجوا کر رپورٹ طلب کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ماہر فن کی رپورٹ شریک مثل ہوچکی ہے اور اب عدالت نے ماہر فن کا حلفی بیان لینے کے لئے اُس کو طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ناراضی سے منجانب مستغیث یہ نگرانی پیش ہے۔ لائق کونسل کی بحث یہ ہے کہ حسب دفعہ (۲۱۴) عدالت کیلئے صرف اُس وقت دو ہی راستے کھلے ہوئے ہیں یا تو شہادت کے ناکافی یا غیر معتبر ہونے کی بناء پر بعدم ثبوت الزام ملزم کو رہا کردے یا بادی النظر شہادت کافی متصور ہونے کی صورت میں فرد جرم مرتب کرکے ملزم کو صفائی پیش کرنے کا موقع دے۔ بطور خود عدالت اس موقعہ پر کوئی شہادت کسی فریق کے مفید یا خلاف شامل مثل کرنے پر مقتدر نہیں ہے۔ دفعہ (۵۰۷) ضابطۂ فوجداری جس پر فریق ثانی کو استدلال ہے وہ یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ یہ بعد ترتیب فرد جرم کی نوبت سے متعلق ہے۔ ہم اس حد تک متفق نہیں ہیں۔ دفعہ (۵۰۷) ضابطۂ فوجداری بالکل صاف ہے اور اس میں مجسٹریٹ کو مجاز کیا گیا ہے کہ کسی نوبت مقدمہ پر وہ کسی گواہ کو طلب کرکے بیان لے سکتی ہے یا جس کا بیان ہوچکا ہو اس کا بیان مکرر بھی لیا جاسکتا ہے۔ کونسل نگرانیخواہ کی جانب سے پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء ص ۱۹ مقدمہ نمبر (۱۱) پر استدلال کیا جاتا ہے۔ جس میں مجسٹریٹوں سے یہ توقع کی گئی ہے کہ بر بناء روئداد حاصلہ قیام رائے کی ذمہ داریوں سے بچنے کے لئے اس دفعہ کا استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ اس فیصلہ کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملزم کو مضرت پہونچنے کے اندیشہ سے اس طریقۂ کار کو ناپسندیدہ ٹھیرایا گیا ہے کہ فرد جرم سے پہلے کوئی شہادت صفائی پیش ہوسکتی ہے قلمبند کی جائے۔ مقدمہ زیر نگرانی میں ملزم کو کوئی شکایت نہیں ہے۔ بظاہر جو وجہ حکم زیر نگرانی کی محرک ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ عدالت کے سامنے کچھ نامکمل تحریری شہادت آگئی ہے جو اگر مکمل ہوجائے تو اپنی نوبت کے اعتبار سے ملزم کے مفید اور فیصلہ کن ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ ایسی شہادت صفائی میں بھی پیش ہوسکتی ہے لیکن یہ منشاء اور اغراض انصاف کے خلاف نہیں ہوگا کہ اگر قبل ترتیب فرد جرم بھی کوئی

حکیم رہبر علی خاں
بنام
سید ولی اللہ حسینی

ایسا مواد شامل ہو جائے جس سے عدالت انصافانہ رائے قائم کر سکے اور جس سے ملزم فرد جرم اور اس کے بعد کی کارروائیوں کی کشاکشی سے بچ جائے تو ایسی شہادت لی جا سکتی ہے اور اگر انصاف کا تقاضا ہو تو ضرور لیجانی چاہئے۔ بالخصوص جبکہ ضابطہ نے عدالت کے اس اختیار کو محدود نہیں کیا ہے۔ لہذا یہ نگرانی قابل منظوری نہیں ہے۔ نگرانی نامنظور۔

نگرانی فوجداری جلسۂ منفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت وٹھل راؤ صاحب ارکان

ایکے چند نگرانی خواہ بنام سرکار عالی طرفثانی

۱۳۵۷ف
نمبر مقدمہ ۱۸۰
منفصلہ ۱۹ سہ
آذر ۱۳۵۸ف

دفعہ (۱۹۶) ضابطۂ فوجداری کے تحت استفسار کیا جانا۔

تجویز ہوئی کہ اگر کسی ملزم کے خلاف دوران تحقیقات عدالت کو یہ محسوس ہو کہ گواہ کے خلاف بھی کوئی فوجداری جرم عائد ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اُس کو پابند حاضری کر لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اُس کی تحقیقات اصل مقدمہ کے ساتھ نہیں کیجا سکتی اس کی نسبت علٰحدہ تحقیقات ہونی چاہئے۔ نیز گواہ کو تحت دفعہ (۱۹۶) ضابطۂ فوجداری استفسار کا بھی موقع دینا چاہئے جبتک ایسا استفسار نہ کر لیا جائے ناظم صاحب کو ایسی تحقیقات کا حق نہیں پہنچتا۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی سید شبر حسن صاحب اڈوکیٹ۔

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب اڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب موم کردیل سرکار

فیصلہ:۔ وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے۔ ایک سرقہ کے مقدمہ میں نگرانی خواہ کو بطور گواہ کے طلب کیا گیا تھا اور وہ عدالت میں حاضر تھا۔ عدالت کو یہ محسوس ہوا کہ نگرانی خواہ اور بعض دیگر اشخاص جو دفعہ (۴۴۳) تعزیرات کے مجرم ہیں۔ اس لئے اس نے نگرانی خواہ کو جو حاضر اجلاس تھا پابند حاضری کر دیا اور دیگر اشخاص کی گرفتاری کے لئے حکمنامہ گرفتاری جاری کر دیا۔ اس حکم کی ناراضی سے یہ نگرانی ایکے چند کی جانب سے پیش کی گئی ہے اور بحث یہ کی جاتی ہے کہ جبتک سرقہ کا وہ مقدمہ جس میں نگرانی خواہ بطور گواہ کے طلب کیا گیا تھا فیصل نہ ہو جائے۔ داشتن مال مسروقہ کا مقدمہ نگرانی خواہ کے مقابلہ میں نہیں چلایا جا سکتا۔ لائق اڈوکیٹ نگرانی خواہ نے اپنی بحث کی تائید میں مقدمہ وٹھل بنام سرکار عالی

تحریک مولوی سید حبیب الرحمن صاحب ناظم عدالت ضلع آصف آباد مورخہ ۱۵ آذر ۱۳۵۷ف۔

مندرجہ دکن لاء رپورٹ جلد (۱۳) ص ۱۳۹ پیش کیا ہے - ہم نے اس نظیر کو ملاحظہ کیا - اس میں جو کچھ طے کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ گواہ کے خلاف اگر کوئی مقدمہ چلانا مقصود ہو تو اُس کی تحقیقات اصل سرقہ کے مقدمہ کے ساتھ نہیں کی جا سکتی بلکہ اس میں بالصراحت یہ لکھا گیا ہے کہ گواہ کے مقابلہ میں بھی علحدہ تحقیقات ہو سکتی ہے - اس لئے جہاں تک عدالت کے ملزم کو پابندی حاضری کئے جانے کا سوال ہے اس میں کوئی امر خلاف قانون نہیں ہے اور اس کی اجازت عدالت مجموعہ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ (۲۸۳) نے دی ہے - لائق ایڈوکیٹ ملزم کی ایک بحث یہ ہے کہ نگرانی خواہ کے خلاف جو کارروائی کی جا رہی ہے وہ چونکہ عدالت نے خود اپنے علم کی بناء پر آغاز کی ہے اس لئے جبتک استغاثہ دفعہ (۱۹۶) ضابطۂ فوجداری نہ کر لیا جائے - ناظم کو تحقیقات کا اختیار نہیں ہے - یہ بحث ہمیں صحیح معلوم ہوتی ہے - عدالت ضلع نے یہ تحریک کی ہے کہ عدالت کے تمام احکام اس لئے منسوخ کر دیئے جائیں کہ سرقہ کے مقدمہ کی تحقیقات کے دوران میں کوئی کارروائی نگرانی خواہ کے خلاف کیا جانا خلاف قانون ہے ہم اس سے متفق نہیں ہیں - چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ دفعہ (۲۸۲) کے تحت ناظم کو ہر نوبت پر حکم دینے کا اختیار ہے لیکن اگر عدالت تحت نے نگرانی خواہ کے خلاف مقدمہ کی کارروائی اصل سرقہ کے مقدمہ کے ساتھ شروع کر دی ہے تو یہ امر لائق تنسیخ ہے اور یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ تحت دفعہ (۱۹۶) عمل کرنا ضروری ہے - لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی اس طرح منظور کی جاتی ہے کہ نگرانی خواہ کے خلاف مقدمہ چلانا مقصود ہو تو اس کی تحقیقات علحدہ کی جائے اور احکام دفعہ (۱۹۶) ضابطۂ فوجداری کی تعمیل کی جائے - پوری کارروائی کو منسوخ کرنا ضروری نہیں ہے - اس لئے تحریک کے بقیہ اجزاء نامنظور کئے جاتے ہیں -

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل پنڈت وٹھل راؤ صاحب ارکان

کچرو لال نگرانی خواہ بنام بی - بیج ماولے طرفثانی

دفعہ (۱۸۹) ضابطۂ فوجداری - مال مسروقہ کو شخص ثالث کے پاس سے طلب نہیں کیا جا سکتا -

تجویز ہوئی کہ اگر کسی ملزم کے مقابلہ میں خیانت مجرمانہ کا مقدمہ اس بیان سے

گرانی بناراضی تجویز ناظم صاحب عدالت فوجداری بلدہ مورخہ ۶ رار دی بہشت ۱۳۵۷ف -

کچرو لال
بنام
بی ۔ ایچ ماؤ لے

دائر کیا جائے کہ اُس نے مستغیث کا کوئی مال کسی شخص ثالث کے حق میں بیع کر دیا ہے
اور وہ شخص ثالث اُس مقدمہ کا فریق نہ ہو تو ایسی صورت میں مال جو منتقل کیا گیا
اُس کو عدالت میں طلب نہیں کیا جا سکتا ۔ عدالت کا ایسا حکم خلاف قانون ہے
اُس سے دفعہ (۱۸۹) ضابطۂ فوجداری متعلق نہیں ہوتی ۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی ابوالفیض مرزا محمد علی بیگ صاحب وکیل ۔

منجانب طرفثانی مولوی حکیم سید علی صاحب ایڈوکیٹ ۔

فیصلہ :۔ وکلاء فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے اس مقدمہ میں مستغیث نے اپنے ملازمین کے مقابلہ میں خیانت مجرمانہ کا استغاثہ اس بیان سے پیش کیا ہے کہ اُنہوں نے مستغیث کی موٹر ایک شخص مسٹر ماؤلے کے پاس رہن رکھدی ۔ یہ استغاثہ نمبر پر لیا گیا اور مستغیث کی درخواست پر استغاثہ کی تحریر لینے کے ساتھ ہی اس موٹر کی طلبی کا حکمنامہ بھی جاری کر دیا گیا ۔ تجویز سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس دفعہ کے تحت یہ حکمنامہ جاری کیا گیا ہے لیکن مستغیث کے وکیل صاحب نے ہم سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ حکم تحت دفعہ (۱۸۹) مجموعۂ ضابطہ فوجداری دیا گیا ہے ۔ بہر صورت موٹر مسٹر ماؤلے کے پاس سے عدالت میں لائی گئی اور مستغیث کے حوالے بعد اخذ ضمانت کر دی گئی ۔ مسٹر ماؤلے نے عدالت میں درخواست پیش کی کہ وہ مقدمہ کے فریقین نہیں ہیں اس لئے اُن کی مقبوضہ موٹر مستغیث کو نہیں دیجا سکتی ۔ اسپر عدالت تحت نے موٹر مستغیث سے طلب کی اور حکم دیا کہ وہ کسی شخص کے حوالے نہ کی جائے بلکہ عدالت کے احاطہ میں رکھی جائے ۔ اس حکم کی ناراضی سے مستغیث اور نیز ماؤلے نے نگرانی پیش کی اور ہر دو نگرانیخواہاں اسپر مصر ہیں کہ عدالت تحت کی تجویز لائق اصلاح ہے ۔ مسٹر ماؤلے کے ایڈوکیٹ کی بحث یہ ہے ۔ کیونکہ انکا مؤکل اس مقدمہ کا کوئی فریق نہیں ہے ۔ اس لئے اس کو اس موٹر کے استفادہ سے عارضی طور پر بھی محروم نہیں کیا جا سکتا ۔ علاوہ ازیں موٹر کے احاطۂ عدالت میں رہنے سے اس کی حالت خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے ۔ لائق ایڈوکیٹ کا بیان یہ ہے کہ اس کے مؤکل نے اس موٹر کو خود مستغیث سے خرید کیا ہے اور انہوں نے مستغیث کا دستخطی بیعنامہ بھی ہم کو بتلایا ۔ یہ بیعنامہ کیونکہ ابھی تک عدالت تحت میں پیش نہیں ہوا اس لئے ہم اس کے متعلق کسی رائے کا اظہار نہیں کر سکتے ۔ لائق وکیل مستغیث کی بحث یہ ہے کہ مسٹر ماؤلے کے ایڈوکیٹ کے اس بیان کے لحاظ سے یہ امر مسلمہ ہو جاتا ہے کہ مستغیث اس گاڑی کا فی الحقیقت

کچرو لال
بنام
بی پی ایچ ماؤلے

مالک تھا اور جبتک بیعنامہ جو اس وقت تک عدالت کو دکھایا جارہا ہے ثابت قرار نہ پایا جائے اس وقت تک مستغیث کو اس گاڑی کے استفادہ سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر مسٹر ماؤلے اس مقدمہ کے فریق ہوتے تو مستغیث کی یہ بحث بہت قابل توجہ ہوتی لیکن جب مسٹر ماؤلے کے مقابلہ میں کوئی کارروائی اس وقت نہیں ہے اور جیسا کہ ہم سے کہا گیا ہے اس گاڑی کی رجسٹری انہی کے نام سے ہوچکی ہے اور روڈ پرمٹ بھی انہی کے نام سے جاری ہوچکا ہے تو ہماری رائے میں گاڑی اُن سے نہیں لیجاسکتی۔ اگر مستغیث کو یہ گاڑی دیجائے تو وہ اس وجہ سے اس سے استفادہ نہیں کرسکتا کہ نہ اس کے نام سے گاڑی کی رجسٹری ہوئی ہے اور نہ اس کے نام روڈ پرمٹ ہے۔ اس لئے مستغیث کے حوالے اس گاڑی کو کیا جانا لاحاصل ہے اور گاڑی کے عدالت کے تحویل میں رکھنے کے حکم کو چونکہ دونوں فریق غلط بتاتے ہیں اس لئے ہم بجز اس کے کوئی اور حکم نہیں دے سکتے کہ گاڑی باخذ ضمانت مسٹر ماؤلے کے حوالے کردی جائے۔ اگر مستغیث کو اس کا خدشہ ہو کہ مسٹر ماؤلے ختم تحقیقات تک گاڑی کی حالت میں کوئی تبدیلی کردیں گے یا اس کے کچھ پرزے نکال لیں گے تو وہ عدالت تحت میں درخواست پیش کرکے اس کے متعلق کوئی مناسب حکم حاصل کرسکتا ہے اور عدالت تحت مسٹر ماؤلے کو مناسب طریقہ سے پابند کرسکتی ہے اس وقت ہم یہی حکم دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ گاڑی مسٹر ماؤلے کے قبضہ میں دیجائے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ مسٹر ماؤلے نے بارہ ہزار کی ضمانت داخل کردی ہے اور گاڑی انہی کے قبضہ میں ہے۔ ہماری رائے میں اگر مزید تین ہزار کی ضمانت داخل کردیجائے تو گاڑی بدستور مسٹر ماؤلے کے قبضہ میں رہنی چاہئے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

کچرو لال مستغیث کی نگرانی نامنظور۔ مسٹر ماؤلے کی نگرانی اس طرح منظور کی جاتی ہے کہ اگر وہ علاوہ اس بارہ ہزار کی ضمانت کے مزید تین ہزار روپیہ کی ضمانت داخل کردیں تو تا تصفیہ مقدمہ گاڑی اُن کے قبضہ میں رہے گی اگر تین ہزار روپیہ کی مزید ضمانت داخل نہ ہو تو عدالت تحت مناسب حکم صادر کرسکتی ہے۔ اس کی ایک نقل دوسری مثل میں شریک کردی جائے۔

۱۳۵۷ف
نمبر مقدمہ ۱۶۶۲ ۱۳۵۶ف
۷ ہر فوردی

مرافعہ فوجداری جلسۂ منقسمہ

باجلاس آنریبل پنڈت سری پت راؤ صاحب و آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری کان

سرکارعالی مرافع بنام انسم پدلو وغیرہ مرافعہ علیہم

مرافعہ بنارضی تجویز مولوی وزیر علی صاحب ناظم منصفی محبوب آباد مورخہ ۲۳ امرداد بہشت ۱۳۵۶ف۔

سرکار عالی
بنام
اسم پدلو

جرائم تحت دفعہ (۳۱۸) اور (۱۲۴) تعزیرات کا ناقابل راضی نامہ ہونا۔

تجویز ہوئی کہ جرائم تحت دفعات (۳۱۸) اور (۱۲۴) تعزیرات سرکار عالی قابل راضی نامہ نہیں ہیں اگر کسی عدالت نے ان دفعات کے تحت دائر کئے گئے چالان کو راضی نامہ کی بناء پر داخل دفتر کر دیا ہو تو عدالت کے ایسے حکم کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

بجانب مرافع مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مددگار مہتمم کوتوالی سرکار

فیصلہ:۔ بحث وکیل صاحب سرکار سماعت ہوئی مرافعہ علیہم اصالتاً و وکالتاً غیر حاضر۔ واقعات مقدمہ یہ ہیں کہ پولیس نے بخلاف مرافعہ علیہم ایک پرچہ بعلت سرقہ چاک کیا۔ اسی سلسلہ میں چالان پیش ہوا۔ ان دونوں کاغذات کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ بلوہ و سرقہ کا الزام بمقابل ملزمین کوتوالی نے عائد کیا تھا۔ عدالت نے چالان کو نمبر پر لیکر نفس مقدمہ میں تحقیقات کے لئے تاریخ مقرر کی اور ایک تاریخ ملتوی لہ پر یعنی تاریخ ۲۴ اردی بہشت ۱۳۵۷ف بوجہ راضی نامہ مابین مستغیث اور ملزمین مقدمہ کو ختم کیا اور ملزمین کو بری کیا۔ تجویز مذکور کی ناراضی سے یہ مرافعہ ہے۔ رودداد کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ ابھی نفس مقدمہ میں کوئی تحقیقات نہیں ہوئی ہے۔ جرائم قابل راضی نامہ کی صراحت دفعہ (۲۷۶) ضابطہ فوجداری میں کی گئی ہے اور بادی النظر میں جرائم منسوبہ کا تعلق دفعات (۳۱۸) و (۱۲۴) تعزیرات سے ہوسکتا ہے یہ جرائم بلحاظ دفعہ (۲۷۶) دفعہ مذکور ناقابل راضی نامہ ہیں۔ ان حالات میں ہماری دانست میں راضی نامہ کی بناء پر مقدمہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ختم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ عدالت مرافعہ عنہا نے نظائر (۱۷) دکن لارپورٹ ص ۲۷۵ اور (۳۲) دکن لارپورٹ ص ۲۰۳ کا حوالہ اپنی تجویز میں دیا ہے نظیر دکن لارپورٹ (۱۷) ص ۲۷۵ قاضی عبدالمنان بنام سرکار عالی اس لئے غیر متعلق ہے کہ عدالت العالیہ نے تحقیقات مقدمہ میں جو شہادت پیش ہوچکی تھی اس کے مدنظر یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ الزام ببینہ ملزم کے خلاف ثابت ہی نہیں ہے اور فرد مرتبہ قائم نہیں رہ سکتی اس لئے ملزم کو الزام سے بری کیا۔ یہاں پر یہ صورت نہیں ہے ابھی مقدمہ میں کوئی تحقیقات ہی ہوئی نہیں ہے۔ نظیر دکن لارپورٹ (۳۲) ص ۲۰۳ کا جو حوالہ مرافعہ عنہا نے اپنی تجویز میں دیا ہے۔ لیکن ص مذکور پر کرشنا بنام سرکار عالی کے عنوان سے جو نظیر طبع ہوئی ہے اس میں راضی نامہ کی منظوری کے کوئی واقعات ہی نہ تھے بظاہر صفحہ کے (ARIAR) ایرر میں کوئی غلطی واقع ہوئی ہے جہاں پر عدالتہائے تحت نظائر کا جو حوالہ دیا کریں تو یہ مناسب ہوگا کہ

سرکار عالی بنام ارسم پدلو

صفحات کے ساتھ فریقین مقدمہ کا نام بھی تحریر کیا جایا کرے تاکہ صفحات کے تعلق سے سہو کتابت کی غلطی جو بسا اوقات ہوا کرتی ہے کی وجہ سے عدالتہائے مافوق کو نظیر محولہ کی دستیابی میں دشواری کا مقابلہ کرنا نہ پڑے۔ (۳۲) دکن لا رپورٹ ص ۱۸۴-۱-ا- کے نارائن سوامی بنام ڈی جانسن میں راضی نامہ پیش ہوا تھا۔ لیکن وہاں پر تعمیل شرائط راضی نامہ کی بحث تھی اور یہ بحث نہ تھی کہ آیا راضی نامہ بلحاظ نوعیت الزام پیش یا قبول کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ان وجوہ سے ہماری دانست میں تجویز مرافعہ عنہا ناقابل بحالی ہے۔ عدالت مرافعہ عنہا کو چاہئے کہ چالان پیش شدہ میں حسب ضابطہ تحقیقات اور تجویز صادر کرے۔ لہٰذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ منظور۔ تجویز برأت مرافعہ عنہا منسوخ۔ حسب اشارات صدر مقدمہ میں حسب ضابطہ تحقیقات و تجویز صادر کی جائے۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

۱۳۵۸ف نمبر مقدمہ ۱۴۰ منفصلہ یکم شہریور ۱۳۵۸ف فردوسی

حسب ارکان

باجلاس آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری و آنریبل پنڈت لے سرینواس چاری صاحبان

لیاقت علی خاں　نگرانی خواہ　بنام　شرف الدین　طرفثانی

دفعہ (۱۰۴) ضابطۂ فوجداری۔ حفظ امن کی کارروائی۔

تجویز موئی الیہ تحت دفعہ (۱۰۴) ضابطۂ فوجداری جو کارروائی حفظ امن کی مجسٹریٹ کی جانب سے کی جاتی ہے وہ تحقیقات جرم کی کارروائی متصور نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا ایسی کارروائی کے متعلق منجانب ملزم یہ درخواست نہیں دیجاسکتی کہ انہی واقعات کے متعلق مرتبہ چالان پیش ہو کر خارج ہو چکا ہے۔ ایسی کارروائی سے دفعہ (۲۰۳) ضابطۂ فوجداری کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

منجانب طرفثانی مولوی عبد المقتدر خاں صاحب ایڈوکیٹ۔

فیصلہ:- نگرانی خواہ غیر حاضر۔ ایڈوکیٹ نگرانی علیہ کی بحث سنی گئی۔ واقعات یہ معلوم ہوتے ہیں کہ مابین فریقین تعلقات خراب ہیں۔ ایک مرتبہ ملزم کی موٹر سے نگرانی خواہ کی ٹکر ہوگئی اس کا کوئی چارہ کار اختیار نہیں کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد ایک مرتبہ ملزم نے جمبیہ سے مستغیث پر وار کیا اس کی بابتہ باوجود

نگرانی بنارانی تجویز ناظم صاحب دوم عدالت فوجداری بلدہ مورخہ ۲۲ تیر ۱۳۵۷ف۔

قتیل علی خان بنام شرف الدین

رپورٹ پولیس سے کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور محکمۂ سرکار کی توجہ دہانی پر صرف تحت دفعہ (۱۰۷) قانون کو توالی ملزم کو چالان کیا گیا اور اس میں بھی بحیثیت ملزم مستغیث کو شریک کر دیا گیا۔ ان واقعات کی بناء پر مستغیث نے خود علحدہ استغاثہ اقدام قتل کا دائر کر رکھا ہے۔ اس کے بعد مستغیث کی جانب سے بخلاف ملزم ایک درخواست زیر دفعہ (۱۰۴) ضابطۂ فوجداری واقعات مندرجۂ صدر کا اعادہ کرتے ہوئے پیش کی گئی ہے جس میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ ملزم مستغیث کو مضرت پہونچانے کی تاک میں ہے اس کا جو استغاثہ عدالت فوجداری میں چل رہا ہے۔ اس مقدمہ میں مستغیث کے گواہوں کو تخویف اور دھمکیاں دے رہا ہے اور نقض امن پر تلا ہوا ہے۔ ملزم کے اعتراض پر عدالت فوجداری بلدہ نے یہ قرار دیا کہ حسب دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری ایک ہی واقعہ یا سلسلہ واقعات کی بناء پر بار بار ملزم کو کشاکشی میں مبتلا نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری رائے میں مجسٹریٹ تحت کا یہ تصور دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری کے غلط مفہوم پر مبنی ہے۔ ہم نے درخواست پیشکردہ مستغیث کو پڑھوا کر سنا۔ بدیہی طور پر اس میں ملزم کا ارادہ اور افعال کی صراحت کی گئی ہے جس سے مستغیث کو آئندہ اندیشہ مضرت ہے اگر یہ ثابت نہ ہو تو درخواست خارج کی جا سکتی ہے۔ لیکن تحقیقات سے اس بناء پر انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مستغیث کے اندیشے ظنی اور قیاسی ہیں۔ دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری کا کوئی تعلق ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ دفعہ (۱۰۴) ضابطۂ فوجداری کے تحت جو کارروائی حفظ امن کی مجسٹریٹ کی جانب سے عمل میں لائی جاتی ہے وہ تحقیقات جرم کی کارروائی متصور نہیں ہو سکتی۔ لہذا بمنظوری نگرانی یہ حکم دیا جاتا ہے کہ مستغیث کی درخواست کا تصفیہ بعد تحقیقات ضابطہ عمل میں آئے۔ مثل خارج و داخل دفتر ہو۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

ف ۱۳۵۷ نمبر مقدمہ ۲۲۰

منفصلہ ۳۰ مہر ۱۳۵۷ ف

باجلاس آنریبل مولوی محمد خلیل الزماں صاحب صدیقی ممبر مجلس و آنریبل پنڈت دی سوریانارائن راؤ صاحب رکن

سرکار آبکاری نگرانی خواہ بنام **منو** طرف ثانی

اختیار تمیزی عدالت۔ اختیار تمیزی عدالت معقولیت اور عدالتی اصولوں کے تحت ادا کیا جانا۔ عدالتوں کو چاہئے کہ کمی سزا کی صورت میں تجویز میں اس کے وجوہ کا اظہار کر دیں۔

تجویز ہوئی کہ جب کبھی عدالتوں کو کم سزا صادر کرنے کا اختیار تمیزی عطا کیا جاتا ہے تو اس کی غرض یہی ہوا کرتی ہے کہ اس اختیار تمیزی کو معقولیت اور عدالتی

تحریک مولوی حامد علی خاں صاحب ناظم صدر عدالت صوبۂ اورنگ آباد مورخہ ۱۲ اردیبہشت ۱۳۵۶ ف۔

سرکار آبکاری بنام منو

اصولوں کے تحت ادا کیا جائے - عدالتوں کو اپنے ایسے اختیار تمیزی کو جو واضعان قانون نے بطور امانت اُن کے سپرد کیا ہے توجہ سے استعمال میں لانا چاہئے - ایک جانب جہاں محض اصطلاحی جرم ہو یا جہاں مجرمانہ نیت ملزم کی بڑھی ہوئی نہ ہو یا جہاں مضرت برائے نام ہو یا اور کوئی وجہ معقول ایسی ہو جہت کم سزا دینا مناسب ہے تو عدالت ضرور اپنا ایسا اختیار تمیزی استعمال میں لاسکتی ہے - لیکن جہاں ان میں سے کوئی صورت موجود نہ ہو اور نہ غرض سزاء پوری ہوتی ہو تو عدالت کی ایسی تجویز سے واضعان قانون کا منشاء کبھی بھی پورا نہیں ہوتا - اس لئے کم سزاء صادر کرتے ہوئے عدالتوں کو چاہئے کہ اپنی تجویز میں اس کے وجوہ کا اظہار کردیں -

منجانب نگرانی خواہ مولوی حافظ عبدالقوی صاحب ایڈوکیٹ -

منجانب طرفثانی مولوی کلیم الدین صاحب انصاری ایڈوکیٹ -

فیصلہ :- لائق وکلاء فریقین کی بحث سماعت ہوئی - اس مقدمہ کے واقعات یہ ہیں کہ ایک شخص منو لمباڑہ پر دفعہ (۳۱) قانون آبکاری کے تحت منصفی عنبر میں چالان پیش ہوا ملزم نے جرم سے اقبال کرلیا - کسی وکیل کو بھی مقرر نہیں کیا - عدالت نے دو روپیہ جرمانہ کی اور بصورت عدم ادائی جرمانہ (۱۵) یوم قید سادہ کی سزاء صادر کی ہے - عدالت سشن نے برطبق نگرانی منجانب سررشتۂ آبکاری یہ رائے قائم کرکے سزاء کو نوعیت جرم سے کوئی مناسبت نہیں ہے اور اس سے انسداد جرائم ممکن نہیں - یہ تحریک کی ہے کہ اس سزاء میں اضافہ ہونا چاہئے -

لائق ایڈوکیٹ محکمۂ آبکاری بحوالہ نظائر دکن لاء رپورٹ جلد (۲۳) ص ۳۹۰ اور دکن لاء رپورٹ جلد (۲۵) ص ۴۵ یہ بحث کرتے ہیں کہ بارہا عدالتہائے تحت کو اس امر کی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس قسم کے جرائم میں مناسب سزاء دیا کریں باوجود اس کے عدالتہائے تحت اس جانب توجہ نہیں کرتیں - ہمیں یہ دیکھکر حیرت ہے کہ محکمۂ تحت نے کوئی وجہ اپنی تجویز میں اس قدر قلیل سزاء دینے کی ظاہر نہیں کی - عدالتوں کو جب کبھی اس کا اختیار تمیزی عطاء کیا جاتا ہے تو اس کی غرض یہی ہوا کرتی ہے کہ اُس اختیار تمیزی کو معقولیت اور عدالتی اصولوں کے تحت اختیار کیا جائے - اس جرم کی سزاء جس کا ملزم مرتکب ہوا چھ ماہ قید بامشقت یا

ایک ہزار روپیہ جرمانہ تک یا دونوں کی حد تک ہو سکتی ہے۔ یہ ممکن تھا کہ قانون بجائے اس طرح عدالت کے اختیار تمیزی پر چھوڑنے کے انتہائی سزاء مقرر کر دیتا۔ لیکن ہر مقدمہ کے حالات ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ کسی مقدمہ میں ان حالات کے پیش نظر جو اس مقدمہ کے ہوں عدالت (عہ) روپیہ نہیں بلکہ (دو آنہ) جرمانہ کافی خیال کرے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے کوئی معقول اور مناسب وجہ ہونی چاہیئے اور یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جب واضعان قانون نے انتہائی سزاء مقرر کر رکھی ہے اور اس سے کم سزاء دینے کا اختیار عدالت کو دیا ہے تو وہ اختیار جس طرح استعمال کیا گیا ہو وہ کس بناء پر۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ واضعان قانون کی غرض کسی فعل کو جرم بنانے میں اور اس کی سزاء مقرر کرنے میں اس کے سواء اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس فعل کو واضعان قانون نے ایسا خطرناک قرار دیا کہ اُس کو تعزیری ذمہ داری کی حد تک پہونچا کر اس کے لئے سزاء معین کی اور یہ بڑی ناانصافی ہوتی اگر ایسی سزاء کو مقرر کرتے وقت واضعان قانون عدالت کے اختیار تمیزی پر نہ چھوڑتے کہ حالات کے لحاظ سے عدالت کمتر سزاء دے سکے۔ جب یہ محقق ہوا کہ ایک فعل کو واضعان قانون نے خطرناک قرار دیکر قابل سزاء قرار دیا تو اُس کا ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ سزاء کے ذریعہ وہ کیفیت یا حالات پیدا کی جائے جو غرض سزاء ہے۔ واضعان قانون کو کسی پر جرمانہ کرنے یا سزاء دینے میں خواہ مخواہ کوئی مسرت تو ہوتی نہیں۔ غالباً مجوز تحت اس سے ناواقف نہ تھے کہ سزاء کے متمدنہ ممالک میں جو اغراض اور اصول مقرر ہیں۔ اُن سے ہمارے ملک کے ضروریات کچھ مختلف نہیں۔ سزاء کی غرض دراصل یا تو اس شخص کی اصلاح ہوتی ہے یا اس جرم کا انسداد یا پھر اس مضرت کی تلافی جو اس جرم سے پہونچے اکثر تو یہ ہوتا ہے کہ سزاء میں دونوں اول الذکر اجزاء پورے ہوں۔ ظاہر ہے کہ (عہ) روپیہ جرمانہ سے نہ تو ملزم کی اصلاح ممکن ہے اور نہ ایسا خوف اس قسم کے جرائم کرنے والے میں پیدا ہو سکتا ہے کہ اس نوعیت کے جرم سے پرہیز کرے اس طرح انسدادی صورت میں اور یہ ظاہر ہے کہ (عہ) روپیہ کے جرمانہ سے کوئی تلافی یا بدل مقصود نہ تھا۔ عدالتوں کو اپنے ایسے اختیار تمیزی کو جو واضعان قانون نے بطور امانت اُن کے سپرد کیا ہے توجہ سے استعمال میں لانا چاہیئے۔ ایک جانب جہاں محض اصطلاحی جرم ہو یا جہاں مجرمانہ نیت ملزم کی بڑی ہوئی نہ ہو یا جہاں مضرت برائے نام ہو یا اور کوئی وجہ معقول ایسی ہو کہ بہت کمتر سزاء دینا مناسب ہے تو عدالت ضرور اپنا ایسا اختیار تمیزی استعمال میں لا سکتی ہے۔ لیکن جہاں اُن میں سے کوئی صورت موجود نہیں اور پھر کوئی غرض سزا ابھی پوری نہ ہوتی ہو عدالت کی ایسی تجویز سے واضعان قانون کا منشاء

سرکار آبکاری بنام منو

اور غرض کبھی بھی پوری نہیں ہو سکتی۔ ہم متوقع ہیں کہ عدالتہائے سرکار عالی ایسے اختیار تمیزی کے استعمال میں عدالتی طریقوں کو استعمال کیا کریں گے۔ انسدادی نشکل کے لئے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سزا وہ جو تکلیف پہونچے وہ اتنی ہونی چاہیئے کہ جو اس استفادہ سے جو جرم کے ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہو اس قدر بڑی ہوگی جو کہ دوسروں کو اس جرم کے ارتکاب کی جرأت نہ ہو۔ مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے مجھے عدالت سشن کی رائے سے اتفاق ہے۔

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور حسب رائے عدالت سشن جس سے ہمیں اتفاق ہے یہ تجویز کی جاتی ہے کہ ملزم منو ولد جگنیا ساکن مسالی تعلقہ عنبر ملزم مقدمۂ ہذا ایک ماہ قید سخت میں گذارے اور (۲۸) روپیہ جرمانہ ادا کرے بصورت عدم ادائی جرمانہ مزید ایک ہفتہ قید سادہ میں رہے۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

سنہ ۱۳۵۸ف مقدمہ ۱۰ فیصلہ یکم فروردی

باجلاس آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب الغفاری و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب ارکان

سرکار عالی نگرانی خواہ بنام **ناصر بن محمود وغیرہ** طرفثانیاں

چالان کے تاخیر سے پیش ہونے کا اثر۔

تجویز ہوئی کہ صرف اس لئے کہ کوئی چالان دیر سے پیش ہوا ہے چالان کو خارج نہ کیا جانا چاہیئے۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مورم کرو کیل سرکار

فیصلہ:- ملزم پر دفعہ (۷۰) قانون کوتوالی بلدہ کے تحت یہ الزام تھا کہ ۱۲ر شہریور ۱۳۵۷ف کو ملزمین مرتکب جرم مذکور ہوئے مگر چونکہ چالان کے پیش کرنے میں ۲½ ڈھائی ماہ کی تاخیر ہو گئی مجسٹریٹ نے چالان بھی خارج کر دیا۔ مجسٹریٹ متعلقہ کو یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ ان کی یہ تجویز ضابطۂ فوجداری کی کسی دفعہ میں نہیں آتی۔ ہم کو حیرت ہے کہ ایک تجربہ کار مجسٹریٹ سے ایسی غلطی کیوں سرزد ہوگئی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پولیس کے طریقۂ پیروی سے عدالت مطمئن نہیں ہے اور اس کو غفلت اور پولیس کی لاپرواہی کی شکایت ہے اگر یہی صورت حال ہے تو عہدہ داران مقتدر کو توجہ دلانا مناسب تھا۔ بجائے اس کے کہ جدید اجو پولیس کا چالان خارج کر دیا گیا بالکل خلاف ضابطہ ہے۔ مجسٹریٹ کو چاہیئے کہ بعد تحقیقات

حسب ضابطہ تجویز صادر کی جائے ۔ بعد تحقیقات اگر پولیس کا طرز عمل اس مقدمہ کے تعلق سے قابل اعتراض پایا جائے تو قانوناً ملزم کو جو فائدہ دیا جا سکتا ہے وہ دیا جاسکیگا ۔ لیکن پولیس کے طرز عمل کی اصلاح کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ پسندیدہ نہیں ۔ نگرانی منظور ۔ تکمیل تحقیقات کے لئے مثل مجسٹریٹ ابتدائی کے اجلاس پر واپس ہو ۔

۱۳۵۷ف
مرافعہ ۱۴۱۶
نمبر...
منفصلہ
۱۴ خورداد
۱۳۵۸ف

مرافعہ فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل پنڈت سری پت راؤ صاحب و آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری ارکان

نرسہواں مورتی مرافع بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

مرافعہ کا ٹپہ سے داخل ہونا اور مرافع کی غیر حاضری ۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ مرافعہ ٹپہ سے داخل کیا گیا ہو اور نمبر پر بھی لے لیا گیا ہو تو ملزم یا اُس کے وکیل کی غیر حاضری پر مقدمہ کو اس بناء پر داخل دفتر نہیں کیا جا سکتا کہ مرافعہ واقعی ملزم کی جانب سے پیش ہوا ہے اس کا کوئی اطمینان نہیں عدالت کو چاہئے کہ اس بارے میں ضابطہ کی کارروائی کر کے روداد پر فیصلہ کرے ۔

منجانب مرافعہ علیہ مولوی محمد مرزا صاحب مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مورم کر وکیل سرکار ۔

فیصلہ :- ملزم حاضر نہیں ہے ایڈوکیٹ صاحب سرکار حاضر نہیں ۔ مثل ملاحظہ ہوئی ۔ روئداد پر غور کیا گیا ۔ واقعات یہ ہیں کہ تین مرافعات عدالت سشن میں ملزمین لچھمی نارائن ۔ نرسہواں مورتی اور راگھو ریڈی کی جانب سے بذریعہ ٹپہ پیش ہوئے تھے ۔ ان کے ساتھ آر سرینواس راؤ صاحب وکیل کا وکالت نامہ بھی شریک تھا عدالت نے ان مرافعوں کو نمبر پر لیا اور بغرض سماعت بحث تاریخ مقرر کی ۔ ایک تاریخ پر ملزم حاضر نہ ہوسکے پر نوٹس بھی وکیل صاحب کے نام بغرض حاضری جاری ہوئی ۔ بالآخر بتاریخ ۱۰ ار اردی بہشت ۱۳۵۷ف عدالت مرافعہ عنہا نے مرافعہ کو اس بناء پر خارج فرمایا کہ ملزمین کی جانب سے حاضری کا کوئی انتظام نہیں ہے اور یہ بھی اطمینان نہیں ہے کہ وکالتنامہ اور مرافعہ ملزمین ہی کی جانب سے پیش ہوا ہے ۔ تجویز مذکور کی ناراضی سے نرسہواں مورتی نے ہمارے روبرو یہ مرافعہ پیش کیا ہے ۔ روئداد پر غور کرنے کے بعد ہماری رائے میں تجویز عدالت مرافعہ عنہا ناقابل بحالی ہے ۔ جب عدالت میں ایک مرتبہ مرافعہ بذریعہ ٹپہ روانہ ہوا اور نمبر پر لیا گیا اور سماعت کے لئے تاریخ مقرر کی گئی تو مرافعہ حسب ضابطہ کیا جانا چاہئے تھا ۔

مرافعہ بناراضی تجویز مولوی افضل الدین صاحب فاروقی زائد سشن جج صدر عدالت حیدرآباد مورخہ ۱۰ ار اردی بہشت ۱۳۵۷ف ۔

سہوا مورتی بنام سرکار عالی

اس خصوص میں ملاحظہ ہو ۴۸۹ ۱ء رتن لال ص ۴۴۶۴ - ایرس بنام بھگوان - اس نوبت پر یہ تحریر کرنا کہ اس کا اطمینان نہیں ہے کہ وکالتنامہ اور درخواست مرافعہ ملزمین کے ہیں - ہماری دانست میں صحیح نہیں ہے اور نہ مثل میں ایسا کوئی مواد بے اطمینانی کے لئے موجود ہے - بلکہ واقعات یہ ہیں کہ مثل عدالت تحت میں ایک درخواست تبدیل تاریخ پیشی انہی وکیل صاحب کی موجود ہے جن کا کہ وکالتنامہ پیش ہوا ہے - یہ مرافعہ بتائید صحت وکالتنامہ کے لئے کافی ہے - نیز ملزم کی جانب سے صدر مجلس بلدہ کے مہتمم صاحب نے کئی مراسلہ روانہ کئے ہیں جو شامل مثل ہیں اور جن میں مرافعہ متدائرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے - پس عدالت تحت کا یہ قیاس کہ مرافعہ ملزم کی جانب سے دائر نہیں ہوا بلحاظ روئداد مثل درست نہیں ہے -

عدالت مرافعہ عنہا نے مرافعہ مرجوعہ کی روئداد پر فیصلہ نہیں فرمایا - اگر ملزم یا اُس کا وکیل حاضر نہ تھا تو حسب ضابطہ سماعت اور کارروائی ضروری تھی لیکن بلا کسی اظہار رائے کے یا روئداد پر غور کرنے کے مرافعہ کو داخل دفتر کرنا ہماری دانست میں مطابق ضابطہ نہیں ہے - لہذا

حکم ہوا کہ

مرافعہ منظور - مثل عدالت مرافعہ عنہا میں مسترد ہو کہ ملزم کے مرافعہ کا حسب ضابطہ فیصلہ کیا جائے -

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

۱۳۵ ف
۲۸۱ نمبر
مسلیمہ یکم
اردی بہشت
۱۳۵ ف

باجلاس آنریبل مولوی محمد خلیل الزماں صاحب صدیقی میر مجلس و آنریبل مولوی محمد محی الدین صاحب انصاری رکن

ماروتی نگرانی خواہ بنام **سرکار عالی** طرفثانی

فرد جرم کے وقت شہادت پر کس حد تک غور ہوگا - دفعہ (۲۴۳) تعزیرات آصفیہ - غفلت و بے احتیاطی -

تجویز ہوئی کہ (۱) یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ترتیب فرد جرم کے وقت یہ کہنا کہ اجزاء جرم سے کوئی جز ثابت نہیں ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ اُس جز کے متعلق کوئی قابل لحاظ شہادت موجود نہیں ہے اگر شہادت ہو تو پھر یہ تصفیہ کرنا کہ آیا فی الواقعی مجرمیت ثابت ہے یا نہیں مدارج مابعد پر طے ہوگا -

(۲) تحت دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سرکار عالی غفلت یا بے احتیاطی ایک واقعاتی سوال ہے لیکن خالص واقعاتی نہیں بلکہ مخلوط بہ قانون ہے -

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مرحوم وکیل سرکار

تحریک مولوی احمد عبدالمجید صاحب زائد ناظم ضلع مستقر جالنہ مورخہ ۲۵ - آبان ۱۳۵۶ ف -

بار ثانی بنام سرکار عالی

فیصلہ :- وکلاء فریقین کی بحث سماعت ہوئی ۔ عدالت ضلع نے فرد جرم کی ترتیب کے خلاف اس بنا پر تحریک کی ہے کہ منجملہ اجزائے جرم مندرجہ دفعہ (۲۴۵) تعزیرات بے احتیاطی یا غفلت ثابت نہیں ہے ۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ترتیب فرد جرم کے وقت یہ کہنا کہ اجزائے جرم سے کوئی جزو ثابت نہیں ہے اس کے یہی معنی ہوئے کہ اُس جزو کے متعلق کوئی قابل لحاظ شہادت موجود نہیں ہے اگر شہادت ہو تو پھر یہ تصفیہ کرنا کہ آیا فی الواقع مجرمیت ثابت ہے یا نہیں مدارج مابعد پر طے ہوگا اس میں کلام نہیں غفلت یا بے احتیاطی ایک واقعاتی سوال ہے لیکن خالص واقعاتی نہیں بلکہ مخلوط بہ قانون ہے اور پھر غفلت اور بے احتیاطی کے مختلف مدارج ہیں جو اپنے محل و مقام کے اعتبار سے بلحاظ قانون متعلقہ طے کرنا پڑیں گے ۔ غفلت یا بے احتیاطی کی نوعیت پر غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ایسے فعل یا ترک فعل کو لیا جائے گا جو کسی مقررہ معیار سے احتیاط میں گرا ہوا ہو اور یہ کہنا کہ کن صورتوں میں بے احتیاطی یا غفلت ثابت ہوگی اس کا دار و مدار ضروری نہیں ہے کہ کسی آزاد شہادت ہی پر ہو بلکہ اُن افعال کے متعلق ہے جن کا ارتکاب ثابت کیا جائے یہ طے کرنا پڑتا ہے کہ بطور مخلوط امر واقعات و قانون کیا بے احتیاطی و غفلت تھی اور اگر ایک سلسلہ واقعات میں (Set of Facts) دو رائے قائم ہوسکتی ہوں یعنی دونوں جانب رائے قائم ہوسکتی ہو کہ غفلت ہے یا غفلت نہیں ہے یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ غفلت جہاں اجزائے جرم سے ہو وہاں جزو جرم کی مطلق شہادت موجود نہیں ہے اس طرح فرد جرم کی ترتیب ہی سے اس بنا پر انکار کردیا جائے ہماری رائے میں اس مقدمہ کی شہادت کے لحاظ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا کوئی امکان ہی نہیں ہے کہ غفلت یا بے احتیاطی اخذ ہی نہیں کی جاسکتی تو ان حالات میں اس نوبت مقدمہ پر دست اندازی نامناسب ہے ۔ ان مسائل پر عدالت بروقت غور کرے گی ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور ۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

سنہ ۱۳۵۷ف
نمبر مقدمہ ۴۷۲ / ۸۹۷
منفصلہ ۲۷ ...

باجلاس آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب ارکان

کے لکشمن — نگرانی خواہ — بنام — سرکار عالی — طرف ثانی

دفعہ (۲۳۰) ضابطۂ فوجداری ۔

نگرانی بنا راضی تجویز مولوی حفظ الکبیر خاں صاحب ناظم عدالت اسپیشل مجسٹریٹ اضلاع سرکار عالی مورخہ ۱۵ اسفندار ۱۳۵۷ف

کے لکشمی
بنام
سرکار عالی

تجویز ہوئی کہ اگر چالان میں متعدد الزامات کو شامل کر لیا گیا ہو تو مجسٹریٹ کو چاہئے کہ وہ اولاً یہ طے کرے کہ اندرون سال کونسی اور کتنی وارداتیں ہوئی ہیں اور اس نتیجہ کے لحاظ سے بتابعت دفعہ (۲۳۰) ضابطہ فوجداری صرف ایک سال کے جرائم کے متعلقہ تحت دفعہ مذکور فرد جرم مرتب کریں جو الزامات ایک سال سے متجاوز مدت کے پائے جائیں اُن کو دائرۂ تحقیقات سے خارج کیا جانا چاہئے مجسٹریٹ کی یہ تجویز کہ چالان کو اس غرض سے واپس کیا جائے کہ صرف ایک سال کے اندرون واقعات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے چالان پیش ہو خلاف قانون ہے۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی عبدالمقتدر خاں صاحب ایڈوکیٹ۔

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مومن کروکیل سرکار

فیصلہ:- ایک ملازم سرکار کے مقابلہ میں خیانت مجرمانہ کی علت میں چالان ہوا اور یہ بتلایا گیا کہ ملزم نے ۲۰ مہر ۱۳۵۲ ف سے لیکر ۳۱ فروردی ۱۳۵۵ ف تک مختلف اوقات میں تغلب و تصرف کیا ہے مجسٹریٹ ابتدائی نے یہ محسوس کیا دفعہ (۲۳۰) ضابطہ کے تحت صرف ایک سال کے اندر جو تغلب و تصرف ہوا ہے اس کی یکجائی تحقیقات ہوسکتی ہے۔ عدالت عالیہ کے ایک فیصلہ غیر مطبوعہ سرکار عالی بنام نارائن مثل نشان (۷۰/۵۱) ۱۳۵۴ ف کا حوالہ دیتے ہوئے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ چالان واپس ہو۔ پولیس ایک ایک سال کے مقدمات علحدہ کر کے ان کی بابتہ باغراض دفعہ (۲۳۰) ضابطہ فوجداری علحدہ علحدہ چالان پیش کرے۔ اس کے خلاف ملزم کی جانب سے اس عذر پر نگرانی کی گئی ہے کہ عدالت نے شہادت استغاثہ قلمبند کر لی ہے اس کے لحاظ سے ملزم بلا ترتیب فرد جرم قابل رہائی ہے۔ بجائے اس کے مکرر تحقیقات اور کشاکشی میں مبتلا کرنا قرین معدلت نہیں ہے اگر غلط چالان پیش ہونے کی وجہ سے تحقیقات کالعدم ہوگئی ہے تو اس کا فائدہ ملزم کو ملنا چاہئے۔ سرکار کی جانب سے بھی ایک نگرانی اس عذر پر پیش ہوئی ہے کہ روئداد کے لحاظ سے اندرون سال جس قدر جرائم ثابت ہوں ان کی فرد جرم مرتب کی جانی چاہئے تھی اور ایسے جرائم کو حذف کر دیا جاسکتا تھا جو دفعہ (۲۳۰) ضابطہ فوجداری کے دائرہ سے خارج ہیں غرض ہر دو فریق اس پر متفق ہیں کہ روئداد موجودہ پر تجویز ہونی چاہئے واپسی چالان کا حکم صحیح نہیں ہے۔ ہم کو بھی اس سے اتفاق ہے۔ بعد تحقیقات ضابطہ اس طرح واپسی چالان کا عدالت کو اختیار نہیں ہے۔ مجسٹریٹ نے

جو وجہ واپسی کی بتلائی ہے وہ یہ کہ ایک سال سے زیادہ مدت کے جرائم کے شریک چالان کئے جانے کی وجہ سے ملزم کے خلاف مجسٹریٹ کے ذہن میں ایک رائے مخالف کے قائم ہوجانے کا احتمال رہتا ہے۔ جیسا کہ غیر مطبوعہ فیصلہ عدالت عالیہ محولہ بالا میں رائے کا اظہار ہوا ہے۔ لیکن جب بوقت تقدیم چالان پولیس تعین تاریخ ارتکاب جرائم متعدد سے عجز ظاہر کرے تو جیسا کہ فیصلہ غیر مطبوعہ جلسۂ متفقہ عدالت عالیہ مثل نشان (۱۷۲۸) رجسٹر نمبر (۶) منفصلہ ۱۶ اسفندارمذ ۱۳۵۵ف میں طے ہوا ہے۔ مجسٹریٹ کو چاہئے کہ وہ اولاً یہ طے کریں کہ اندرون سال کونسی اور کتنی وارداتیں ہوئی ہیں اور اس نتیجہ کے لحاظ سے بمتابعت دفعہ (۲۳۰) ضابطۂ فوجداری صرف ایک سال کے جرائم کے متعلقہ تحت دفعہ مذکور فرد جرم مرتب کریں جو الزامات ایک سال سے متجاوز مدت کے پائے جائیں اُن کو دائرہ تحقیقات سے خارج کیا جائے۔ ہمیں یہ تسلیم کرنے میں تامل ہے کہ عدالتیں اپنے ذہن کو خارجی اثرات سے محفوظ رکھنے پر قادر نہیں ہیں۔ لہذا نگرانی سرکار بالکلیہ اور نگرانی ملزم جزاً منظور۔ مجسٹریٹ کو چاہئے کہ روئداد حاصلہ پر غور کر کے یہ طے کریں کہ ایک سال میں کون سے اور کتنے جرائم ارتکاب کی شہادت قابل لحاظ باغراض ترتیب فرد جرم پیش ہوئی ہے بمتابعت دفعہ (۲۳۰) ایک سال کے جرائم کی حد تک فرد جرم مرتب کریں اور بقیہ جرائم جو دفعہ (۲۳۰) کے لحاظ سے شامل نہ کئے جا سکتے ہوں ان کو تحقیقات سے خارج کردیں اور جبکہ ملزم کی حجت یہ ہے کہ اگر روئداد فرد جرم کی ترتیب کے قابل نہ پائی جائے تو اس کے لحاظ سے تجویز رہائی صادر فرمائیں۔ حسبہ عمل ہو۔ مثل خارج کی جائے۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحبان حاضر ارکان

رائے پوربی سدھو نگرانی خواہ بنام کدیتی راجیا وغیرہ طرفثانیاں

۱۳۵۷ف
نمبر مقدمہ ۲۶۵
منفصلہ ۲۲ ... ۱۳۵۸ف
فروردی

فوجداری کارروائی دیوانی دعوے کی صورت میں کب ملتوی ہوسکتی ہے۔

تجویز ہوئی کہ (۱) ایسا کوئی عام اصول قائم نہیں کیا جاسکتا کہ جب ما بین فریقین ایک دیوانی دعوے دائر ہو اور یہی امور تصفیہ طلب ہوں اگر کوئی فوجداری کارروائی انہی فریقین کے درمیان ہو تو وہ خارج کردی جائے گی۔ اس کا تصفیہ ہر مقدمہ کے مخصوص حالات پر منحصر ہے اور عدالت جملہ حالات کو پیش نظر رکھکر اپنے اختیار تمیزی کو

نگرانی بر ناراضی تجویز مولوی معین الدین صاحب منصف کھم مورخہ ۱۰ بہمن ۱۳۵۶ف

استعمال کرے گی جہاں فریقین کے درمیان دیوانی اور فوجداری مقدمات زیر تحقیقات ہوں تو عموماً تا تصفیہ دیوانی مقدمہ فوجداری کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔ یہ عمل اس اصول کے پیش نظر کیا جاتا ہے کہ دیوانی مقدمہ میں امور متنازعہ کے تمام پیرایہ پر غور کیا جاتا ہے اور جس تفصیل سے دیوانی مقدمہ میں تحقیقات کی جاتی ہے وہ فوجداری مقدمہ میں نہیں ہوتی۔

(۲) جب دو کارروائیاں وقت واحد میں ایک ہی معاملہ کی نسبت عدالت دیوانی و فوجداری میں زیر دوران ہوں تو ہر دو عدالت سے متضاد فیصلہ جات کا اندیشہ ہے اور اصول قانون یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کا انسداد ہو کہ فیصلہ جات میں تضاد پیدا نہ ہو اس لحاظ سے محض اس بناء پر کہ فریقین کے درمیان ایک دیوانی مقدمہ دائر ہے فوجداری کارروائی کو ملتوی کرنا یا خارج کرنا خلاف قانون ہوگا اور جہاں بعد آغاز کارروائی کوئی دیوانی مقدمہ دائر ہوا ہو تو فوجداری کارروائی کو ملتوی کرنا یا خارج کرنا صریحاً خلاف اصول وانصاف ہوگا ورنہ یہ صورت پیدا ہو جائے گی کہ ہر فوجداری استغاثہ پیش ہوتے ہی ملزم مستغیث کے مقابلہ میں ایک دعوے دائر کردے گا اور فوجداری کارروائی کو ملتوی کرا دے گا۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی کلیم الدین صاحب انصاری اڈوکیٹ و مولوی قیام الحق صاحب و مولوی سید بشیر احمد صاحب و مولوی جلیل احمد صاحب وکلاء۔

منجانب طرفثانی مولوی خواجہ عبدالمقتدر صاحب کونسل و مولوی غلام دستگیر صاحب وکیل۔

فیصلہ:۔ وکلاء فریقین کے مباحث سماعت ہوئے یہ نگرانی تجویز اخراج استغاثہ کی ناراضی سے منجانب مستغیث پیش ہوئی ہے۔ مستغیث نگرانی خواہ نے طرفثانیاں کے مقابلہ میں استغاثہ اس بیان سے پیش کیا کہ مستغیث گتہ دار ہے اور ملزمین اس کے ورکنگ پارٹنرز ہیں۔ ملزم نمبر (۱) کا دو آنہ حصہ اور ملزم نمبر (۲) کو تنخواہ میں ماہانہ (۱۰۰) روپیہ اور نفع آنے پر ایک آنہ حصہ مقرر ہے۔ مستغیث اپنے سرمایہ سے یہ دونوں ملزمین کے ذریعہ کاروبار فیاکٹری چلا رہا ہے۔ سنگہ انہ اور مونگ پھلی کے تیل کے (۲۲) واگن اسٹرکشن کمپنی کے نام سے بھیجے گئے۔ اس معاملہ بیع کی بابتہ صرف (۲۱) واگن کے قیمت کا جمع وخرچ مستغیث کے کھاتہ جات میں کیا گیا

رائے پورنی سدھو بنام گدینی راجیا

اور ایک واگن تیل کی قیمت کا اندراج موجود نہیں ہے۔ بعد جانچ پڑتال یہ معلوم ہوا کہ ملزمین نے (۲۶۰) ڈبے تیل کی قیمت غبن کرلی اور ملزمین کے خلاف خیانت مجرمانہ کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ ملزمین کی جانب سے درخواست پیش ہوئی کہ مستغیث اور ملزمین شریک کاروبار اور حصہ دار ہیں اور بجانب ملزمین مستغیث کے مقابلہ میں دعوائے تقسیم حساب و دلا پانے حصہ کا عدالت دیوانی میں پیش کر دیا گیا جو زیر تحقیقات ہے اس لحاظ سے استغاثہ بحالت موجودہ قابل اخراج ہے۔ عدالت ابتدائی نے اس امر کو مسلمہ قرار دیکر کہ مستغیث اور ملزمین شراکت دار اور حصہ دار ہیں یہ قرار دیا کہ عدالت دیوانی سے پہلے اس کا تصفیہ ہونا ضروری ہے کہ آیا ان کے باہمی تعلقات کے نظر اس رقم کے تصرف کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بیجا تصرف تھا یا نہیں اور اس لحاظ سے استغاثہ خارج کیا اور اپنی تجویز کو اصول طے شدہ بمقدمہ ...... پر محول کیا۔ اس تجویز کی ناراضی سے یہ نگرانی ہے۔ اس نوبت پر ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ کوئی عام کلیہ قائم نہیں کیا جا سکتا کہ جب مابین فریقین ایک دیوانی مقدمہ دائر ہو اور یہی امور تصفیہ طلب ہوں اگر کوئی فوجداری کارروائی انہی فریقین کے درمیان ہو تو وہ خارج کر دیجائے گی۔ اس کا تصفیہ ہر مقدمہ کے مخصوص حالات پر منحصر ہے اور عدالت جملہ حالات کو پیش نظر رکھکر اپنے اختیار تمیزی کو استعمال کریگی جہاں فریقین کے درمیان دیوانی اور فوجداری مقدمات زیر تحقیقات ہوں تو عموماً تا تصفیہ دیوانی مقدمہ فوجداری کارروائی ملتوی کی جاتی ہے یہ امر اس اصول کے پیش نظر کیا جاتا ہے کہ دیوانی مقدمہ میں امور متنازعہ فیہ کے تمام پیرایہ پر غور کیا جاتا ہے اور جس تفصیل سے دیوانی مقدمہ میں تحقیقات کی جاتی ہے وہ فوجداری مقدمہ میں نہیں ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی مناسب سمجھا جاتا ہے کہ ایسی تفصیلی تحقیقات کے بعد جو فیصلہ ہوگا اس کے تابع فوجداری مقدمہ کی تحقیقات رکھی جائے۔ فوجداری مقدمہ کی کارروائی کو ملتوی کرنے میں یہ اصول بھی مضمر ہے کہ جب دو کارروائیاں وقت واحد میں ایک ہی معاملہ کی نسبت عدالت دیوانی فوجداری میں زیر دوران ہوں تو پھر دو عدالت سے متضاد فیصلہ جات کا اندیشہ ہے اور اصول قانون یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے اس کا انسداد ہو کہ فیصلہ جات میں تضاد پیدا نہ ہو۔ اس لحاظ سے محض اس بناء پر کہ فریقین کے درمیان ایک دیوانی مقدمہ دائر ہے فوجداری کارروائی کو ملتوی کرنا یا خارج کرنا خلاف قانون ہوگا اور جہاں بعد آغاز کارروائی کوئی دیوانی مقدمہ دائر ہوا ہو تو فوجداری کارروائی کو ملتوی کرنا یا خارج کرنا صریحاً خلاف اصول و انصاف ہوگا۔ ورنہ یہ صورت پیدا ہو جائیگی کہ

راے پوری منگو بنام کدینی راجیا

ہر فوجداری استغاثہ پیش ہوتے ہی ملزم مستغیث کے مقابلہ میں ایک دعوے دائر کردے گا اور فوجداری کارروائی کو ملتوی کرائے گا۔

عدالت ماتحت نے اپنے فیصلہ میں نظیر مندرجہ (۲۰) دکن لاء رپورٹ ص ۱۵۴ پر استدلال کیا ہے۔ اس نظیر کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اس مقدمہ میں یہ مسلمہ فریقین تھا کہ وہ شراکت دار ہیں اس بناء پر حکام نے یہ طے فرمایا کہ جہاں فریقین شراکت دار ہوں وہاں یہ لازم نہیں آتا کہ ملزم نے خیانت مجرمانہ کا ارتکاب کیا اور اس مقدمہ کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مابین فریقین ایک دیوانی دعوے زیر تحقیقات تھا اور اس کے بعد فوجداری استغاثہ پیش ہوا۔ دوسری نظیر عدالت العالیہ کی جو ہمارے سامنے پیش کی گئی وہ (۱۸) دکن ص ۲۹ پر طبع ہوئی ہے۔ اس مقدمہ میں بھی فریقین مسلمہ طور پر نفع و نقصان میں حصہ دار تھے اور فریقین کے دوکان کے منافع کی بابت عدالت دیوانی میں ایک دعوے دائر تھا اس مقدمہ کے دائر ہونے کے بعد ایک فریق نے دوسرے فریق کے مقابلہ میں خیانت مجرمانہ کا استغاثہ پیش کیا۔ منجملہ ان مدات کے جن کی نسبت خیانت مجرمانہ کا ادعاء کیا گیا ایک مد کی نسبت عدالت فوجداری نے فرد جرم لگادی اور دوسرے رقوم کی نسبت ملزم کو رہا کردیا۔ اس ترتیب فرد جرم کی ناراضی سے عدالت العالیہ میں منجانب ملزم نگرانی پیش ہوئی۔ معزز حکام عدالت العالیہ نے ان حالات کے مدنظر یہ طے فرمایا کہ فوجداری کارروائی ختم کردی جائے اور یہ تجویز کی کہ دیوانی مقدمہ کے فیصلہ کے بعد اگر مستغیث چاہے تو فوجداری کارروائی کو تازہ کرسکتا ہے۔ نظائر مندرجہ صدر ہماری رائے میں مقدمہ زیر بحث سے غیر متعلق ہیں ان دونوں مقدمات میں نفع و نقصان میں فریقین کا حصہ دار ہونا مسلمہ فریقین تھا۔ جہاں یہ صورت ہو اور ایک فریق کو دوسرے فریق کے مقابلہ میں مطالبہ جات ہوں اور بغیر کسی حساب فہمی کے یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ جس قسم کے تصرف بیجا کا الزام ہے وہ دراصل تصرف بیجا ہے یا نہیں ہے یہی مناسب طریقہ ہوگا کہ اس امر کی دریافت و تحقیقات دیوانی عدالت میں کی جائے اور تا تصفیہ عدالت دیوانی فوجداری کارروائی کو ملتوی رکھا جائے۔ مقدمہ زیر بحث میں مستغیث ملزمین کو اپنے شراکت دار ہونا تسلیم نہیں کرتا ہے اور یہ امر تحقیق طلب ہے کہ آیا ملزمین مستغیث کے حصہ دار ہیں یا نہیں اور مجسٹریٹ استغاثہ کی شہادت لینے کے بعد مواد مثل کے لحاظ سے یہ تصفیہ کرسکتا ہے کہ آیا دیوانی دعوے کے فیصلہ تک فوجداری کارروائی کو ملتوی رکھنا مناسب ہے یا نہیں اور بغیر قلمبندی شہادت استغاثہ فوجداری کارروائی کو خارج کرنا ہماری

رائے سدھو
رائے پوربی
بنام
کدینی راجیا

رائے میں خلاف قانون ہے - ہماری اس رائے کی تائید مقدمہ ۱۹۳۳ء لاہور ص ۳۷ سے ہوتی ہے اور اس امر کے تصفیہ کے وقت عدالت فوجداری اس پر غور کرے گی کہ کیا دیوانی دعوے اس غرض سے کیا گیا کہ فوجداری کارروائی میں طوالت ہو اور وہ اختتام کو نہ پہونچے اگر یہ صورت ہے تو استغاثہ کی تحقیقات جاری رکھے گی - اس تنقید کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم یہ قرار دیتے ہیں کہ مجسٹریٹ نے جو بلا اخذ ثبوت مستغیث مجرد ملزمین کی جوابی درخواست پر استغاثہ کو خارج کیا وہ صحیح نہیں ہے بخصوصاً ایسی صورت میں جبکہ مجسٹریٹ کے سامنے کوئی بادی النظری ثبوت نہ تھا کہ ملزمین اور مستغیث شراکت دار اور حصہ داران ہیں اس مقدمہ میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ دیوانی دعوے بعد داخل استغاثہ دائر ہوا ہے - ان حالات میں تجویز اخراج استغاثہ برقرار نہیں رکھی جاسکتی - لہٰذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور فیصلہ تحت منسوخ مقدمہ عدالت ماتحت میں مسترد کیا جاتا ہے کہ حسب اشارات صدر بعد قلمبندی شہادت استغاثہ روئداد کے لحاظ سے تجویز کرے -

سنہ ۱۳۵۸ف
نمبر مقدمہ (۳۴۱)
منفصلہ ۹ر
فروردی سنہ ۱۳۵۸ف

نگرانی فوجداری اجلاس منفردہ

باجلاس آنریبل ڈاکٹر مولوی میر سیادت علیخاں صاحب رکن

غلام نبی نگرانی خواہ بنام **غوث الدین وغیرہ** طرفثانیاں

نقض امن - عدالت فوجداری کا اختیار سماعت - فیصلہ عدالت دیوانی مزیل اختیار عدالت فوجداری ہونا

تجویز ہوئی کہ جب عدالت دیوانی سے نگرانی خواہ کو قبضہ دیا گیا ہے تو پھر عدالت فوجداری کو اختیار سماعت نہیں رہتا کیونکہ یہ طے کیا گیا ہے کہ عدالت دیوانی کے فیصلہ کے بعد عدالت فوجداری کا اختیار سماعت ختم ہو جاتا ہے -

منجانب نگرانیخواہ مولوی لیاقت اللہ صاحب قریشی کونسل و مولوی محمد عبدالباقی صاحب وکیل -

منجانب طرفثانی مولوی محمود علی صاحب و مولوی حکیم سید علی صاحب ایڈوکیٹس -

فیصلہ: - مباحث قابل ایڈوکیٹ فریقین قبل ازیں سماعت ہو چکے ہیں - اس دیرینہ مقدمہ کے مختصر واقعات یہ ہیں کہ نقض امن کی کارروائی مابین فرید الدین اور غوث الدین کے چلی تھی جس کا تصفیہ ۷ر شہریور سنہ ۱۳۵۶ف کو بحق فریق اول فرید الدین ہوا - یہ فیصلہ عدالت عالیہ سے بصیغہ نگرانی ۳۱ر شہریور سنہ ۱۳۵۷ف

نگرانی بنا راضی تجویز رائے ڈگمبر پرشاد صاحب ناظم دوم فوجداری بلدہ مورخہ ۲۷ر دے سنہ ۱۳۵۷ف -

غلام نبی
بنام
غوث الدین

کو اس بناپر منسوخ ہوا کہ قابل مجوزتحت کے پاس درخواست انتقال مقدمہ پیش ہوئی تھی لیکن موصوف نے کافی مہلت دئے بغیر فیصلہ کردیا تھا۔ اس لئے تاریخ درخواست انتقال مقدمہ سے از سر نو کارروائی کرکے مجدداً فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ جس کی بناپر عدالت فوجداری نے ۱۶؍۲؍ ۱۳۵۸ف کو مجسٹریٹ نے ان ملگیوں پر پھر نگرانی سرکار قائم کردی۔ ۱۵؍دے ۱۳۵۸ف کو غلام نبی نگرانی خواہ نے جو فریدالدین یاان کی زوجہ کے مالکہ مکان افضل خاتون سے ان ملگیوں کو بیع لے لیا تھا فریق بننے کی درخواست کی تھی۔ یہ درخواست ۲۷؍۲؍ ۱۳۵۸ف کو نامنظور کی گئی۔ اس کی ناراضی سے یہ نگرانی پیش ہے۔ تجویز ذیل کی جاتی ہے۔

فریدالدین یاان کی زوجہ کے مالکہ افضل خاتون سے غلام نبی نے بیع ۲۹؍شہریور ۱۳۵۵ف کو لینا اور ۷؍۱۰؍ ۱۳۵۶ف کو کنٹرولر حکم نگرانی کرایہ امکنہ کی اجازت سے دخلدہانی ملگیات نزاعی کا دعوےٰ کرکے ۱؍۹؍ ۱۳۵۷ف کو عدالت دیوانی بلدہ سے حکم حاصل کرنا اور عدالت دیوانی کے اس حکم کی متابعت میں ۳؍۹؍ ۱۳۵۷ف کو ان ملگیات پر قابض ہوجانا قابل اڈوکیٹ نگرانی خواہ نے بیان کیا اور اس سے جہانتک میں سمجھ سکا قابل اڈوکیٹ طرفثانی نے انکار نہیں کیا۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ ۱۶؍دے ۱۳۵۸ف کو مجسٹریٹ نے نگرانی خواہ کو بیدخل کرکے نگرانی سرکار قائم کردی۔ غلام نبی نگرانی خواہ کی درخواست کہ وہ ان ملگیوں کا مالک ہے۔ اس لئے فریق بنایا جائے نامنظور کردی۔ تصفیہ طلب امر یہی ہے کہ یہی تجویز زیر نگرانی صحیح ہے یا کیا؟ قابل اڈوکیٹ طرفثانی کی بحث ہے کہ دفعہ (۱۴۵) میں "متنازعین" سے مراد صرف وہی اشخاص ہیں جو تاریخ حکم زیر دفعہ (۱۴۵) کے وقت قابض ہوں یا اپنے کو قابض بتلاتے ہوں۔

اور اس پر موصوف نے علاوہ (۱۰) دکن ۶۵-(۲۱) دکن ۴۰۳-(۲۴) دکن ۵۶-(۱۴) دکن ۱۵۹ کے (۳۰) کلکتہ ۵۴ انتظائر پیش کئے۔ مؤخرالذکر نظیر کے علاوہ باقی نظائر کے یا تو صفحے غلط دئے گئے ہیں یا وہ متعلق نہیں ہیں۔ (۳۰) کلکتہ کی نظیر میں تو یہ طے ہوا ہے کہ متنازعین میں تاریخ حکم پر جو اشخاص اپنا قبضہ بیان کرتے ہیں وہی فریق ہوتے ہیں۔ لیکن میری رائے میں اس طویل نظیر کا بناء فیصلہ یہ ہے کہ اگر اس طرح سے مصرحۂ متنازعین کے علاوہ دیگر حقدار اشخاص کو فریق مقدمہ نہ بنایا جائے تو عدالت فوجداری کو اختیار سماعت نہیں رہتا کہنا صحیح نہیں ہے۔ یہاں یہ بحث نہیں ہے۔ بحث یہ ہے کہ آیا نگرانی خواہ کو جو اپنے کو ان ملگیوں کا مالک بتلاتا ہے اور جس کو عدالت دیوانی سے ۳؍۹؍ ۱۳۵۷ف کو نزاعی ملگیوں کا قبضہ بھی مل گیا ہے۔ فریق بنایا جائے یا نہیں۔ نظیر مندرجہ (۲۱) کلکتہ ۲۹ بہت صاف ہے

غلام نبی
بنام
غوثہ الدین

اس میں قرار پایا ہے کہ تنازعین میں جائداد نزاعی کے حقدار اشخاص بھی شامل ہیں اس کے علاوہ آل انڈیا رپورٹر ۱۹۱۶ء مدراس ۵۰۷ - ایضاً ۱۹۲۴ء کلکتہ ۸۱۲ - اور ایضاً ۱۹۱۴ء لوئر برما ۱۸۱ میں صاف طور پر طے کیا گیا ہے کہ دیوانی عدالت کے فیصلہ کے بعد عدالت فوجداری کا اختیار سماعت ختم ہو جاتا ہے اور جائداد نزاعی کو زیر نگرانی سرکار لینے کے حکم کو برخاست کر دینا چاہئے - اس مقدمہ زیر تجویز میں جب عدالت دیوانی سے نگرانی خواہ کو قبضہ دیدیا گیا ہے تو پھر عدالت فوجداری کو اختیار سماعت نہیں رہتا اور کارروائی نقض امن لائق اختتام ہے اور میں یہی قرار دیتا ہوں - لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور - حکم زیر نگرانی منسوخ - حسب صراحت صدر عمل ہو -

نگرانی فوجداری اجلاس منفردہ

باجلاس آنریبل ڈاکٹر مولوی میر سیادت علیخاں صاحب رکن

سنہ ۱۳۵۸ف
نمبر مقدمہ (۸۶)
منفصلہ ۱۲ آبان
اسفندار ۱۳۵۷ف

چین بسوا نگرانی خواہ بنام **کنڈپا وغیرہ** طرفثانیاں

نقض امن - ناشائستہ افعال وجہ نقض امن ہو سکتے ہیں -

تجویز ہوئی کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ نقض امن کے لئے کشت و خون ہی ضروری ہے پبلک میں کوئی ناشائستہ افعال بھی باعث نقض امن ہوں گے -

(مثلاً کسی کو گالیاں دینا یا ہڑتالیوں کا کارخانہ کے سامنے کھڑے ہو کر کام کرنے والوں کو نشان ملامت بنانا وغیرہ) -

منجانب نگرانی خواہ پنڈت لکشمن راؤ صاحب گانوا یڈوکیٹ -

منجانب طرفثانیاں مولوی حافظ عبدالقوی صاحب ایڈوکیٹ -

فیصلہ:- مباحث قابل وکلاء فریقین سماعت ہوئے یہ ایک نقض امن کی نگرانی ہے منصفی لنگسگور نے ۲۴ امرداد ۱۳۵۷ف کو سروے نمبر (۴۲) واقع موضع کوتھ پر فریق اول کا قبضہ قرار دیکر سروے نمبر مذکور کو اس کے حق میں واگذاشت کیا ہے - اس کی ناراضی سے نگرانی خواہاں فریق دوم نے یہ نگرانی پیش کی ہے - قابل ایڈوکیٹ نگرانی خواہ نے بحث میں دو امور کی طرف توجہ دلائی - ایک تو یہ کہ رپورٹ پولیس ہی سے ظاہر ہے کہ "نقض امن" کے بہانے سے ۱۱ امرداد ۱۳۵۶ف کو فریق اول کا قبضہ اراضی زیر بحث پر کرا دینے کی کوشش کرنے کے بعد ۲ شہریور ۱۳۵۶ف

نگرانی بنا راضی تجویز پنڈت وٹھل راؤ صاحب منصف لنگسگور مورخہ ۲۴ امرداد ۱۳۵۷ف -

چین بوا بنام کنڈیا

کو نقض امن کی رپورٹ پولیس نے داخل کی - اس سے ظاہر ہے کہ فی الوقت یعنی بوقت رپورٹ کسی نقض امن کا اندیشہ نہیں تھا مستقبل کے اندیشہ کی وجہ سے عدالت کو تحت دفعہ (۱۴۸) اختیار سماعت حاصل نہیں ہوتا - اس لئے کل کارروائی بلا اختیار سماعت کی گئی ہے اور دوسرے یہ کہ شہادت سے ظاہر ہے کہ دراصل کسی کشت و خون کا اندیشہ تھا ہی نہیں - ۱۱/ امرداد ۱۳۵۶ف کو بھی نہ صرف نگرانی خواہاں جو عورت ذات ہیں نہتے تھے بلکہ ان کے مبینہ ساتھیوں کے بھی مسلح ہونے کو بیان نہیں کیا گیا ہے اور طرفثانی جس کو جمعدار پولیس نے اپنی گواہی میں مشتعل ہونا کہا ہے وہ بھی اور اس کے ساتھی بھی نہتے تھے اس لئے بھی کوئی نقض امن نہ ۱۱/ امرداد ۱۳۵۶ف کو ہوا تھا اور نہ آئندہ اس کے ہونے کا احتمال تھا - میں نے ان مباحث پر غور کیا مجھے ان سے اتفاق نہیں ہے : تاریخ حکم ۲/ شہریور ۱۳۵۶ف کو مجسٹریٹ نے صاف الفاظ میں احتمال نقض امن ہونا قرار دیا ہے اور اس کے تصفیہ میں عدالت عالیہ سے بصیغۂ نگرانی دست اندازی نہیں کی جاتی ہے مثل میں اس کا مواد موجود ہے - کیونکہ گو یہ صحیح ہے کہ ۱۱/ امرداد ۱۳۵۶ف کے واقعہ کے بعد نقض امن کی رپورٹ ۲/ شہریور ۱۳۵۶ف کو پیش کی گئی - لیکن اس میں یہ بھی صراحت کی گئی کہ نزاعی کھیت کے کچھ حصہ میں تخم ریزی ہونا ابھی باقی ہے اور جو فریق بھی تخم ریزی کرنا چاہے گا وہ موجب نقض امن ہوگا اور یہی جمعدار پولیس نے اپنی گواہی میں بھی کہا ہے اس سے صاف طور پر احتمال نقض امن ظاہر ہوتا ہے - آل انڈیا رپورٹر ۱۹۴۲ء پٹنہ (۱۴۲) میں حالات کچھ اس قسم کے تھے - پولیس کی ابتدائی رپورٹ کے بعد جو اکٹوبر کے آخری ہفتہ میں ہوئی تھی حکم ابتدائی دو ماہ بعد ڈسمبر میں دیا گیا تھا اور حالانکہ یہ ظاہر تھا کہ اس وقت اناج کی جو فصل تھی وہ کاٹنے کے لئے ابھی چند مہینوں تک تیار نہیں ہو سکتی تھی اور نقض امن کا اندیشہ اس کے کاٹنے کے وقت ہی تھا سوائے اس کے کہ کوئی فریق قبل از وقت اس کو کاٹنے کا اقدام کرتا - اس کے باوجود دفعہ (۱۴۵) کے تحت کارروائی کی گئی اور عدالت عالیہ پٹنہ نے ۱۹۲۹ء کلکتہ ۱۴۴ پر غور کرنے کے بعد بھی اس کو صحیح قرار دیا - مؤخر الذکر نظیر میں دو ماہ بعد ختم موسم برسات پر نقض امن کا اندیشہ تھا اس لئے کارروائی نقض امن کو صحیح نہیں قرار دیا گیا تھا - عدالت عالیہ پٹنہ نے قرار دیا کہ اس مقدمہ میں موسم برسات کے ختم تک کھدائی ہو ہی نہیں سکتی تھی اور اس کے زیر غور مقدمہ میں فصل کے پوری طرح تیار ہونے کے قبل بھی اس کو کاٹا جا سکتا تھا اس لئے احتمال نقض امن موجود تھا - اور مجسٹریٹ کو اختیار سماعت بھی - میرے زیر تجویز مقدمہ میں بھی صورت حال یہی ہے کہ تخم ریزی مابقی کھیت میں کسی وقت ہو سکتی تھی

چن ابوا بنام کمنڈیا

کیونکہ موسم برسات کا تھا اسی لئے میں قرار دیتا ہوں کہ احتمال نقض امن موجود تھا اور اسی لئے منصفی لنگسگور کو اختیار سماعت بھی۔

اسی طرح قابل ایڈوکیٹ نگرانی خواہ کی دوسری بحث بھی میری رائے میں صحیح نہیں ہے کہ نقض امن کے لئے کشت وخون ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ امریکی مقدمات میں قرار دیا گیا ہے۔ پبلک میں کوئی نا شائستہ فعل (ANY ACT OF PUBLIC INDECORUM) بھی نقض امن ہوگا۔ مثلاً ہڑتال کرنیکے بعد ہڑتالیوں کا کارخانہ کے سامنے کھڑے ہوکر ان اشخاص کو جو ہڑتالیوں کی جگہ کام پر مامور کئے گئے ہوں مشق تختہ ملامت بنانا یا اپنی ہی زمین میں کھڑے ہوکر کسی شخص کو جو جائز طور پر وہاں آباد ہوگا لیساں دینا بھی نقض امن ہے۔ میں نے (۴۴) دکن ص (۱۳) اور (۱۹) دکن ص ۶۷ نظائر محولہ ایڈوکیٹ نگرانی خواہ دیکھے۔ ان سے میری قرارداد مذکورہ صدر متاثر نہیں ہوتی۔ ان حالات میں یہ نگرانی لائق منظوری نہیں ہے

لہذا حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

نگرانی فوجداری جلسۂ کاملہ

نمبر مقدمہ ۵/۲ ۱۳۵۸ف
منفصلہ ۲۰ خورداد ۱۳۵۸ف

باجلاس آنریبل پنڈت سری پت راؤ صاحب و آنریبل پنڈت وی سوریا نارائن راؤ صاحب و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحبان ارکان

آرموگم وغیرہ نگرانی خواہان بنام **سرکار عالی** طرفثانی

دفعہ (۱۱۹) ضمن (۲) قواعد تحفظ ممالک محروسہ۔ حراست زائد از دو ماہ کا عدم جواز۔

تجویز ہوئی کہ دفعہ (۱۱۹) ضمن (۲) قواعد تحفظ کے لحاظ سے دو ماہ سے زائد حراست جائز تصور نہیں کی جاسکتی اس لئے ملزمین لائق رہائی ہیں۔

منجانب نگرانی خواہ پنڈت بھیما چاری صاحب ہوبل وکیل۔

منجانب طرفثانی پنڈت سری کھنڈے صاحب ایڈوکیٹ جنرل و مولوی امراللہ صاحب صدیقی کونسل سرکار

فیصلہ: ۔بحث سماعت ہوئی۔ ایڈوکیٹ جنرل صاحب کی جانب سے حلف نامہ جات پیش ہوئے ہیں کہ موجودہ تین درخواستگزاران مسمیان (۱) آرموگم (۲) کنن اور (۳) نادمعن کو دفعہ (۱۱۹) قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے تحت بتاریخ ۲۱ نومبر ۱۹۴۷ء گرفتار کیا گیا۔ لائق وکیل ملزمین کی یہ بحث ہے کہ

آرموگم بنام سرکار عالی

دفعہ (۱۱۹) مجوزہ کے تحت مہتمم کوتوالی زیادہ سے زیادہ دو ماہ تک حراست میں رکھ سکتے ہیں اور تاریخ گرفتاری سے دو ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے اس لئے درخواستگزاران مستحق رہائی ہیں۔ ہم کو بحث درخواستگزاران سے اتفاق ہے دفعہ (۱۱۹) ضمن (۲) کی عبارت یہ ہے کہ :۔

"کہ کوئی شخص ذیلی قاعدہ ہذا کے تحت دو ماہ سے زیادہ حراست میں نہ رکھا جائے گا" پس اب چونکہ دو ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے ملزمین درخواستگزاران کی حراست جائز تصور نہیں کی جاسکتی اور وہ مستحق رہائی ہیں۔ حلفنامہ مدخلہ ایڈوکیٹ جنرل صاحب میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ درخواستگزاران کے خلاف قتل کا الزام بھی ہونا پایا گیا اگر یہ واقعہ ہو تو تحت احکام ضابطۂ فوجداری اُن کے خلاف مناسب کارروائی کی جاسکتی ہے۔ لیکن جبتک اس قسم کی کارروائی نہ کی جائے اُن کو حبس میں رکھنا جائز تصور نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا

حکم ہوا کہ

درخواستگزاران مسمیان (۱) آرموگم (۲) کنن اور (۳) نادھن کو رہا کیا جاتا ہے۔ حسبۂ اُن کو فوراً رہا کیا جائے۔ بقیہ درخواستگزاران کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ اُن کو قبل ازیں خود کوتوالی متعلقہ نے رہا کر دیا ہے لہذا اُن کے تعلق سے کسی حکم کی ضرورت نہیں ہے۔ احکام رہائی محبس سکندرآباد کے نام جاری ہوں۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد خلیل الزماں صاحب صدیقی و آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری ارکان

۱۳۵۶ف
نمبر مقدمہ (۱۲۹)
منفصلہ ۲۷ ؍ فروردی ۱۳۵۸ف

سرکار عالی نگرانی خواہ بنام شنکر وغیرہ طرفثانیاں

نزاع دیوانی کا فوجداری مقدمات میں تعلق۔ جرم ثابت ہو تو نزاع دیوانی کا تصور بے معنی ہونا۔ اختیارات دیوانی و فوجداری علحدہ علحدہ ہونا۔

تجویز ہوئی کہ (۱) عدالتوں کے فوجداری اور دیوانی اختیارات دو بالکل جداگانہ اختیارات ہیں اور ایک دوسرے پر اثر انداز نہیں ہیں۔

(۲) نظائر دیوانی کے تصور سے مقدمہ فوجداری اس لئے خارج نہیں ہوتا کہ عدالت دیوانی اس کو سماعت کرے گی بلکہ اس لئے خارج ہوتا ہے کہ کوئی

تحریک ناظم صاحب عدالت ضلع ناندیڑ مورخہ ۱۲ ؍ اردی بہشت ۱۳۵۶ف۔

سرکار عالی
بنام
شنکر

جزو جرم ثابت نہیں ہے۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مرحوم وکیل سرکار

فیصلہ۔ لائق وکیل سرکار کی بحث سماعت ہوئی۔ اس مقدمہ کے واقعات یہ ہیں کہ ایک چالان عدالت مجسٹریٹ قندھار کے اجلاس پر اس بیان سے پیش ہوا کہ مستغیث کو ملزمین نے دھار دار آلہ سے ضربات پہونچائے اور ان افعال کے تعلق سے کوتوالی نے دفعہ (۱۶۴) تعزیرات آصفیہ کو متعلق خیال کیا۔ مستغیث کا بیان لینے کے بعد عدالت نے یہ تجویز کی کہ فریقین میں دیوانی نزاع معلوم ہوتی ہے اس لئے کارروائی ختم ہو اور فریقین عدالت دیوانی میں رجوع ہوں۔ عدالت مجسٹریٹ ضلع ناندیڑ کو بروئے ضابطہ اس تجویز کی جانب جب متوجہ کیا گیا تو لائق مجسٹریٹ نے یہ تحریک عدالت العالیہ میں بھیجدی ہے کہ مقدمہ میں تحقیقات و تجویز ہونا چاہئے۔ ہم نے جہانتک مجسٹریٹ کی تجویز پر غور کیا ہماری رائے میں مجسٹریٹ ابتدائی کو کچھ تسامح ہو گیا ہے۔

اس میں کلام نہیں ہے کہ مقدمات فوجداری اس بناء پر ختم ہوا کرتے ہیں کہ نزاع از قسم دیوانی ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ صورت صرف اُس وقت متعلق ہوتی ہے کہ ایسے نزاع یا حالات کی وجہ سے جو زیادہ بہتر طریقہ پر از قسم حقیت وغیرہ عدالت دیوانی ہی سے طے پا سکتے ہیں۔ کسی جرم کے اجزاء میں سے کسی ایک جزو کے لئے نصاب شہادت کافی نہ ہو۔ یہاں ہماری مراد نصاب سے قوت شہادت ہے نہ کہ تعداد گواہان۔ ظاہر ہے کہ جب کبھی اجزاء جرم میں کسی ایک جزو کی کافی شہادت نہ ہو اور یہ صورت کسی دیوانی نزاع کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو تو یہ کہا جاتا ہے کہ نزاع از قسم دیوانی ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جہاں فریقین میں نزاع دیوانی پائی جائے تو جو ارتکاب جرم نہ رہے گا یا یہ کہ اُس سے چشم پوشی امر مستحسن ہے خواہ کیسی ہی سخت اور شدید نزاع کیوں نہ ہو اور کیسا ہی خفیف سا خفیف جرم کیوں نہ ہو جرم بنجاتا ہے سزا ہوگی۔ عدالتوں کے فوجداری اور دیوانی اختیارات دو بالکل علحدہ علحدہ اختیارات ہیں ایک دوسرے پر اثر انداز (OVER LAP) نہیں باوجود کسی دیوانی مقدمہ کے قابل سماعت ہونے دائر ہونے یا تجویز ہونے کے فوجداری مقدمات برابر چل سکتے ہیں۔ اس طرح فوجداری مقدمات کے باوجود دیوانی مقدمات چلا کرتے ہیں۔ لیکن یہ چیز سمجھ میں آسکتی ہے کہ بعض اوقات کسی جرم کے کسی جزو کے دوسرے قسم کے اختیار کے اندر آنے کی وجہ سے اور اس جزو کے جو جرم کا لازمی جزو ہوگا عدالت فوجداری میں

سرکار عالی بنام شنکر

ثابت نہ ہونے کی وجہ سے اس قسم کی اصطلاح استعمال ہوجاتی ہے۔ مثلاً جہاں قبضہ کی نزاع ہو۔ مداخلت بیجا وغیرہ میں یا جائداد کی نزاعات ہوں اور جھگڑے اور فسادات میں جہاں حفاظت خود اختیاری کا سوال ہو جن کو (AGGRARION DISPUTES) جن کو نزاعات زراعتی کہا جاتا ہے۔ ایسی اشکال پیدا ہوتی ہیں جن میں عدالت فوجداری شہادت پیش شدہ سے۔ مثلاً خاندان مشترکہ میں جہاں سرقہ کا الزام ہو جز و قبضہ کو نہ تائید مستغیث ثابت قرار دینے کے لئے شہادت کو کافی نہیں پاتے تو ظاہر ہے کہ اُسے مقدمہ فوجداری ختم کردینا پڑتا ہے اور یہ امر کہ عدالت دیوانی ان امور کا تصفیہ کرے گی ایک بالکل دوسرا امر ہے۔ مقدمہ اس لئے خارج نہیں ہوتا کہ عدالت دیوانی سماعت کرے گی بلکہ اس لئے خارج ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بتایا ہے کوئی جز و جرم ثابت نہیں ہے اور اصطلاحاً یہ کہدیا جاتا ہے کہ مقدمہ از قسم دیوانی ہے یعنی جرم تو ثابت نہیں ہے۔ لیکن فریقین اپنی دادرسی عدالت دیوانی سے حاصل کرسکتے ہیں اور عدالت فوجداری کی ایسی تجویزوں بھی بے نتیجہ ہوتی ہے کہ دیوانی کا چارہ کار نہ تو ایسی ہدایت پر مبنی ہوتا ہے اور نہ اُس چارہ کار پر یہ تجویز کسی طرح موثر ہوسکتی ہے۔ ہم نے جہانتک غور کیا ان الفاظ کے استعمال کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ حاکم مجوز اُس فیصلہ کے پڑھنے والے کو اس امر کی جانب متوجہ کرتا ہے کہ اگر جرم کا کوئی جز و ثابت نہیں ہوا ہے اُس میں ایسے اسباب وجوہات کا دخل ہے جنہیں فریقین واجبی طور پر عدالت دیوانی میں جاسکتے ہیں اس سے بڑھکر کوئی اور مراد نہیں ہوتی۔

ہم نے ان امور کی وضاحت اس لئے ضروری خیال کی کہ غالباً مجسٹریٹ ابتدائی کو غلط فہمی سی ہوگئی تھی یعنی مستغیث کا بیان لینے کے بعد جب مجسٹریٹ نے مستغیث کے اس بیان کو سنا وہ فریقین میں اراضی کے متعلق نزاع ہے تو اُنہوں نے بلا تحقیقات مزید چالان کو خارج کردیا۔ ظاہر ہے کہ اس تجویز کو بحال نہیں رکھا جاسکتا یہ اور بات ہے کہ اگر تحقیقات کے ضمن میں حفاظت خود اختیاری وغیرہ کے تعلق سے کوئی مباحث پیش آئیں اُس وقت عدالت اس نتیجہ پر پہونچے کہ اس جرم کا کوئی جز و ثابت نہیں ہے اور بہتر ہے کہ فریقین اس کو عدالت دیوانی سے طے کرائیں۔ موجودہ تجویز بے محل اور قبل از وقت ہے لہذا

حکم ہوا کہ

تحریک عدالت ضلع منظور۔ تجویز مجسٹریٹ ابتدائی منسوخ۔ حسب ضابطہ تحقیقات و تجویز کی جائے۔

نمبر مقدمہ ۱۳۵۶ ف
منفصلہ ۲۶ امرداد ۱۳۵۵ ف

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

باجلاس آنریبل مولوی ابوالحسن سید علی صاحب پریزیڈنٹ و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب و آنریبل مولوی سید محمد عبداللہ صاحب ارکان

نرسیا وغیرہ مرافعان بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

الحکم حسب صدارت عظمیٰ سے جوڈیشل کمیٹی کی متفقہ رائے مورخہ ۲۶ امرداد ۱۳۵۵ ف منظور فرمائی گئی۔

گواہ کی رشتہ داری کا اثر۔ غرض مشترکہ میں افعال۔ دفعہ (۴۸۲) ضابطہ فوجداری۔ گواہوں کے سابقہ بیانات کو شامل مثل نہ کیا جانا۔

آنریبل مولوی ابوالحسن سید علی صاحب پریزیڈنٹ و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب رکن متفق الرائے۔ (۱) ہماری رائے میں محض کسی گواہ کی رشتہ داری اس کے اعتبار کو ساقط کرنے کے لئے کافی نہیں ہے جب اس کے بیان سے کوئی ایسی چیز نہ پائی جاتی ہو کہ وہ بلاوجہ طرفداری کے ساتھ بیان ادا کر رہا ہے اُس پر بھروسہ نہ کرنے کی کوئی بات نہیں ہوتی۔

(۲) یہ صحیح ہے کہ مقدمات فوجداری میں ہر شخص صرف اپنے افعال کا ذمہ دار ہوتا ہے البتہ اس عام قاعدہ کا ایک استثناء ہے کہ اگر تمام اشخاص ایک ہی جرم کے ارتکاب میں بالارادہ حصہ لیں تو بلاشبہ ہر شخص اسی طرح ذمہ دار ہو جائے گا گویا ہر فرد نے اس جرم کا ارتکاب بطور خود کیا ہے۔

آنریبل مولوی سید محمد عبداللہ صاحب رکن۔ (۱) جب تک شرائط مندرجہ دفعہ (۴۸۲) ضابطہ فوجداری کی تکمیل میں ملزم کی فراری اور اُس کی عدم دستیابی کے عذر کو ثابت اور شہادت کو قلمبند کرا لیا جائے۔ ملزم مفرور یا غیر موجود کے مقابلہ میں ان گواہوں کی وفات کی وجہ سے اُن کا بیان قابل ادخال شہادت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (اس مقدمہ میں گواہوں کی وفات کی وجہ سابقہ مقدمہ میں اُن کے جو بیانات ہوئے تھے اُن کو شامل مثل کر لیا گیا ہے جو کہ خلاف قانون سمجھا جانا چاہیئے)۔

مرافعہ بناراضی تجویز جلسہ متفقہ عدالت العالیہ مورخہ ۲۰ آذر ۱۳۵۶ ف۔

نرسیا
بنام
سرکار عالی

(۲) اس کلیہ سے ہمیں اتفاق نہیں ہے کہ ہر صورت میں ملزمین کا قبل از قبل مشورہ کرنا واقعہ قتل میں مجرمیت کو ثابت قرار دینے کے لئے ضروری ہے بلکہ جہاں تک ارتکاب جرم قتل عمد کا تعلق ہے۔ ملزمین کا ایک وقت ایک ہی مقام پر مشترکہ حیثیت سے افعال مجرمانہ کا ارتکاب کرنا ان سب کے قتل عمد کا ملزم ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

منجانب مرافعان مولوی غلام احمد خاں صاحب ایڈوکیٹ۔

منجانب مرافعہ علیہ مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹ سرکار۔

آنریبل مولوی ابوالحسن سید علی صاحب پریزیڈنٹ و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب رکن

متفق الرائے۔ ملزمین نرسیا۔ یلیا۔ اپیا۔ درگیا و دوڈسدپا کے خلاف ضمیمہ چالان دفعات (۲۴۳) (۱۲۴) تعزیرات سرکار عالی اس بیان کے ساتھ پیش کیا گیا کہ ان ملزمین نے بشمول دیگر (۶) نفر ملزمین مسمیاں بکنا۔ ہنمیا۔ وڈے لسنا۔ دوڈ ہنمنا۔ سن ہنمنا وشودرپا بتاریخ یکم اسفندار ۱۳۵۳ ف تقریباً (۹) بجے دن کے موضع ہونی ہال ہوڑہ تعلقہ رائچور میں گوڑپا کو تلوار۔ لٹھ۔ کلہاڑی سے ضربات پہونچائے۔ ان کے صدمہ سے مقتول ہلاک ہوگیا۔ ملزمین نرسیا۔ یلپا۔ اپیا۔ درگیا۔ سدپا مفرور ہونے کی وجہ سے بکنا وغیرہ (۶) نفر ملزمین کے خلاف قبل ازیں چالان پیش کیا گیا تھا۔ عدالت سشن نے بکنا۔ ہنمیا وشودرپا کو الزامات منسوبہ سے بری کیا اور بقیہ تین ملزمین مسمیاں وڈے لسنا۔ وڈے ہنمیا وسن ہنمیا کے حق میں حبس دوام کی سزاء تجویز کر کے مثل عدالت العالیہ میں تصحیحاً روانہ کیا۔

ملزمین بری شدہ کے خلاف سرکار کی جانب سے عدالت العالیہ میں مرافعہ پیش کیا گیا۔ عدالت العالیہ جلسہ متفقہ نے ملزمین بکنا شودرپا کی حد تک تجویز برأت قائم رکھکر بقیہ چار ملزمین کے منجملہ دوڈ ہنمیا ملزم کے حق میں سزاء موت اور ملزمین وڈے لسنا۔ سن ہنمیا و ہنمیا کے حق میں حبس دوام کی سزاء تجویز کی جس کے بعد ملزمین کی درخواست بتوسط محکمہ سرکار کی بناء پر ان ملزمین کے مرافعہ جات کی سماعت جوڈیشل کمیٹی سے قبل ازیں کی گئی جو نامنظور کئے گئے۔ موجودہ ملزمین نرسیا۔ یلپا۔ اپیا۔ درگیا وسدپا کے خلاف عدالت سشن میں جملہ (۱۸) گواہوں کے بیانات قلمبند کرائے گئے اور جمنا وسوم لنگا کے بیانات کے نقول یہ بیان کر کے کہ یہ گواہ فوت ہو گئے ہیں داخل کئے گئے۔ عدالت سشن نے ملزمین نرسیا۔ یلپا۔

نرسیا بنام سرکار عالی

ایپا وسدپا کے خلاف الزام ثابت قرار دیکر ان کے حق میں حبس دوام کی سزا تجویز کر کے مثل تصیحاً عدالت العالیہ میں روانہ کیا۔ البتہ ملزم دیگر الزام منسوبہ سے بری کیا گیا۔ عدالت العالیہ جلسۂ متفقہ نے عدالت سیشن کی تجویز کو بحال رکھا جس کے خلاف ملزمین کی درخواست بتوسط محکمۂ سرکار کی بناء پر مقدمہ کی سماعت کی گئی۔ شہادت کے سلسلہ میں پہلا بیان بی لیس بلوریا کا ہے۔ یہ سب انسپکٹر پولیس ہیں جنہوں نے بعض ملزمین کے قبضہ سے کلہاڑیاں برآمد کر کے پنچنامجات مرتب کئے ہیں۔ دوسرا بیان سید امام الدین احمد مفلش مقدمہ کا ہے۔ گواہ نمبر (۳) ناگما و گواہ نمبر (۴) لنگنا وارث کی حیثیت سے پیش ہوئے ہیں گواہان نمبر (۴-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۳-۱۴-۱۷) مسمیان ہنمکا۔ شر بنا۔ نرسیا۔ داسی نیشیا۔ ہوسیل لبیا۔ ہنمکار سدنا۔ بھادو وبھادیو مارویت کی شہادت ادا کرتے ہیں۔ گواہ نمبر (۶) محمد حسین نائیکدار پولیس رپورٹ کنندہ ہے۔ گواہ نمبر (۱۲) شیخ رسول پنچنامہ جاسع کا گواہ ہے۔ گواہ نمبر (۱۵) چنیا ہے جس نے ملزمین کو گرفتار کیا ہے۔ گواہ نمبر (۱۶) ڈاکٹر دی۔ ین دوراسوامی ہیں جنہوں نے متضررین کا علاج کیا ہے۔ گواہ نمبر (۱۸) ڈاکٹر کتھری ہیں جنہوں نے نعش کا پوسٹ مارٹم کر کے رپورٹ پیش کی ہے۔ وجہ تحریک جرم سابقہ عداوت بیان کی جاتی ہے۔ عدالت سیشن و عدالت العالیہ نے وجہ تحریک جرم ناثابت قرار دیا ہے۔ ایڈوکیٹ صاحب سرکار نے بھی یہ تسلیم کر لیا کہ ملزمین مرافعان کے خلاف وجہ تحریک جرم ثابت نہیں ہے۔ البتہ ان کی حجت یہ ہے کہ مقدمۂ ہذا میں رویت کی کثیر شہادت موجود ہے جس سے ملزمین کے خلاف الزام ثابت قرار پاتا ہے۔ ایسی صورت میں وجہ تحریک جرم ناثابت قرار پانے کے باوجود ملزمین متوجب سزا قرار پائیں گے۔ پس مقدمۂ ہذا کا انحصار شہادت رویت پر ہے جو نو گواہاں کے بیانات پر مشتمل ہے۔ ان گواہان کے متعلق ملزمین کی جانب سے اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ان گواہان کے منجملہ گواہان نمبر (۴-۷-۱۱ و ۱۷) مقتول کے رشتہ دار ہیں۔ اس لئے ان کے بیانات پر بھروسہ نہیں کیا جانا چاہئے اور دیگر گواہاں کے تعلق سے یہ حجت قائم کی گئی کہ یہ گواہان واقعہ کے وقت موجود نہیں تھے۔ اس لئے یہ رویت کے گواہ نہیں ہو سکتے۔ عدالت سیشن و عدالت العالیہ ہر دو نے ان گواہان کے بیانات پر بھروسہ کیا ہے اور سابقہ مقدمہ میں بھی ان گواہان کے بیانات پر بھروسہ کر کے ملزمین کے حق میں سزا تجویز کی گئی ہے۔ ہمارے سامنے بھی لائق وکیل ملزمین نے بجز ان اعتراضات کے ان بیانات میں کوئی ایسی خاص بات ظاہر نہیں کی جس کی بناء پر عدالتہائے تحت

نرسیا بنام سرکار عالی

کی متفقہ تجاویز سے اختلاف کیا جائے۔ ہماری رائے میں محض کسی گواہ کی رشتہ داری اس کے اعتبار کو ساقط کرنے کے لئے کافی نہیں ہے جبتک کہ اس کے بیان سے کوئی ایسی چیز ثابت نہ ہو۔

ان گواہان کے بیانات میں کوئی ایسی چیز ظاہر نہیں ہوئی۔ پس وکیل ملزم کا یہ اعتراض ناقابل لحاظ قرار پاتا ہے۔ دوسرے اعتراض میں بھی قوت نہیں ہے۔ کیونکہ ان جملہ گواہان رویت نے بجز ایک گواہ داسی شیشیا نے جس نے دوڈھمیا کے وار کا ذکر نہیں کیا ہے یہ شہادت دی ہے کہ اُن کے روبرو ملزم دوڈھمیا نے تلوار سے مقتول کو مارا جس کو مقتول نے ہاتھوں پر لے لیا اس کے بعد نرسیا ملزم نے کلہاڑ کا سے سر پر مارا جس کے صدمہ سے مقتول زمین پر گر گیا۔ جس کے بعد دیگر ملزمین مقتول کو گھیر کر لکڑیوں سے مارنے لگے۔ اس شہادت کو غلط باور کرنے کی وجہ نہیں ہے۔ اس کے بعد دیگر گواہان کے بیانات پر تبصرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ ملزمین کی جانب سے ایک بحث یہ بھی کی گئی کہ جب مقدمۂ ہذا میں مشورہ کی شہادت موجود نہیں ہے اور عدالتہائے تحت نے بلوہ ناثابت قرار دیا ہے تو زیادہ سے زیادہ ان ملزمین کے حق میں سزا تجویز کی جاسکتی ہے جن کے افعال کا تعین ہو جائے۔ مقدمہ ہذا میں صرف دو ملزمین کے افعال کا تعین ہوتا ہے اور بقیہ ملزمین کے متعلق عام طور پر یہ کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے مقتول کے گر جانے کے بعد اُس کو ضربات پہونچائے اس لئے بقیہ ملزمین ان دو ملزمین کے افعال کے ذمہ دار نہیں قرار دئے جاسکتے۔ اس استدلال میں بھی قوت نہیں ہے۔ گو یہ صحیح ہے کہ ہر شخص صرف اپنے افعال کا ذمہ دار ہوتا ہے البتہ اس عام قاعدہ کا ایک استثناء یہ ہے کہ تمام اشخاص ایک جرم کے ارتکاب میں بالارادہ حصہ لیں تو بلا شبہ ہر شخص اسی طرح ذمہ دار ہو جائے گا گویا ہر فرد نے اس جرم کا ارتکاب بطور خود کیا ہے۔ مقدمۂ ہذا میں شہادت سے نہ صرف یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ملزمین مقام واقعہ پر مسلح موجود تھے بلکہ یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ اُنہوں نے مار پیٹ میں حصہ لیا۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ ملزمین کے افعال کا تعین نہیں ہوتا اس لئے ان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی صحیح نہیں ہے۔ عدالت سشن و عدالت العالیہ ہر دو نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے جس سے اختلاف کی وجہ نہیں پائی جاتی۔ پس عدالت العالیہ کی تجویز ناقابل دست اندازی قرار پاتی ہے۔

آنریبل مولوی سید محمد عبد اللہ صاحب لے کن۔ واقعات اس مقدمہ کے یہ ہیں کہ ایک شخص مسمی گوڈیا کو

زرسیا بنام سرکار عالی

(۱۱) اشخاص نے دن کے (۹) بجے بمقام ہونی ہال ہوڑہ تعلقہ رائچور۔ تلوار۔ لٹھ اور کلہاڑی سے ضربات پہونچاکر ہلاک کیا۔ جن میں سے (۶) اشخاص کو پولیس متعلقہ نے پہلے چالان کیا اور مابقی (۵) کی نسبت یہ بیان کیا کہ وہ مفرور ہیں۔ چالان شدہ (۶) اشخاص سے ایک ملزم دوڈ ہنیا کو سزائے موت اور تین دیگر ملزمین کے حق میں سزائے حبس دوام کی تجویز عدالت العالیہ سے صادر ہوئی اور حسب تجویز عدالت سشن دو ملزمین کی حد تک تجویز برائت بحال رکھی گئی اور جوڈیشل کمیٹی سے بھی اسی تجویز کو قائم رکھا گیا۔ مابقی (۵) ملزمین کی نسبت سابقہ چالان کے وقت یہ بیان کیا گیا تھا کہ مفرور ہیں۔ بعد گرفتاری ان کا چالان بطور ضمیمہ چالان پیش ہوا اور عدالت ابتدائی سے بعد قلمبندی شہادت یہ (۵) ملزمین سپرد سشن کئے گئے اور عدالت سشن نے (۱۸) گواہوں کے بیانات قلمبند کئے اور دو گواہان مسمیان جنا اور سنگیا لنگیا کے بیانات کے نقول حسب درخواست وکیل سرکار شریک مثل کر لئے۔ اس تجویز سے کہ ان گواہوں کے بیانات سابقہ چالان میں بحیثیت گواہ تائید الزام قلمبند ہوئے تھے اور اب فوت ہوئے ہیں؟ اس طرح جملہ شہادت پر بحث کرکے عدالت سشن نے منجملہ (۵) ملزمین کے ایک کو بری کیا اور چار کی نسبت سزائے حبس دوام صادر کی اور تصحیحاً اس سزاء کو عدالت العالیہ نے بحال رکھا جس پر ان چار ملزمین مسمیاں۔ زرسیا۔ ملپیا۔ آنپیا۔ سدپا نے حسب دفعہ (۲۶) ضابطہ جوڈیشل کمیٹی درخواست پیش کی اور بعد طے مراحل ضروری اس کی سماعت کے لئے ۲۹ اردی بہشت ۱۳۵۷ف تاریخ مقرر کی گئی۔ اس تاریخ پر بیان کیا گیا کہ ملزم زرسپا کا انتقال ہوا ہے اور مولوی غلام احمد صاحب وکیل منجانب مابقی ملزمین ملپیا۔ آنپیا حاضر ہوئے اور ملزم سدپا حاضر اجلاس نہیں لایا گیا اور بیان کیا گیا کہ وہ گلبرگہ جیل میں منتقل کیا گیا ہے۔ ملزمین ملپیا۔ آنپیا حاضر اجلاس رہے اور وکلاء فریقین کی بحث سماعت ہوئی۔

حسب صراحت بالا (۱۸) گواہوں کی شہادت عدالت سشن نے قلمبند کی ہے جن میں سے (۱۱) کی شہادت واقعہ رویت سے متعلق ہے اور مابقی شہادت صحت واقعہ اور شہادت طبی اور برآمدی اشیاء و آلۂ جارحہ کی نسبت ہے۔ ملزمین نے کوئی شہادت پیش نہیں کی ہے اور نہ کوئی بیان تحت دفعہ (۲۷۳) ضابطہ فوجداری دیا ہے کہ ان کی مجرمیت کے ثبوت یا عدم ثبوت کی نسبت کوئی خاص واقعہ پیش نظر رکھا جائے۔ ان حالات میں گوڑپا مقتول کا قتل ہونا اس شہادت مشمولہ مثل سے ثابت قرار پاتا ہے اور اس کو عدالت سشن و عدالت العالیہ نے بھی مثبتہ قرار دیا ہے۔ رہ جاتا ہے ملزمین کا اس واقعہ

نرسیا بنام سرکار عالی

قتل سے تعلق اس کے ثبوت میں (۹) گواہان رویت عدالت سشن نے قلمبند کئے اور دو گواہاں فوت شدہ پیش شدہ مقدمہ سابقہ کے نقول بیانات شامل مثل کر لئے گئے۔ بعد صدور فیصلہ عدالت العالیہ جب درخواست تحت دفعہ (۲۶) ضابطۂ جوڈیشل کمیٹی محکمۂ سرکار میں پیش ہوئی پریسیڈنٹ صاحب جوڈیشل کمیٹی سے بطور وقعت اعذار درخواست پیش کردہ ملزمین کی نسبت دریافت کیا گیا تو بتاریخ ۲۲ ؍ خورداد ۱۳۵۶ف اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ جن گواہاں مسمیان جمنا و سدم لنگیا کے بیانات سابقہ کے نقول بطور شہادت تائید الزام عدالت سشن نے شامل مثل کر لیا ہے اور ان سے عدالت سشن اور عدالت العالیہ نے بوقت تجویز سزا اثر لیا ہے وہ بموجودگی احکام دفعہ (۴۸۴) ضابطۂ فوجداری قابل غور ہے اور درخواستہائے ملزمین پر مقدمہ کی سماعت جوڈیشل کمیٹی میں ہونا چاہیئے جس پر یہ مقدمہ جوڈیشل کمیٹی میں پیش ہوا۔ پس اولاً اس امر کا تصفیہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ ان بیانات کا قانوناً کیا اثر ہے؟ دفعہ (۴۸۴) ضابطۂ فوجداری میں اسکی ہدایت موجود ہے کہ کن حالات میں ملزم کے غیاب میں اس کے خلاف شہادت قلمبند اور محفوظ کی جا سکتی ہے اس ہدایت میں اس کا لزوم رکھا گیا ہے کہ اس امر کا ثبوت مثل میں بہم پہنچایا جائے کہ ملزم فرار ہو گیا ہے اور اس کی گرفتاری کی سردست کوئی امید نہیں ہے۔ اگر قلمبندی شہادت سے قبل اس دفعہ کے تحت اس امر کا اطمینان نہ کر لیا جائے تو نظائر مندرجہ حاشیہ میں یہ طے کیا گیا ہے کہ ایسی شہادت ملزم کے مقابلہ میں استعمال نہیں کی جا سکتی اور یہ دفعہ قانون شہادت کی دفعہ (۲۶) کے اثرات کو مقدمات فوجداری محدود کر دیتی ہے۔ مقدمات مندرجہ حاشیہ میں سے یہ صورت جو اس مقدمہ میں پیدا ہوئی ہے دکن جلد (۱۸) ص ۵۲۷ سے بہت مطابق ہے جس میں فاضل ججان ہائیکورٹ نے اس امر کو صراحتاً طے کیا ہے کہ محض یہ کہدینا کہ سابقہ مقدمہ فوجداری اصلی چالان تھا اور موجودہ مقدمہ اس کے ضمیمہ چالان سے پیدا ہوا ہے۔ جبتک شرائط مندرجہ دفعہ (۴۸۴) ضابطۂ فوجداری کی تکمیل میں ملزم کی فراری اور اس کی عدم دستیابی کے عذر کو ثابت اور شہادت قلمبند نہ کرائی جائے ملزم مفرور یا غیر موجود کے مقابلہ میں ان گواہوں کی وفات کی وجہ ان کا بیان قابل ادخال شہادت نہیں قرار دیا جا سکتا

دکن لاء رپورٹ جلد (۱۸) ص ۵۲۷ - سیونا بنام سرکار عالی جلاس متفقہ
دکن لاء رپورٹ جلد (۱۹) ص ۵۲۴ - سرکار عالی بنام چندریا (کاملہ)
دکن لاء رپورٹ جلد (۲۲) ص ۲۳۲ - وینکٹ رام نرسیا بنام سرکار عالی (کاملہ)
دکن لاء رپورٹ جلد (۳۲) ص ۲۶۵ - رام کشٹیا بنام سرکار عالی جوڈیشل کمیٹی -

نرسیا بنام سرکار عالی

عدالت سشن جس نے ان بیانات کے نقول شامل شہادت تائید الزام کرلیا ہے نہ تو شہادت مفروری ملزم قلمبند کرنے کا اطمینان کرلیا اور نہ ان بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تحت دفعہ (۴۸۰) قلمبند کئے گئے ہیں۔ ایسی حالت میں جبکہ سابقہ چالان ان ملزمین کے مقابلہ میں پیش نہیں ہوا تھا اور اس کے ملزم اس وقت موجود تھے اور ان کے مقابلہ میں اس شہادت کو اس غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ ان ملزمین کو سزا دلائی جائے تو پھر موجودہ ملزمین کے خلاف قانوناً استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح ان دونوں بیانات کو شہادت تائید الزام بمقابلہ موجودہ ملزمین قابل استدلال نہیں ہوسکتی۔

اس مقدمہ میں وجہ تحریک جرم کو عدالتہائے سشن و عدالت العالیہ نے ناثابت قرار دیا ہے اور اس کی اہمیت بھی اس مقدمہ میں نہیں دیجا سکتی۔ اس لئے کہ متعدد گواہان اس واقعہ کے اثبات میں پیش ہوئے کہ گوڑپا اس تاریخ تلوار لٹھ اور کلہاڑی سے مارا گیا اور اس واقعہ کے اثبات کے لئے کہ کن اشخاص نے اس کو ہلاک کیا۔ (۹) گواہان رویت کی شہادت عدالت سشن نے قلمبند کی ہے۔ جن میں گواہ ہشتم نرسپا حجام کی شہادت کو عدالت العالیہ نے متزلزل قرار دیا ہے اور گواہ نمبر (۴) مسماۃ انتماز زوجہ مقتول اور گواہ نمبر (۷) مسماۃ شرنپا دختر مقتول اور گواہ نمبر (۱۱) ہمنکا و گواہ نمبر (۱۷) مہادیوما ہمشیرگان مقتول ہیں جن کی نسبت بحث میں منجانب ملزمین یہ کہا جاتا ہے کہ وہ غیر جانبدار نہیں کہے جاسکتے اگر ان کو خارج کیا جائے تو حسب ذیل گواہان رویت رہجاتے ہیں۔

(۱) دوسی بنٹیا گواہ نمبر (۹)۔ (۲) بلوہلی لبسنا گواہ نمبر (۱۰)۔ (۳) سدنا گواہ نمبر (۱۳)۔ (۴) مہادیوما گواہ نمبر (۱۴)۔

ان گواہوں کے بیانات پر بحث میں اعتراضات جو کئے گئے وہ ان اختلافات باہمی سے متعلق ہیں جو ان گواہان رویت میں پیدا ہوئے ہیں اور نہ شہادت میں یہ امر قابل غور ہے کہ آیا بیانات کا باہمی اختلاف کسی گواہ کے بیان کو ساقط الاعتبار کرتا ہے یا واقعہ ہی کی نفی اس سے لازم آتی ہے؟ یا ایسا اختلاف ہے کہ ہر انسان اپنی فطری صلاحیتوں کی بنا پر بلا واقعہ کے نفی یا اپنے اعتبار کو زائل کئے بغیر سہو بشری سے اس کا شکار ہوجاتا ہے؟ نقاط بحث سے جو ان اختلاف کی نسبت منجانب وکیل ملزم بتائے گئے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے ملزم کو مرتکب جرم باور نہ کرکے واقعہ کے عدم صحت کا قیاس کیا جاسکے۔ دیہاتی معمولی قسم کے اشخاص سے اس کا امکان

زرسیا
بنام
سرکار عالی

نہیں ہے کہ وہ حالات کو اس ترتیب سے بیان کرسکیں جو ایک تعلیم یافتہ شخص بیان کرسکتا ہے۔ عدالت سشن نے اس کی نسبت جس رائے کا اظہار کیا ہے اور اس سے ہم متفق ہیں۔ ایسا کوئی اختلاف ان شہود میں نہیں پایا جاتا جس سے ملزم کو فائدہ پہونچے۔

اس مقدمہ میں مقتول کے چار رشتہ داروں نے رویت کی شہادت ادا کی ہے۔ ان پر یہ اعتراض بحث میں کیا جاتا ہے کہ وہ آزاد گواہ نہیں ہیں ہم نے انکی شہادت پر تنقیدی نظر ڈالی لیکن ان بیانات میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جس سے یہ شبہ ہوسکے کہ ملزمین کی مخالفت میں بلاوجہ ان گواہوں نے شہادت ادا کی ہے۔ جرح میں ایسے کوئی سوالات نہیں کئے گئے جن کے جوابات سے ان گواہوں کی صداقت بیانی پر اعتراض وارد ہوسکے اور پھر اس امر کی وضاحت نہیں کی جاتی کہ بلاوجہ ان ملزمین کے نام مباشرین جرم میں گواہوں نے کیوں اضافہ کیا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ زمرۂ ملزمین میں بعض ملزمین بڑھائے جائیں لیکن شہادت مشمولۂ مثل سے ایسے ملزمین معلوم کئے جاسکتے ہیں جیسا کہ اس مقدمہ میں دہلۂ اول (۲) ملزمین اور ضمیمہ چالان موجودہ میں ایک ملزم اس طرح تین ملزمین کو عدالت العالیہ نے برأت دی ہے۔ پس ان چار گواہان پر ملزمین کا اعتراض صحیح نہیں معلوم ہوتا اور ان کی گواہیاں ساقط الاعتبار نہیں قرار دیجاسکتیں۔

یہ بحث کی جاتی ہے کہ جب ملزمین کے مقابلہ میں وجہ تحریک جرم ثابت نہیں قرار دیجاسکتی ہے اور مشورہ کی شہادت اس مقدمہ میں موجود نہیں ہے تو جرم بلوہ اس مقدمہ میں ثابت قرار نہیں دیا جاسکتا اور جب جرم بلوہ ثابت قرار نہ دیا جائے تو جیسا کہ ہر ملزم کی جانب سے بہ تعین افعال مجرمانہ شہادت نہ پیش کی جائے سزا نہیں دیجاسکتی۔ اس کلیہ سے ہمیں اتفاق نہیں ہے کہ ہر صورت میں ملزمین کا قبل از قبل مشورہ کرنا کسی واقعہ قتل کے لئے ضروری ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے کہ جب قتل کا ارتکاب مشترکہ افعال کے ذریعہ ایک ہی وقت جملہ ملزمین کی جانب سے کیا جائے گو ان میں ہر ملزم کے انفرادی افعال ارتکاب اور تعین جرم کے لئے لازمی ہیں بلکہ جہانتک ارتکاب جرم قتل عمد کا تعلق ہی ملزم کا ایک وقت ایک ہی مقام پر مشترکہ حیثیت سے افعال مجرمانہ کا ارتکاب کرنا ان سب کے قتل عمد کا ملزم ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔ اس نقطۂ نظر کو میرے نئر کار فاضل نے اپنی رائے میں بہ شکل قانونی اس طرح بتایا ہے کہ:۔

نرسیا بنام سرکار عالی

"اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ہر شخص صرف اپنے افعال کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ البتہ اس عام قاعدہ کا ایک استثناء یہ ہے کہ تمام اشخاص ایک جرم کے ارتکاب میں بالارادہ حصہ لیں تو بلاشبہ ہر شخص اس طرح ذمہ دار ہو جائے گا گویا ہر فرد نے اس جرم کا ارتکاب بطور خود کیا ہے"

لیکن جہاں تک شرکاء جرم کے افعال مجرمانہ کا تعلق ہے کوئی استثنائی شکل تعزیرات یا کسی اصول تعزیری میں ایسی نہیں بتائی گئی ہے جس کو رائے مندرجہ بالا میں ممیز کیا گیا ہے اس لئے کہ جرم سے تعلق رکھنے والے یا تو معین جرم ہوں گے یا مرتکب جرم۔ باب اعانت تعزیرات سرکار عالی کی دفعات (۶۳ تا ۷۰) میں اعانت اور معین جرم کے حالات کا اظہار کیا گیا ہے اور دفعہ (۷۱) میں یہ بتایا گیا ہے کہ جرم کی اعانت کرنے والا موقعہ واردات پر موجود ہو اور جرم سرزد ہو جائے تو وہ معین جرم نہیں رہتا بلکہ مرتکب جرم ہو جاتا ہے۔ بمقدمہ میر ریاست علی بنام نرسنگراؤ دکن جلد (۳۰) صفحہ ۲۴۹ (جلسہ کاملہ) نے جو نظریہ قرار دیا ہے کہ اگر معین جرم بوقت ارتکاب موجود نہ ہو تو اعانت میں سزا پانیکا تعلق قانون کے بالکل مطابق ہے۔

پس ارتکاب جرم بہ حیثیت اجزاء افعال مجرمانہ کا ارتکاب بلحاظ افعال انفرادی استثنائی شکل میں داخل نہیں ہوتا بلکہ ہر ایسے مرتکب جرم کا وہ فعل جو اس نے کسی جرم کے وقوع پذیر ہوتے وقت بہ شرکت دیگر مرتکبین انجام دیا ہے ربطور کلیہ کے اس کو مرتکب و مباشر جرم میں داخل کر دیگا نیز اس مقدمہ میں بحیثیت مرتکبین جرم سابقہ چالان میں (۴) اور اس ضمیمہ چالان میں (۴) جملہ (۸) اشخاص کو بہ علت قتل سزا دی گئی ہے۔ ان اشخاص کی تعداد اور نتیجہ افعال مجرمانہ کے مدنظر ان سب کا بوقت ارتکاب جرم جمع ہونا اور جرم کا ارتکاب کرنا دفعہ (۱۱۹) تعزیرات سرکار عالی کی توضیح کے لحاظ سے یہی سمجھا جائے گا کہ ان کی غرض مشترک ارتکاب جرم کی تھی جو وقوع پذیر ہوا اور ان تمام صورتوں میں کوئی استثنائی مرحلہ قانوناً پایا نہیں جاتا پس بہمہ وجوہ ملزمین کا مرتکب جرم قتل عمد ہونا شہادت سے بطریق احسن ثابت ہے اور جو سزا عدالت العالیہ نے تجویز فرمائی ہے وہ قابل بحالی ہے اور نتیجتاً میں اپنے شرکاء فاضل کی رائے سے متفق ہوں۔

نگرانی فوجداری جلسہ متفقہ

باجلاس آنریبل پنڈت سری پت راؤ صاحب و آنریبل پنڈت وی سوریا نارائن راؤ صاحب اراکان

سنہ ۱۳۵۸ ف
نمبر مقدمہ ۲۵/۶
منفصلہ ۱۵ آذر
سنہ ۱۳۵۸ ف.

اھٹیا وغیرہ نگرانی خواہاں بنام **سرکار عالی** طرفثانی

دفعہ (۲۶۷) "الف" ضابطۂ فوجداری - سپردگی سشن بر بناء درخواست ملزم -

تجویز ہوئی کہ اُن مقدمات میں جو کہ بروئے ضمیمہ ضابطۂ فوجداری قابل سماعت عدالت ضلع و قابل سماعت عدالت سشن ہوتے ہیں۔ اگر عدالت ضلع یہ طے فرمائے کہ مقدمہ کی سماعت وہ خود کرے گی تو دفعہ (۲۶۷) "الف" ضابطۂ فوجداری کا اطلاق پیدا نہیں ہوتا - البتہ اگر عدالت ضلع یہ طے کرے کہ بلحاظ اقتضاء انصاف مقدمہ میں عدالت سشن میں تحقیقات اس لئے ضروری ہے کہ اس کے حد اختیار سے زائد سزا صادر کرنے کی ضرورت ہے تو عدالت سشن میں یہ مقدمہ سپرد ہوگا اور ایسی صورت میں اگر ملزم دفعہ محولہ کی رو سے درخواست پیش کرے تو کارروائی سپردگی ہو سکتی ہے لیکن بغیر کسی تحقیقات کے عدالت ضلع کو ملزم کی درخواست کے ساتھ ہی ایسا کرنا لازمی نہیں ہے -

منجانب نگرانخواہاں مولوی سید حیدر رضا صاحب زیدی کونسل -
منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مورم کر وکیل سرکار -

فیصلہ :- بحث وکلاء فریقین سماعت ہوئی - ملزمین کے خلاف الزام زیر دفعہ (۳۳۰) ڈکیتی کا عائد کیا گیا ہے - ملزمین کی جانب سے عدالت نگرانی عنہا میں بجواز دفعہ (۲۶۷) (الف) ضابطۂ فوجداری درخواست سپردگی بہ عدالت سشن پیش کی گئی جس کو عدالت تحت نے اس بناء پر نامنظور کیا کہ دفعہ محولہ کا فائدہ ملزمین کو موجودہ مقدمہ میں نہیں دیا جا سکتا اور سپردگی لازمی نہیں ہے - تجویز مذکور کی ناراضی سے یہ نگرانی ہے - لائق کونسل نگرانی خواہاں کی بحث یہ کہ دفعہ (۳۳۰) تعزیرات سرکار عالی کا الزام عدالت نظامت سشن یا عدالت نظامت ضلع کے سماعت کے قابل بروئے ضمیمہ اول ضابطۂ فوجداری قرار دیا گیا ہے اور چونکہ یہ مقدمہ عدالت نظامت سشن کے سماعت کے قابل ہے ضمیمہ میں قرار دیا گیا ہے اس لئے بروئے دفعہ (۲۶۷) الف سپردگی بعدالت سشن لازمی ہے - لائق کونسل نے اپنی بحث کی تائید میں نظیر (۳۹) دکن صفحہ (۸۷) داد ے پلی لنگیا بنام سرکار عالی کا حوالہ دیا - اس نظیر کو ہم نے بغور ملاحظہ کیا - نظیر کے واقعات ملاحظہ کرنے سے یہ واضح ہے کہ رہائی بر ضمانت کی درخواست دی گئی تھی جس کے سلسلہ میں درخواست ضمانت کو

اٹھیا
بنام
سرکار عالی

نامنظور فرماتے ہوئے ذیعلم حکام عالی مقام جلسۂ متفقہ نے دفعہ (۲۶۷، الف) کے تعلق سے اظہار خیال فرمایا۔ نظیر مذکور میں الزام ملزمین کے مقابلہ میں ڈاکہ معہ قتل زیر دفعہ (۱۳۳۳) عائد کیا گیا تھا۔ اس لئے بھی یہ نظیر قابل امتیاز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ میں بھی عدالت ضلع نے سپردگی سے انکار کیا تھا جس کی ناراضی سے کوئی نگرانی حکام عالیمقام کے روبرو پیش ہوئی تھی نہ معزز حکام عالیمقام نے بہ تنسیخ تجویز عدالت ضلع دربارۂ عدم سپردگی کوئی حکم سپردگی کا عدالت سشن کا صادر فرمایا۔ ان حالات میں ہماری دانست میں نظیر مذکور میں جو اظہار خیال فرمایا گیا ہے اس کی حیثیت محض اوبیٹر ڈکٹا کی ہے۔ ظاہر ہے کہ اوبیٹر ڈکٹا کے پابند نہیں قرار دئے جا سکتے البتہ باوجود اوبیٹر ڈکٹا کے اس رائے کا احترام ہم پر ضرور واجب ہے۔ اس لئے ہم نے نظیر مذکور کی روشنی میں الفاظ دفعہ (۲۶۷) الف پر غور کیا۔ جس کے الفاظ ذیل یہاں پر متعلق ہیں۔

"(۲۶۷) الف ضمن (۱) اگر کسی مقدمہ قابل تحقیقات عدالت سشن ہیں"

الفاظ دفعہ مذکور کے مدنظر ہم کو یہ غور کرنا ہے کہ ایسے مقدمات میں جو کہ بروئے ضمیمہ قابل سماعت عدالت ضلع دنیز قابل سماعت عدالت سشن قرار دئے گئے۔ مقدمہ پیش شدہ کو کس وقت اور کس صورت میں قابل تحقیقات عدالت سشن باغراض دفعہ محولہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ مقدمہ زیر دفعہ (۳۳۰) تعزیرات آصفیہ جو عدالت تحت میں پیش ہوا ہے اس کے تعلق سے عدالت موصوف کو یہ طے کرنا پڑے گا کہ آیا مقدمہ کی سماعت وہ خود کرے گی یا اس کی رائے میں مقدمہ قابل تحقیقات عدالت سشن ہے۔ جب یہ مرحلہ طے ہو جائے اور عدالت نگرانی عنہا یہ طے کرے کہ مقدمہ وہ خود تحقیقات فرما سکتی ہے تو دفعہ (۲۶۷) الف کا اطلاق پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ مقدمہ کو سپرد کرنے کی ضرورت ہے۔ البتہ عدالت نگرانی عنہا یہ طے کرے کہ بلحاظ اقتضائے انصاف مقدمہ میں عدالت سشن میں تحقیقات اس لئے ضروری ہے کہ اس کے حد اختیار سے زائد سزا صادر کرنے کی ضرورت ہے اور یہ بشکل سابقہ سزایابی ملزم وغیرہ کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ تب تو عدالت سشن میں یہ مقدمہ سپرد ہوگا اور ایسی صورت میں اگر ملزم دفعہ محولہ کی رو سے درخواست پیش کرے تو کارروائی سپردگی ہو سکتی ہے۔ لیکن بغیر کسی تحقیقات کے عدالت نگرانی عنہا کے لئے ہماری دانست میں یہ لازمی نہیں ہے کہ دفعہ (۲۶۷) الف کے لئے عمل کرے۔ ظاہر ہے کہ اس عمل کا تصفیہ کہ آیا مقدمہ قابل تحقیقات عدالت سشن قرار دیا جائے یا خود اس کے تحقیقات کے قابل قرار دیا جائے عدالت کے صوابدید پر اور حالات مقدمہ کے مدنظر منحصر رہے گا۔ یہی اصول نظیر (۳۵) دکن ص (۵۲)۔

منچال کشٹا ریڈی بنام سرکار عالی میں طے فرمایا گیا ہے جس کی تقلید ہم ضروری سمجھتے ہیں اس لئے لم اس مقدمہ میں بلاواسطہ یہ مسئلہ زیر تصفیہ تھا۔ بوجوہ صدر ہماری رائے میں نگرانی ناقابل پذیرائی ہے لہٰذا حکم ہوا کہ

نگرانی نامنظور۔

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

باجلاس آنریبل مولوی احمد محی الدین صاحب انصاری و آنریبل مولوی محمد احمد صاحب انصاری و آنریبل پنڈت اے سرینواس چاری صاحب اراکان

سنہ ۱۳۵۸ ف
نمبر مقدمہ ۲/۴
منفصلہ یکم تیر ۱۳۵۸ ف

گوئنڈا مرافع بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

الحسب الحکم عالیجناب چیف سیول اڈمنسٹریٹر صاحب جوڈیشل کمیٹی کی متفقہ تجویز مورخہ یکم تیر ۱۳۵۸ ف منظور فرمائی گئی۔

وجہ تحریک کے ثابت نہ ہونے کی صورت میں شہادت پر غور احتیاط سے ہونا چاہئے۔ دفعہ (۵۰۷) ضابطۂ فوجداری کا استعمال باغراض انصاف ہی ہونا چاہئے۔ عدالت اپیل کا اختیار جدید شہادت لینے کی نسبت۔ جدید شہادت کے لینے کی نسبت عدالت اپیل کا اختیار۔

تجویز ہوئی کہ (۱) جرم کے تعین و تحقیق اور اثبات میں وجہ تحریک کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات وجہ تحریک کا تعین دشوار ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر و بیشتر تحریک جرم ایک ذہنی تاثر ہوتا ہے۔ اس لئے عدالتوں نے بارہا یہ طے کیا ہے کہ رویت کی معتبر شہادت کے فراہم اور پیش ہو جانے کے بعد وجہ تحریک جرم اگر ظاہر یا ثابت نہ ہو سکے تو بھی رویت کی شہادت کی بناء پر اگر وہ معتبر قرار پائے ثبوت جرم کی تجویز ہونی چاہئے۔ اس کلیہ سے ہم کو بھی اتفاق ہے۔ لیکن جب وجہ تحریک ثابت نہ ہو سکے یا غلط ثابت ہو تو رویت کی شہادت کی صحت کو جانچنے کا معیار یقیناً زیادہ بلند ہونا چاہئے۔

(۲) اس میں شبہ نہیں کہ دفعہ (۵۰۷) ضابطۂ فوجداری کی رو سے ہر عدالت جس میں عدالت اپیل بھی داخل ہے باغراض انصاف ہر نوبت مقدمہ میں ضروری

مرافعہ بناراضی تجویز جلسۂ متفقہ عدالت العالیہ مورخہ ۱۰ ماہ شہریور ۱۳۵۶ ف۔

گونڈا
بنام
سرکار عالی

شہادت کو جوڈیشل بنا سکتی ہے ۔ بعض صورتوں میں اس اختیار کا استعمال محض صوابدید عدالت پر ہوتا ہے اور بعض صورتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں عدالت پر اس اختیار کا استعمال ضروری قرار دیا گیا ہے ۔ گو اس دفعہ کے الفاظ ایک عام نوعیت کے ہیں اور بظاہر عدالتوں کے اختیار پر کوئی قید و بند عائد نہیں کی گئی ہے بریں ہم اعلیٰ عدالتوں کا رجحان یہ رہا ہے کہ ایسے اختیار کا استعمال نہایت احتیاط سے اور صرف باغراض انصاف ہی ہونا چاہئے ۔ اغراض انصاف کا تعین بہر حال ہر مقدمہ کے حالات پر منحصر ہے اور اس کے لئے کوئی جامع و مانع کلیہ نہیں مقرر کیا جاسکتا ۔

منجانب مرافع مولوی علی احمد صاحب وکیل ۔

منجانب مرافعہ علیہ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب اڈوکیٹ سرکار ۔

فیصلہ :- جانکا بائی کے قتل کے الزام میں زیر دفعہ (۲۴۳) تعزیرات آصفیہ ملزم گونڈا کو عدالت منصفی ہنگولی سے سپرد سشن صوبہ اورنگ آباد کیا گیا ۔ عدالت سشن نے بعد تحقیقات ضابطہ بہ اثبات جرم منسوبہ گونڈا کو مستوجب سزائے موت قرار دیکر تصحیحاً مثل عدالت العالیہ میں روانہ کی جلسہ منقسمہ نے شہادت پیش شدہ کو تشنہ اور ناکافی قرار دیکر شہود استغاثہ کو مکرر طلب فرمایا اور ان پر جرح کرنے کا ملزم کو موقع دیا ۔ حسب دفعہ (۵۰۷) ضابطہ فوجداری ایک گواہ ماروتی کو جس کا بیان منجانب استغاثہ عدالت تحت میں نہیں کرایا گیا تھا بطور خود طلب کر کے بیان لیا اور فریقین کو اس کے بیان پر جرح کرنے کا موقع دیا اور بالآخر تجویز ثبوت جرم کی حد تک عدالت سشن کی رائے سے اتفاق فرمایا مگر بجائے سزائے موت کے حبس دوام کی سزا تجویز کر کے بغرض منظوری سرکار مثل بھیجی ہے ۔ حسب دفعہ (۲۶) ضمن (۲) ضابطہ جوڈیشل کمیٹی سرکار نے اس جلسہ کی رائے طلب فرمائی ہے ۔ اس کے علاوہ ملزم کی جانب سے بھی درخواست مرافعہ پیش اور شریک مثل ہے ۔

استغاثہ کا مبینہ واقعہ یہ ہے کہ جانکا بائی مقتولہ ملزم گونڈا کی ساس ہے اور جنی بائی اس کی دختر ملزم کی زوجہ ہے ۔ جنی بائی دو ماہ سے شوہر کے گھر سے آکر ماں کے ہاں رہ گئی تھی ۔ ڈیڑھ ماہ سے ملزم بھی ساس کے ہاں آکر مقیم تھا اور بیوی کو واپس لیجانے پر مصر تھا ۔ مگر جانکا بائی اپنی

گونڈا بنام سرکار عالی

لڑکی کو بھیجنے پر راضی نہ ہوتی تھی۔ مقتولہ ناماجی گواہ استغاثہ کے کھیت میں جھونپڑی ڈالکر رہتی تھی جو گاؤں سے دو تین نمبر (دو تین فرلانگ) کے فاصلہ پر واقع تھی۔ ۳۰ اردی بہشت ۱۳۵۵ف کو سہ پہر کے وقت جانکا بائی نالہ پر نہانے کے لئے جانے لگی۔ ملزم بھی ایک کلہاڑی لئے ہوئے اُس کے پیچھے ہولیا۔ اس کی زوجہ بھی ملزم کے خطرناک ارادہ کا شبہ کرکے اس کے پیچھے روانہ ہوئی۔ نالہ میں اتر کر جانکا بائی غسل کرنے میں مصروف تھی کہ ملزم نے اس پر کلہاڑی سے دو تین وار کئے اور اس کو ڈھیر کر دیا۔ جنی بائی جب نالہ میں پہونچی اس نے شور و غل کیا۔ ناماجی گواہ پہنچا۔ ملزم نے ان دونوں کے سامنے ایک اور وار کیا۔ ناماجی گواہ کو دھمکایا کہ اگر اس نے کسی کو خبر کرنے کی کوشش کی تو اس کو بھی ختم کردیا جائے گا اس لئے وہ باز رہا۔ اس کے بعد ملزم نے مقتولہ کی ساڑی پھاڑ کر ایک پارچہ میں نعش کی پوٹلی باندھی اور ناماجی سے کہا کہ اُس کو اُٹھالے چلے۔ ناماجی نے کبرسنی اور علالت کا عذر کیا تو ملزم نے خود ہی پوٹلی اٹھالی اور جنی بائی اور ناماجی سے سامنے سامنے چلنے کو کہا اور جانکا بائی کی کھوپی پر پہونچکر نعش کی پوٹلی اس کے اندر رکھدی۔ اس کے پاس ناماجی اور جنی بائی کو بٹھا رکھا صابن سے اپنے کپڑے دھوکر پہنے اور پھر خود ہاتھ میں لٹھ لئے ہوئے دروازہ پر بیٹھا رہا۔ شام کو مقتولہ کا لڑکا ماروتی معمروس سال آیا تو اس کو بھی اس طرح دھمکاکر کھوپی میں بٹھادیا۔ دوسرے دن صبح ناماجی گواہ استغاثہ سے خواہش کی کہ نعش جلانے کے لئے لکڑیاں جنگل سے لے آئے۔ مگر حسب سابق ناماجی نے ضعیفی اور علالت کا عذر کردیا۔ ملزم نے خود ہی جاکر لکڑیاں چنیں اور کچھ فاصلہ پر نعش لیجاکر آگ لگادی اس سے فائدہ اُٹھاکر ناماجی وہاں سے چلتا ہوا اور پولیس پٹیل کے پاس پہنچا وہ گاؤں میں نہ تھا اس لئے مالی پٹیل دت رام کو اطلاع دی۔ جس نے پولیس کے ناکہ پر دفعدار کو اطلاع کردائی اور خود مقتولہ کی کھوپی پر گیا نادھیڑ کے ساتھ پہنچا۔ ملزم نے اس کو نعش کے پاس جانے نہ دیا البتہ اس کے ساتھ چاوڑی پر چلا آیا۔ دفعدار نے بعد دریافت ۱۳۱ اردی بہشت ۱۳۵۵ف کو تھانہ پر رپورٹ بھیجدی۔ پنچنامہ نعش سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳ خورداد کو منتظم صاحب پولیس موقع پر پہونچے اور بعد تکمیل کارروائی ضابطہ ملزم کو چالان عدالت کردیا۔

ہم نے استغاثہ کا پیشکردہ قصہ بلا کم و کاست اس لئے بتلادیا کہ یہ واقعہ اپنی نوعیت میں کچھ عجیب سا اور غیر معمولی معلوم ہوتا ہے پنچنامہ نعش حسب ہوا ہے جسم خاکستر ہوچکا تھا۔

گوشتہ بنام سرکار عالی

کوئی وجہ شناخت حتیٰ کہ کوئی علامت جنس انسان یعنی مرد و عورت کا تعین کرنے کے لئے بھی باقی نہ رہی تھی اس لئے تحقیقات جس غور اور احتیاط کی متقاضی تھی وکیل ملزم اور عدالت سشن دونوں اس سے عہدہ برآ نہیں ہوئے ۔ چنانچہ فاضل حکام جلسۂ متفقہ نے بھی تحقیقات کی اس خامی کو محسوس فرماکر تقریباً دوبارہ تحقیقات فرمائی ہے اور اس سلسلہ میں کچھ جدید شہادت بھی جزو مثل کرائی گئی جس پر ہم آئندہ غور کریں گے جرم کے تعین و تحقیق اور اثبات میں وجہ تحریک کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے لیکن بعض اوقات وجہ تحریک کا تعین دشوار ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ اکثر و بیشتر تحریک جرم ایک ذہنی تاثر ہوتا ہے ۔ اس لئے عدالتوں نے بارہا یہ طے کیا ہے کہ رویت کی معتبر شہادت کے فراہم اور پیش ہو جانے کے بعد وجہ تحریک جرم اگر ظاہر یا ثابت نہ ہو سکے تو بھی رویت کی شہادت کی بنا پر اگر وہ معتبر قرار پائے ثبوت جرم کی تجویز ہونی چاہیئے اور اس کلیہ سے ہم کو بھی اتفاق ہے ۔ لیکن جب وجہ تحریک ثابت نہ ہو سکے یا غلط ثابت ہو تو رویت کی شہادت کی صحت کو جانچنے کا معیار یقیناً زیادہ بلند ہو جاتا ہے ۔ اور اس زیادہ بلند معیار کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت اس لئے اور بھی شدید ہو جاتی ہے ۔ جب صورت حال یہ ہے کہ نعش کا کوئی حصہ بجز جلی ہوئی ہڈیوں اور ایک کھوپری کے باقی نہیں رہا اور کوئی علامت شناخت موجود ہی نہیں ۔ ڈاکٹر پوسٹ مارٹم کنندہ نے اعتراف کرلیا ہے کہ جنس مقتول یا وجہ مرگ کے متعلق رائے دینا ممکن نہیں ۔ البتہ کاسہ سر کے سوراخ اور شگاف سے یہ رائے ممکن ہو سکتی ہے کہ شدید ضرب سے کاسہ سر کو چوٹ پہونچی ہو ۔ ہم پنچنامہ نعش اور پولیس کی رپورٹ اور رپورٹ پوسٹ مارٹم اور بیان ڈاکٹر کے اس اختلاف کو نظرانداز کر دیتے ہیں کہ اول الذکر نے کھوپری کے بائیں جانب سوراخ بتلایا ہے اور ڈاکٹر نے دائیں جانب ۔ ڈاکٹر سے یہ صراحت نہیں کرائی گئی کہ نعش کے جلائے جانے کی وجہ سے کھوپری میں شگاف آسکتا ہے یا نہیں اور کاسۂ سر کا سوراخ صرف زد و ضرب ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے ۔ تاہم ڈاکٹر کی رپورٹ اور بیان حلفی سے واضح ہے کہ وجہ موت کے متعلق کوئی قطعی رائے کا اعتبار نہیں ہوا ۔ غرض دو باتیں صاف ہیں کوئی مادی شہادت اس کی نہیں ہے کہ نعش جانکیا بائی کی تھی اور یہ کہ اس کی ہلاکت من وجہ القتل ہے ۔ اس کے باوجود رویت کی شہادت بلاشک و شبہ جرم کو ملزم سے متعلق کرنے کے لئے جیسی ہونی چاہیئے وہ ظاہر ہے ۔

جہاں تک وجہ تحریک کا تعلق ہے وہ چالان میں مجملاً بیان کی گئی ہے ۔ یعنی مخاصمت و عداوت سابقہ ۔

نو ُ نسخه
بنام
سرکار عالی

پولیس نے اس کے ثبوت میں ملزم کی زوجہ سے صراحت کرائی ہے یہ ایک مشتبہ طریقہ کار ہے کہ وجہ تحریک کا چالان میں ذکر نہ کیا جائے اور اس کو گواہوں کے بیان میں ظاہر کرایا جائے۔ بریں ہم جنی بائی زوجۂ ملزم کا یہ بیان ہے کہ دو ماہ سے وہ اپنی ماں کے ہاں رہ گئی تھی۔ اس کے پندرہ روز بعد ہی ملزم بھی آکر رہ گیا اور ڈیڑھ ماہ سے ساتھ ہی تھا۔ مظہرہ کو لیجانے کی اجازت چاہتا تھا اور مقتولہ راضی نہ تھی۔ روز واقعہ صبح بازار میں بھی اسبارے میں یہ تکرار ہوئی تھی۔ جنی بائی کے اس بیان کی تائید میں اور کوئی شہادت نہیں ہے۔ سکھا دھیر گواہ نمبر (۵) کو اسبارے میں پیش کیا گیا۔ لیکن اس کے بیان کے مصنوعی ہونے کا پردہ اس طرح چاک ہو جاتا ہے کہ وہ رویت کے گواہوں اور پولیس کے تعین کردہ وقت واردات یعنی سہ پہر کے واقعہ کو دس بجے صبح کا واقعہ بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ آگے آگے مقتولہ اور ملزم کلہاڑی لئے ہوئے زوجہ ملزم کی رخصتی کے بارے میں تکرار کرتے ہوئے کھیت کی طرف جارہے تھے۔ ان کے پیچھے تھوڑے فاصلہ پر جنی بائی بھی جارہی تھی۔ ایک تو یہ کہ جنی بائی کا بتلایا ہوا واقعہ تکرار کا مختلف ہے اور دوسرے وقت میں بھی صبح اور سہ پہر کا اختلاف ہے۔ اس کے ساتھ ملزم کی بتلائی ہوئی وجہ مخاصمت گواہان رویت سے اگر ذہن نشیں رکھی جائے تو جنی بائی کے بیان کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ ملزم کا بیان یہ ہے کہ ناماجی گواہ رویت دت راؤ مالی پٹیل کا چچا ہے اور اس سے جنی بائی کے تعلقات ناجائز ہیں۔ گو دت راؤ اور ناماجی نے اس سے انکار کیا ہے۔ لیکن دت راؤ اور ناماجی کی باہمی قرابت ثابت ہے اور یہ دونوں اس حقیقت کے اخفاء میں کوئی نہ کوئی غرض رکھتے ہیں۔ دو ماہ سے ملزم کی زوجہ اس کے ہاں سے بھاگ کر دت راؤ اور ناماجی کے گاؤں میں آئی ہے۔ ناماجی نے اپنے کھیت میں کھوپی بنوادی ہے جس میں مقتولہ معہ اپنی لڑکی اور بچے کے مقیم تھی۔ یہ بچہ ماروتی گواہ استغاثہ ناماجی کے جانور چرانے پر مامور ہے اور جنی بائی نے تسلیم کیا ہے کہ دت راؤ اس کی جھونپڑی میں آتا تھا۔ جنی بائی کا جو بیان عدالتہائے تحت اور عدالت عالیہ میں ہوا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بالکل بے حیا عورت اور شوہر پر یہ تہمت لگاتی ہے کہ اس کا بھائی وغیرہ اس سے زنا بالجبر کیا کرتا تھا اور ملزم اس کو روا رکھتا تھا اور اس کو وہ ناماجی کی جھونپڑی میں رہجانے اور شوہر کے ساتھ نہ رہنے کا بہانہ بنائے ہوئے ہے۔ غرض وجہ تحریک جرم مطلق ثابت نہیں اور ملزم کا یہ بیان قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ دت راؤ اور ناماجی ملزم کو ماخوذ کرانے میں

گوشندا بنام سرکار عالی

دلچسپی رکھتے ہیں اور جنی بائی بھی ان کی معاون ہے ۔
واقعہ قتل کے دو شاہد عینی بتلائے گئے تھے ۔ ایک تو زوجہ ملزم جنی بائی اور دوسرا گواہ ناماجی
ناماجی نہ صرف یہ کہ غرض مند اور جانبدار بلکہ جنی بائی اور ماروتی کے بیانات سے مقابلہ کرنے کے بعد
اس کا بیان جھوٹ کا پلندا بھی ثابت ہوگیا ہے ۔ ہم کو اسکے بیان پر تفصیلی ردو قدح کی ضرورت
اس لئے بھی نہیں معلوم ہوتی کہ فاضل حکام جلسۂ متفقہ نے خود اس کے بیان اور ناکہ دار کی رپورٹ
اور پرچہ اطلاعی کے جعل اور اضافہ مابعد کی بناء پر اسکو مردود قرار دیدیا ہے مگر اس کے باوجود جنی بائی کے بیان
پر جس کی تائید میں جلسۂ متفقہ نے ماروتی گواہ کا بیان شریک روئداد کیا تھا اثبات جرم کی تجویز کی ہے
اور ماروتی کا تائیدی بیان یہ ہے کہ ملزم نے ناماجی جنی بائی اور منظر کو رات بھر کہیں جانے نہ دیا ۔
نعش کے پاس بٹھائے رکھا اور صبح اس کو نذر آتش کر دیا ۔ قبل اس کے کہ ہم جنی بائی کے بیان اور اس کے
اثرات پر غور کریں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ماروتی کی شہادت اور اس کے قانونی پہلو پر ایک نظر ڈالی جائے
فاضل حکام جلسۂ متفقہ نے اپنی تجویز مورخہ ۳۱ ر اردی بہشت ۱۳۵۷ف میں ماروتی کے بیان کی ضرورت
یہ ظاہر فرمائی ہے کہ گواہوں کے بیانات پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقتولہ کا بیٹا ماروتی مقدمہ
کی اہم شہادت ادا کر سکتا تھا بطور وارث کے بھی اس کا پیش ہونا ضروری تھا ۔ اس کا نام فہرست
شہود میں موجود ہے جس میں اس کی عمر دس سال لکھی گئی تھی لیکن ہمیں تعجب ہے کہ اس کو بھی پیش کرنیکی
طرف توجہ نہیں کی گئی "۔

عدالت عالیہ نے یہ بیان دفعہ (۵۰۷) ضابطۂ فوجداری کے تحت قلمبند کیا ہے ۔ اس میں
شبہ نہیں کہ اس دفعہ کی رو سے ہر عدالت جس میں عدالت اپیل بھی داخل ہے باغراض انصاف
ہر نوبت مقدمہ میں ضروری شہادت کو جزو مثل بنا سکتی ہے ۔ بعض صورتوں میں اس اختیار کا استعمال
محض صوابدید عدالت پر ہوتا ہے اور بعض صورتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں عدالت پر اس اختیار کا
استعمال ضروری قرار دیا گیا ہے اور مؤخر الذکر صورتیں وہ ہوں گی جبکہ کسی مقدمہ کا منصفانہ تصفیہ
بغیر ایسی شہادت کے نہ ہو سکتا ہے ۔ مثلاً جبکہ ملزم نے دفع الزام کے لئے جو شہادت پیش کی ہو
اس سے مقدمہ پر روشنی پڑتی ہو اور خود ملزم کے حق میں مزید شہادت کا لیا جانا مفید ہو اور
عدالت کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکے ۔ گو اس دفعہ کے الفاظ ایک عام نوعیت کے ہیں اور بظاہر عدالتوں کے

گوسٹوا بنام سرکار عالی

اختیار پر کوئی قید و بند عائد نہیں کی گئی ہے ۔ بریں ہم اعلیٰ عدالتوں کا رجحان یہ رہا ہے کہ ایسے اختیار کا استعمال نہایت احتیاط سے اور صرف باغراض انصاف ہی ہونا چاہئے ۔ اغراض انصاف کا تعین بہر حال ہر مقدمہ کے حالات پر منحصر ہے اور اس کے لئے کوئی جامع و مانع کلیہ نہیں مقرر کیا جاسکتا ۔ البتہ اس کو ایک دو مشاہدات سے واضح کیا جاسکتا ہے ۔ مثلاً کسی اہم گواہ کا علم ہونے کے باوجود پولیس نے عمداً اس اندیشہ سے اس کو پیش نہ کیا ہو کہ وہ پولیس کے مبینہ واقعہ کی تائید نہیں کرے گا ۔ ایسی صورت میں ممکن ہے کہ استغاثہ یا تو سہواً یا کسی وجہ سے ملزم کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے عمداً اہم شہادت کو پیش نہ کرے یا جیساکہ ہم اشارہ کر چکے ہیں ۔ ملزم کے بیان یا اس کی شہادت صفائی سے مقدمہ پر ایسی روشنی پڑتی ہو جس سے مقدمہ کی صورت حال بدل جائے اور عدالت صحیح نتیجہ پر پہونچ سکے ۔ لیکن کسی طرح ایسی صورت حال میں جبکہ استغاثہ نے اپنی بہترین اور مکمل شہادت پیش کردی ہو ۔ ملزم نے دفع الزام کیلئے اپنا بیان اور صفائی کی شہادت ختم کردی ہو تو شہادت استغاثہ کو تقویت پہونچانے کے لئے یا ملزم کی شہادت صفائی کی تردید کے لئے عدالت بطور خود مزید شہادت کو جزو مثل بنائے ۔ ایسا استعمال اختیار اغراض انصاف میں داخل نہ ہوگا ۔ عدالت عالیہ اجلاس کامل نے دکن جلد (۲۱) ص ۵۵۳ میں جو رائے اسبارے میں ظاہر کی ہے اس سے ہم بھی متفق ہیں کہ جب استغاثہ کی شہادت ناقابل اعتبار اور مصنوعی معلوم ہوتی ہو تو اس اختیار کا استعمال غیر ضروری متصور ہونا چاہئے ۔ نیز یہ بھی ذہن نشیں رہنا چاہئے کہ اس کے استعمال میں عام اصول قانون تعزیری اور احکام ضابطۂ فوجداری نظرانداز نہ ہوجائیں ۔ پس مقدمہ میں ماروتی کا بیان بطور گواہ لینے کے بعد ملزم کو اس بارے میں پھر کسی توجیہ کا موقع بھی نہیں دیا گیا جو باغراض انصاف دیا جانا ضروری تھا ۔

توضیحات مندرجۂ بالا کی روشنی میں جب ہم ماروتی کی شہادت اور اس کے مضمرات پر غور کرتے ہیں تو ہم کو عدالت عالیہ کے استعمال اختیار تحت دفعہ (۵۰۷) ضابطۂ فوجداری کی صحت میں قوی شبہ ہوتا ہے اور اس نتیجہ سے بھی اتفاق کرنے میں ہم کو تامل ہوتا ہے جو فاضل حکام جلسۂ متفقہ نے اخذ کیا ہے ۔ بوقت قلمبندی بیان ماروتی کی عمر دس سال کی بتلائی گئی ہے اور بزمانہ واردات اسکی عمر آٹھ سال کی قرار پاتی ہے ۔ ایسی ننھی عمر کے گواہوں کے بیانات کو نہایت غور اور احتیاط سے

گنگمندا بنام سرکار عالی

جانچنے کی ضرورت ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچے بے غرض ہوتے ہیں اور بلا جنبہ داری صحیح شہادت ادا کرتے ہیں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی شہادت تعلیمی ہو اور سکھانے پڑھانے کے بعد وہ نہایت خطرناک گواہ بنجاتے ہیں۔ بالخصوص دفعہ (۵۰۷) ضابطۂ فوجداری کے تحت جبکہ اس کی حیثیت عدالتی گواہ کی ہوجاتی ہے جیپرا اعتماد کرکے اس کا بیان لیا جاتا ہے ایسی احتیاط کا تقاضہ اور بھی شدید ہوجاتا ہے۔ اب اس کے بیان پر نظر ڈالی جائے تو وہ فی نفسہٖ اس سے زیادہ نہیں کہ ملزم نے اُس کو اور ناماجی اور جنی بائی کو رات بھر نعش کے پاس بٹھار کھا اور صبح نعش کو نذر آتش کردیا۔ واقعہ قتل کا یہ عینی شاہد نہیں ہے۔ اس حد تک تو تینوں گواہ متفق ہیں کہ جانکا بائی کی نعش ملزم نے جلائی لیکن ہر سہ شہود کے بیانات کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بیانات بعض اہم امور میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مثلاً ناماجی کا بیان ہے کہ اس روز اس کے جانور کو ٹھے ہی میں تھے شام کے وقت ملزم کے کہنے پر منظر جاکر بیلوں کو چارہ ڈالکر پھر مقتولہ کی جھونپڑی پر واپس آیا۔ اس کے برخلاف ماروتی کا بیان ہے کہ اس روز ناماجی کے جانور کھیت میں رہے۔ منظر نے شام کو لاکر باندھا اور چارہ ڈالا۔ اگر ناماجی کا بیان صحیح ہے کہ ملزم نے کوٹھے پر جاکر چارہ ڈالنے کی اجازت دی تھی تو ناماجی واپس کیوں آیا اور کیوں گاؤں نہیں چلا گیا۔ اسی طرح اگر ماروتی وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا یا گاؤں جاکر رپورٹ کرنا چاہتا تھا تو یہ جانوروں کو چارہ ڈالنے کے بعد کیوں جھونپڑی پر لوٹ آیا بغرض اسبارہ میں ناماجی اور ماروتی دونوں کے بیانات بناوٹی معلوم ہوتے ہیں کہ ملزم نے ان کو بعد واردات جھونپڑی پر بٹھائے رکھا اور جانے نہیں دیا۔ ماروتی اور جنی بائی دونوں کا بیان ہے کہ ناماجی کے کھیت میں مقتولہ کی جھونپڑی سے دس پندرہ یا بیس پچیس قدم کے فاصلہ پر ملزم نے نعش کو نذر آتش کیا۔ اس کے برعکس پنچنامہ نعش سے ظاہر ہے کہ مقتولہ کی سکونتی جھونپڑی سے سو قدم کے فاصلہ پر ناماجی کے کھیت میں نہیں بلکہ گرجاجی کے کھیت میں جلی ہوئی نعش پائی گئی۔ پس ماروتی کا بیان فی نفسہٖ مؤثر مقدمہ نہیں اور نہ باغراض انصاف منشاء ضابطہ جزو مثل بنایا گیا۔ نعش ناقابل شناخت ہے اور وجہ مرگ غیر معین۔ وجہ تحریک نہایت کمزور ہے اور رویت کی شہادت غیر آزاد بناوٹی اور ناقابل اعتبار۔ اندریں حالات ملزم کو جانکا بائی کے قتل کا ذمہ دار قرار دینا قرین معدلت نہیں پایا جاتا۔ ہماری رائے میں ملزم بعدم ثبوت بری کئے جانے کے قابل ہے۔ جسبہ یہ رائے سرکار میں بھجوادیجائے۔

ف
سر مقدمہ ۱۳۵۵ ف
منفصلہ یکم اردی بہشت ۱۳۵۵ ف

نگرانی فوجداری جلسۂ کاملہ ارکان سبعہ

باجلاس آنریبل مولوی محمد خلیل الزماں صاحب صدیقی میر مجلس و آنریبل مولوی محمد مرتضی خان صاحب و آنریبل مولوی سید قمر حسن صاحب و آنریبل ڈاکٹر مولوی میر سیادت علیخاں صاحب و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب و آنریبل مولوی محمد احمد صاحب انصاری و آنریبل پنڈت وی سوریا نارائن راؤ صاحب ارکان

سندنالہ پچھیا وغیرہ نگرانیخواہان بنام سرکار عالی طرفثانی

عدالتیں قانون کی تعبیر کرسکتی ہیں نہ کہ تعمیم ۔ رہائی کا حکم دوبارہ تحقیقات کا مانع نہیں ہے ۔ دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری جامع و مانع ہے ۔ تحقیقات اور تجویز میں فرق ۔ تجویز اور تحقیقات میں فرق ۔

تجویز ہوئی کہ (۱) کسی عدالت کو خواہ وہ عدالت العالیہ کا اعلیٰ ترین جلسہ ہی کیوں نہ ہو بغیر کسی قانون یا قاعدہ کے کسی قانونی امر کے متعلق محض اپنی رائے سے کسی ایسے عام معیار کے وضع کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے ۔ ہماری رائے میں عدالت کا کام اُس قانون کی تعبیر کرنا ہے جو موجود ہو نہ کہ اپنی رائے کے مطابق کوئی ایسا معیار قائم کرنا جو کسی قانون نافذہ میں کیا گیا ہو نہ اصول قانون کی کسی مسلمہ کتاب میں اس کا پتہ ہو ۔ بلاشبہ اگر قانون کسی امر میں ساکت ہو تو عام قانونی اصول سے مدد لیجاسکتی ہے ۔ لیکن اگر قانون نے کوئی حکم وضع کردیا ہو تو اُس کی کوئی تعمیم یا تخصیص عدالتیں اپنی رائے سے نہیں کرسکتیں بالخصوص جبکہ ایسی تعمیم قانون کے صریحی الفاظ کے ایک طرح مغائر ہو ۔

(۲) دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری میں دوسری دفعہ چالان پیش نہ کئے جانے کا جو معیار بتادیا گیا ہے اور جس سے کسی کو تجاوز کرنے کا اختیار نہیں ہے وہ معیار یہ ہے کہ صرف برأت اور سزا کی تجویزیں ایسی ہیں کہ انکی موجودگی میں مکرر تحقیقات نہیں ہوسکتی جس کا مطلب یہ ہے کہ رہائی کا حکم دوبارہ تحقیقات کا مانع نہیں ہے ۔

(۳) ہماری رائے میں دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری کے الفاظ اور اُسکی ملحقہ توضیح کو جامع اور مانع قرار دیا جانا چاہئے اور یہ طے کردینا چاہئے کہ کسی ایسے اصول پر نظر نہیں کی جاسکتی جو اس توضیح کی اُس تعبیر کے مغائر ہو جو ہم نے اوپر کی ہے ۔

نگرانی بنارانضی تجویز مولوی سید غوث محی الدین صاحب منصف تعلقہ مرسط مورخہ ۱۰ اردی بہشت ۱۳۵۵ ف

سندرنا لچھمیہ بنام سرکار عالی

(۲) تحقیقات اور تجویز کی اصطلاحات انگریزی اصطلاحات (ENQUIRY) اور (TRIAL) کے بجائے کی گئی ہیں۔ تحقیقات سے مراد عام طور پر وہ دریافت ہے جو ترتیب فرد جرم سے پہلے عمل میں آتی ہے۔ فرد جرم مرتب ہونے کے بعد تجویز کا دور شروع ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے تحقیقات کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ کسی ملزم کو مجرم قرار دیا جائے یا نہ دیا جائے بلکہ صرف یہ ہوتا ہے کہ فرد جرم مرتب کر کے تجویز کے مرحلہ میں داخل ہو جائے یا نہ ہو جائے۔ ہر فوجداری کارروائی کا مقصد اس امر کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے کہ آیا ملزم مجرم ہے یا نہیں اس کا تصفیہ تحقیقات کی نوبت پر نہیں، بلکہ تجویز کی نوبت پر ہوتا ہے۔

از آنریبل مولوی محمد فضیل الزماں صاحب صدیقی میر مجلس مختلف الرائے۔

دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری صرف اُس امتناع تحقیقات جدید کی حد تک جامع و مانع ہے جس حد تک کہ یہ سوال بتعلق برأت یا سزا پیدا ہوتا ہے اور اس حد تک بلحاظ توضیح رہائی برأت میں داخل نہیں ہے لیکن یہ دفعہ یا توضیح اس امر کی مانع نہیں ہے کہ جہاں اس دفعہ کے صریح احکام متعلق نہ ہوتے ہوں قطع نظر برأت یا رہائی کسی اور امر پر اس امتناع کو مبنی کیا جائیگا اور ان امور کیلئے دیگر اصولوں پر نظر ڈالی جا سکتی ہے اس استدلال کو قبول کرنے ہم تیار نہیں ہیں کہ جہاں لفظ رہائی آجائے تو دفعہ مذکور کے لحاظ سے کسی اور امر پر نظر ڈالی ہی نہیں جا سکتی۔ یہ دوسری بات ہے کہ دفعہ (۴۰۳) کے لحاظ سے محض رہائی مانع تحقیقات جدید نہیں ہے۔

وکلاء۔

منجانب نگرانی خواہاں پنڈت سرینواس راؤ صاحب نورکر ایڈوکیٹ و مولوی محمد داؤد خاں صاحب و منیڈ منت جے وی نرسنگراؤ صاحب
منجانب طرف ثانی مردی محمد مرزا صاحب مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب رم گرو کیل سرکار
آنریبل مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب و آنریبل مولوی سید قمر حسن صاحب و آنریبل ڈاکٹر مولوی میر سیادت علیخاں صاحب و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب و آنریبل مولوی محمد احمد رضا صاحب انصاری و آنریبل پنڈت دی سوریا نارائن راؤ صاحب ارکان متفق الرائے۔ وکلاء فریقین کے تفصیلی مباحث سماعت کئے گئے۔ اس مقدمہ کو جلسۂ متفقہ نے اول جلسۂ کاملہ بہ ارکان ثلثہ میں اس لئے سپرد فرمایا تھا کہ اُس کی رائے میں اس مسئلہ کے متعلق جو اس مقدمہ میں پیش آگیا ہے عدالت العالیہ کے

سنڈنالہ کھمیا بنام سرکار عالی

سابقہ نظائر غور مکرر کے قابل ہیں۔ جلسۂ کاملہ نے اس خیال سے کہ جن نظائر کو غور مکرر کا محتاج سمجھا گیا ہے اُن میں سے بعض ارکان خمسہ کے فیصلہ شدہ ہیں یہ مناسب خیال کیا کہ اس مسئلہ پر ایسے جلسہ میں غور کیا جائے جس میں پانچ ارکان سے زیادہ شریک ہوں اس لئے جلسۂ کاملہ بارکان ثلثہ کی تجویز پر جناب میر مجلس صاحب نے یہ جلسہ سات ارکان کا مرتب فرمایا ہے۔ جلسۂ کاملہ نے حسب ذیل مسئلہ تصفیہ کے لئے روانہ فرمایا ہے۔

"آیا دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری اور اُس کی ملحقہ توضیح جامع و مانع ہے اور اگر جامع و مانع ہے تو اُس دفعہ کے باہر کسی اور اصول پر نظر ڈالی جاسکتی ہے"

جن واقعات کی وجہ سے یہ مسئلہ اس مقدمہ میں پیدا ہو گیا ہے وہ یہ ہیں کہ ایک قتل عمد کے الزام میں بعد اجرائی پرچہ اطلاع واردات کو توالی متعلقہ نے چند ملزمین کو گرفتار کرکے ریمانڈ جیل کرادیا لیکن بجائے چالان پیش کرنے کے عدالت کو یہ اطلاع دیدی کہ مہتمم کو توالی متعلقہ کی رائے میں مقدمہ ناقابل پیشرفت ہے۔ پیروکار سرکار نے مہتمم کو توالی کے مراسلہ کی بناء پر مقدمہ میں درخواست دستبرداری پیش کردی اور عدالت نے اُس کو منظور کرلیا۔ یہ تجویز ۳۰ ر آذر ۱۳۵۸ف کی تھی۔ لیکن اس کے بعد ۲۲ ردے ۱۳۵۸ف کو اُن اشخاص میں جو سابق میں چھوڑے گئے تھے ایک کا اضافہ کرکے اُن کے مقابلہ میں چالان پیش کر دیا منجانب ملزمین عذر کیا گیا کہ تجویز مورخۂ ۳۰ ر آذر ۱۳۵۸ف موجودہ تحقیقات کی مانع ہے لیکن عدالت تحت نے اس عذر کو نامنظور کردیا۔ اس آخری تجویز کی ناراضی سے یہ نگرانی ہے اور جلسۂ متفقہ کے روبرو یہ بحث کی گئی کہ ۳۰ر آذر ۱۳۵۸ف کی تجویز ایک ایسے فیصلہ کی تعریف میں داخل ہے جس کو نظیر غوث الدین بنام امیر الدین مندرجۂ دکن لا رپورٹ جلد (۱۸) ص ۱۶۲۔ اور نیز نظیر سنگن بھٹلا نر سملو بنام راول پلی ینکیا۔ مندرجۂ آئین دکن جلد (۱۵)، ص ۲۱۷ میں مکرر تحقیقات کا مانع قرار دیا گیا ہے۔

یہ دونوں نظائر جلسۂ خمسہ کے فیصل کردہ ہیں اس لئے وہ جلسۂ متفقہ پر قابل پابندی تھے۔ یہ بحث بھی کی گئی کہ اس نوبت پر ایک ملزم کا اضافہ کر دینے سے ایک خارج شدہ مقدمہ کی مکرر تحقیقات کا اختیار حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ بمقدمہ سید ولی بنام شیخ حسین مندرجۂ دکن لا رپورٹ جلد (۳۱) ص ۱۸۲ طے فرمایا گیا ہے۔ ذی علم اراکین جلسۂ متفقہ کو چونکہ جلسۂ خمسہ کے دونوں

سندنار پھیپا بنام سرکار عالی

مقدمات غور کرکے محتاج نظر آئے اس لئے اُس نے مقدمہ کو جلسہ کاملہ کے سپرد کردیا جس نے اب اس مسئلہ کو جلسہ سبعہ کے سپرد فرما دیا ہے۔ اگر جلسہ خمسہ کے نظائر کو قابل تقلید قرار نہ دیا جائے تو سیدولی کی نظیر محولۂ بالا خود بخود منسوخ ہوجائے گی کیونکہ وہ جلسہ خمسہ کے نظائر پر ہی مبنی ہے۔

اگر جلسۂ خمسہ کے نظائر سے اختلاف نہ بھی کیا جاسکے تو سرسری طور پر ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تب بھی غالباً یہ نگرانی قابل منظوری قرار نہ پائے گی۔ کیونکہ ۳۰ ؍ آذر ۱۳۵۸ف کے حکم کو کسی طرح بھی مقدمہ کا فیصلہ نہیں کہا جاسکتا۔ اُس وقت تک مقدمہ کا چالان بھی عدالت میں پیش نہیں ہوا تھا اور یہ کسی طرح بھی نہیں کہا جاسکتا کہ جو مقدمہ ابھی تک عدالت میں رجوع ہی نہیں ہوا تھا۔ اُس میں عدالت نے فیصلہ صادر کردیا۔ لیکن چونکہ ہمیں نگرانی کا تصفیہ کرنا نہیں ہے بلکہ اُس سوال کا جواب دینا ہے جو ہم سے کئے گئے ہیں اس لئے ہم اسکی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

غوث الدین کے مقدمہ مندرجۂ دکن لاء رپورٹ جلد (۱۸) میں جلسۂ خمسہ کی تجویز کا منشاء یہ ہے کہ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی دفعہ (۲۰۴) اپنی جگہ پر جامع و مانع نہیں ہے اور اُس میں وہ تمام صورتیں نہیں بتائی گئی ہیں جن میں ایک مرتبہ کی صادر کردہ تجویز مقدمہ کی مکرر تحقیقات کی مانع ہوجاتی ہے۔ بلکہ دفعہ مذکور اس عام اصول کی ایک مثال ہے کہ کوئی ملزم کسی الزام کے متعلق ایک مرتبہ سے زیادہ پریشان نہ کیا جائے۔ اس لئے اس مقدمہ میں یہ طے فرمایا گیا کہ گو دفعہ (۲۰۴) نے برأت یا سزا دہی کی تجویز ہی کو مکرر تحقیقات کا مانع قرار دیا ہے لیکن بعض صورتوں میں رہائی کا حکم بھی مکرر تحقیقات کا مانع ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اس مقدمہ کے حالات کے لحاظ سے یہ تجویز فرمائی گئی کہ جو رہائی کا حکم نوبت اول پر صادر کیا گیا تھا اُس کی موجودگی میں مقدمہ کی دوبارہ تحقیقات نہیں ہوسکتی۔ اُس نظیر میں ذیعلم مجوزین نے اس کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ جس اصول کا اُنہوں نے ذکر فرمایا ہے وہ اس قدر عام نہیں ہے کہ یہ قرار دیا جاسکے کہ "ہر مقدمہ میں جس میں ملزم رہا ہو دوبارہ تحقیقات نہیں ہوسکتی" اس لئے معزز اراکین جلسہ نے وہ معیار قائم کرنے کی طرف توجہ فرمائی جس سے اس کا تصفیہ ہوسکے کہ رہائی کے کس قسم کے احکام مکرر تحقیقات کے مانع ہوسکتے ہیں اور کس قسم کے نہیں۔ اس معیار کے قائم کرنے میں اُنہوں نے کسی قانون نافذہ کے صریح حکم یا کسی ایسے مسلمہ اصول سے استناد نہیں فرمایا جس کو قانون نافذہ کا قائمقام قرار دیا جاسکے بلکہ صرف یہ لکھ کر اس معاملہ کو ختم فرمایا کہ "ہماری رائے میں وہ معیار یہ ہے کہ

سندرالمحبیا بنام سرکار عالی

ہر مقدمہ میں اس امر کو دیکھنا چاہئے کہ اس مجسٹریٹ مجاز نے جس کے روبرو سابقہ کارروائی تھی مقدمہ کا فیصلہ کر دیا ہے یا نہیں۔ اگر مجسٹریٹ مجاز نے فیصلہ کر دیا ہے تو پھر اس عام اصول کے تحت کہ ایک شخص دوبارہ پریشان نہ کیا جائے جدید استغاثہ کی سماعت انہیں واقعات کی بناء پر نہیں ہو سکتی۔ ہمیں باوجود پورے احترام کے اس میں شبہ ہے کہ کسی عدالت کو خواہ وہ عدالت العالیہ کا اعلیٰ ترین جلسہ ہی کیوں نہ ہو بغیر کسی قانون یا قاعدہ کی سند دینے کے کسی قانونی امر کے متعلق محض اپنی رائے سے کسی ایسے عام معیار کے وضع کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ ہماری رائے میں عدالت کا کام اُس قانون کی تعبیر کرنا ہے جو موجود ہو نہ کہ اپنی رائے کے مطابق کوئی ایسا معیار قائم کرنا جو نہ کسی قانون نافذہ میں کیا گیا ہو نہ اصول قانون کی کسی مسلمہ کتاب میں اس کا پتہ ہو۔ بلا شبہ اگر قانون کسی امر میں ساکت ہو تو عام قانونی اصول سے مدد لی جا سکتی ہے لیکن اگر قانون نے کوئی حکم وضع کر دیا ہو تو اس کی کوئی تعمیم یا تخصیص عدالتیں اپنی رائے سے نہیں کر سکتیں بالخصوص جبکہ ایسی تعمیم قانون کے صریح الفاظ کے ایک طرح مغائر ہو۔ ہم غور کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ وہ معیار جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ کس قسم کی تجویز مکرر تحقیقات کی مانع ہے۔ خود دفعہ (۴۰۳) میں واضح الفاظ میں بتا دیا گیا ہے اور اُس سے کسی کو تجاوز کرنے کا اختیار نہیں ہے وہ معیار یہ ہے کہ صرف برأت اور سزا کی تجویزیں ایسی ہیں کہ اُن کی موجودگی میں مکرر تحقیقات نہیں ہو سکتی۔ اگر اس دفعہ میں وہ توضیح قائم نہ کی گئی ہوتی جو اُس میں موجود ہے تو یہ امر تعبیر طلب ہو سکتا تھا کہ اس دفعہ میں تجویز برأت کا کیا منشاء ہے۔ چونکہ تجویز برأت کی کوئی تعریف مجموعہ ضابطہ فوجداری میں نہیں کی گئی ہے اس لئے اس تعبیر کا امکان ہو سکتا تھا کہ اس دفعہ کے اغراض کے لئے تجویز برأت سے صرف وہ تجویز مراد نہیں ہے جو تحت دفعہ (۲۴۷) یا دفعہ (۲۶۲) صادر کی گئی ہو بلکہ اس میں رہائی کا وہ حکم بھی داخل ہے جو مقدمہ کے فیصلہ کے طور پر صادر کیا گیا ہو۔ لیکن اس توضیح کی موجودگی میں اس تعبیر کی بھی گنجائش نہیں ہے دفعہ (۴۰۳) میں یہ عام حکم دیا گیا ہے کہ جس شخص کی نسبت عدالت مجاز سے تجویز سزا یا برأت صادر ہو گئی ہو اُس کے مقابلہ میں اُنہیں واقعات کی بناء پر دوبارہ تحقیقات عمل میں نہ آ سکے گی اور توضیح میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ ملزم کی رہائی کا حکم اور وہ دیگر احکام جن کا اُس توضیح میں ذکر کیا گیا ہے اُس دفعہ کے اغراض کے لئے برأت کی تجاویز نہیں ہیں۔ اس توضیح سے بجز اس کے کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ تجویز برأت کی جو قانونی تاثیر اس دفعہ میں بتائی گئی ہے وہ تاثیر رہائی کے حکم کی نہیں ہے

سرکار عالی بنام شنکر ناد کچھیا

جس کا مطلب یہ ہے کہ رہائی کا حکم دوبارہ تحقیقات کا مانع نہیں ہے ۔ ظاہر ہے کہ رہائی اور برأت کے احکام ایک دوسرے سے بالکل ممیز ہوتے ہیں اور واضعان قانون کو اس کی صراحت کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی کہ رہائی کا حکم برأت کی تجویز نہیں ہوتی ۔ لیکن اس ضرورت کے نہ ہونے کے باوجود اس توضیح کو قائم کرنے کا مقصد بجز اس کے کچھ نہیں ہو سکتا تھا کہ اس بحث کا سد باب کر دیا جائے کہ اس دفعہ میں تجویز برأت کی اصطلاح وسیع تر معنوں میں استعمال کی گئی ہے اور رہائی کا حکم بھی اس میں داخل ہے ۔ ہماری رائے میں واضعان قانون کے اس واضح مقیدہ سے قانون کے کسی اصلی یا مفروضہ عام اصول کی آڑ میں انحراف نہیں کیا جا سکتا اور یہ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ رہائی کا حکم بھی بعض صورتوں میں دوبارہ تحقیقات کا مانع ہے ۔ فوجداری کے عام اصول پر اگر غور کیا جائے تو وہی حکم جو دفعہ (۲۰۴) میں وضع کیا گیا ہے قرین معدلت اور مطابق اصول بھی معلوم ہوتا ہے ۔ گو ہمارے ضابطۂ فوجداری میں اُن اصطلاحات کی پوری پوری پابندی نہیں کی گئی ۔ لیکن قرینہ یہی ہے کہ "تحقیقات" اور "تجویز" اس کی اصطلاحات انگریزی کی اصطلاحات "(ENQUIRY)" اور "(TRIAL)" کے بجائے قائم کی گئی ہیں اور تحقیقات سے مراد عام طور پر وہ دریافت ہے جو ترتیب فرد جرم سے پہلے عمل میں آتی ہے اور فرد جرم کے مرتب ہونے کے بعد تجویز کا دور شروع ہوتا ہے ۔ اس لحاظ سے تحقیقات کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ کسی ملزم کو مجرم قرار دیا جائے یا نہ دیا جائے ۔ بلکہ صرف یہ ہوتا ہے کہ فرد جرم مرتب کر کے تجویز کے مرحلہ میں داخل ہو جانے یا نہ ہو جانے سے ہر فوجداری کارروائی کا آخری مقصد اس امر کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے کہ آیا ملزم مجرم ہے یا بے جرم ۔ لیکن اس کا تصفیہ تحقیقات کی نوبت پر نہیں بلکہ تجویز کی نوبت پر ہوتا ہے ۔ تحقیقات کی نوبت پر تصفیہ طلب امر صرف یہی ہوتا ہے کہ ملزم کے مرحلہ میں داخل ہونے کی ضرورت ہے یا نہیں ۔ اگر اس نوبت پر رہائی کا حکم صادر ہو جائے تو اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ عدالت نے ملزم کو بے جرم تجویز کر دیا ہے یا اُس کی مجرمیت یا بے جرمی کا کوئی تصفیہ کر دیا ہے ۔ بلکہ یہی سمجھا جائے گا کہ عدالت نے یہ قرار دیدیا کہ ملزم کی مجرمیت یا عدم مجرمیت کے فیصلہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے اس کو آزاد کر دیا جائے ۔ لیکن اگر اس نوبت پر فرد جرم مرتب کر دی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عدالت ملزم کے مجرم یا بے جرم ہونے کے متعلق تجویز کرنی چاہتی ہے ۔ اگر مقدمہ فوجداری کا مقصد اس امر کا تصفیہ کرنا ہو کہ ملزم مجرم ہے یا بے جرم تو رہائی کے حکم کو کسی معنی میں بھی مقدمہ کا

سندنالہ مچھیا
بنام
سرکار عالی

فیصلہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ صرف اس درمیانی امر کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے کہ تجویز کے مرحلہ میں داخل ہوا یا نہیں اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر اُس معیار کو تسلیم بھی کرلیا جائے جو جلسہ خمسہ کے معزز حکام نے قائم فرمایا ہے تو رہائی کے حکم کو کسی حال میں بھی مقدمہ کا فیصلہ نہیں کہا جاسکتا بلکہ صرف ایک ابتدائی مرحلہ کا تصفیہ کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے کسی صورت میں بھی وہ دوبارہ تحقیقات کا مانع نہیں ہوسکتا۔

جلسہ خمسہ کے دونوں مقدمات محولہ بالا میں اس طرف توجہ فرمائی گئی ہے کہ اگر رہائی کے ہر حکم کے بعد دوبارہ تحقیقات کا دروازہ کھلا رکھا جائے تو اُس سے کیا دشواریاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ ہماری رائے میں اول تو وہ دشواریاں جو بتائی گئی ہیں زیادہ عملی اہمیت نہیں رکھتیں۔ لیکن اگر اُن میں کوئی اہمیت ہو بھی تو ان کا علاج صرف قانون میں ترمیم کرنا ہے نہ کہ کسی نظیر کے ذریعہ کوئی معیار اپنی رائے سے قائم کردینا۔ جن دشواریوں کا حوالہ دیا گیا ہے اُن میں سے بیشتر ایسی ہیں کہ ان کا ازالہ خود ناظم فوجداری اپنی تجویز کے ذریعہ کرسکتا ہے۔ مثلاً اگر رہائی کے بعد بھی محض ملزم کو پریشان کرنے کے لئے دوبارہ استغاثہ پیش کردیا جائے تو عدالت تحت دفعہ (۲۵۰) ملزم کو معاوضہ دلاسکتی ہے اور آئندہ کی پریشانی کے سدباب کے لئے اس نوبت پر برأت کی تجویز صادر کرسکتی ہے۔ لیکن اگر اس اصول کی عمومی طور پر پابندی کی جائے جو جلسہ خمسہ نے قائم فرمایا ہے تو اس سے بھی زیادہ بے انصافی کا امکان ہے اگر اُسی مثال کو لیا جائے جو غوث الدین کے مقدمہ میں لی گئی ہے کہ اگر کوئی مقدمہ بغیر منظوری محکمہ دفعہ (۲۰۱) ضابطہ فوجداری پیش ہوجائے اور عدالت تفصیلی مباحث سننے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے کہ مقدمہ میں منظوری کی ضرورت ہے اور ملزم کو رہا کردے تو غور طلب امر یہ ہے کہ رہائی کے اُس حکم کو قطعی قرار دینے میں زیادہ بے انصافی کا امکان ہے یا اُس کو غیر قطعی قرار دینے میں۔ چونکہ اس حکم سے اس مقدمہ کا جو عدالت کے روبرو موجود تھا فیصلہ ہوجاتا ہے اس لئے غوث الدین کے مقدمہ کے لحاظ سے اگر حصول منظوری کے بعد بھی دوبارہ استغاثہ پیش کیا جائے تو رہائی کا حکم اس استغاثہ کی تحقیقات کے مانع ہوجائے گا اور ایک معمولی سی فروگذاشت کی وجہ سے مستغیث انصاف سے محروم ہوجائے گا اور کوئی عدالت اس کی مدد نہ کرسکے گی۔ لیکن اگر اُس حکم کو قطعی قرار نہ دیا جائے اور بلا حصول منظوری بار بار استغاثہ پیش کئے جائیں تو عدالت اُن تدابیر سے جو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں مقدمہ میں انصاف کرسکے گی۔ ان وجوہ کی بناء پر ہماری رائے میں سیدھا اور صاف راستہ یہی ہے کہ

سنہ ۱۳۵۰ف فیصلہ
بنام
سرکار عالی

دفعہ (۲۰۴) اور اسکی ملحقہ توضیح کو جامع اور مانع قرار دیا جائے اور یہ طے کر دیا جائے کہ کسی ایسے اصول پر نظر نہیں ڈالی جاسکتی جو اس توضیح کی اس تعبیر کے مغائر ہو جو ہم نے اوپر کی ہے۔ جلسہ کاملہ ارکان ثلثہ نے جو مسئلہ ہمارے پاس بھیجا ہے یہی اُس کا جواب ہماری طرف سے ہے۔ جواب جلسہ کاملہ کو روانہ کر دیا جائے۔

تجویز اختلافی

آنریبل مولوی محمد خلیل الزماں صاحب صدیقی میر مجلس مختلف الرائے۔ مجھے اپنے برادران ذیعلم کی رائے سے مستفید ہونیکا موقع ملا۔ میرا رجحان اس جانب ہے کہ دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری صرف ایسے اشکال کے لئے وضع ہوا ہے جہاں دوبارہ تحقیقات نتیجہ تجویز برأت یا سزاء کے لحاظ سے ممنوع ہو اور اُن اشکال پر حاوی نہیں ہے جہاں اس بنا پر دوسری تحقیقات ممنوع خیال کی جائے جہاں پر تحقیقات میں روئداد پر حاکم مجاز کی تجویز ہو چکی ہو تو ایسی صورتوں میں دوبارہ تحقیقات میں مبتلا ہونا اصولی تحقیقات فوجداری کے مغائر ہوگا۔ میرے اس خیال کی تائید خود الفاظ دفعہ سے ہوتی ہے کہ یہ دفعہ اُس باب میں واقع ہیں جہاں شرائط آغاز کارروائی مقرر ہوئے ہیں اور دفعہ میں برأت اور سزاء کو وجہ امتناع تحقیقات جدید قرار دیا گیا ہے۔ اس دفعہ کی خود توضیح محض ضمن (۱) کی وضاحت ہے بطور خود کوئی علیحدہ تاثیر نہیں رکھتی۔ اُس کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اور امور کے ساتھ رہائی بھی بمنزلۂ برأت نہیں اصولاً یہ سوال پھر بھی پیدا ہوگا کہ جہاں تحقیقات ثانی نتیجۂ تجویز یعنی امر برأت یا رہائی پر مبنی نہیں بلکہ کسی اور امر پر مبنی ہے یعنی اس امر پر کہ مقدمہ میں تحقیقات ہو چکی ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ایسے اشکال کو بھی دفعہ (۲۰۴) کے تابع کر دیا جائے جبکہ اُس مضمون پر ضابطہ ساکت ہے۔ لیکن غلبۂ آراء نے جو نتیجہ اخذ فرمایا ہے اُصولاً اس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضابطہ نے صرف نتیجۂ تجویز رہائی برأت یا سزاء پر شرائط آغاز کارروائی کو مبنی کیا ہے اور اس وجہ سے دیگر تمام اشکال کو خارج کر دیا ہے اور شرائط آغاز کارروائی میں امتناع تحقیقات ثانی اس پر مبنی نہیں ہے کہ روئداد پر سابق میں کوئی رائے قائم کیگئی یا نہیں بلکہ اس پر مبنی کیا گیا ہے کہ برأت عمل میں آئی یا رہائی۔ ہم اس دفعہ کو صرف اس حد تک متعلق سمجھتے ہیں جہاں امتناع حکم سزاء یا برأت پر مبنی ہو اور اس دفعہ کی اغراض کے لئے رہائی کو بمنزلۂ برأت قرار نہیں دیا گیا۔ لیکن اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ جہاں روئداد پر تجویز

سنداللہ چھپیا بنام سرکار عالی

ہونے کے باوجود ایسی تجویز سے جو اصول اختلاف پیدا ہوتا ہے وہ اس دفعہ کی وجہ سے باقی نہیں رہا۔ پس ہماری رائے میں سوال مستفسرہ کا جواب یہ ہے کہ دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری صرف اُس امتناع تحقیقات جدید کی حدتک جامع و مانع ہے جس حدتک کہ یہ سوال بہ تعلق برأت یا سزا، پیدا ہوتا ہے اور اس حدتک بلحاظ توضیح رہائی برأت میں داخل نہیں ہے۔ لیکن یہ دفعہ یا توضیح اس امر کی مانع نہیں ہے کہ جہاں اس دفعہ کے صریح احکام متعلق نہ ہوتے ہوں قطع نظر برأت یا رہائی کسی اور امر پر اس امتناع کو مبنی کیا جائیگا اور اُن امور کے لئے دیگر اصولوں پر نظر ڈالی جاسکتی ہے۔ اس استدلال کو قبول کرنے ہم تیار نہیں ہیں کہ جہاں لفظ رہائی آجائے تو دفعہ (۲۰۴) کے لحاظ سے کسی اور امر پر نظر نہیں ڈالی جاسکتی۔ یہ دوسری بات ہے کہ دفعہ (۲۰۴) کے اعتبار سے محض رہائی مانع تحقیقات جدید نہیں ہے۔

نگرانی فوجداری جلسۂ کاملہ

باجلاس آنریبل مولوی سید قمر حسن صاحب آنریبل ڈاکٹر مولوی میر سیادت علیخان صاحب و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب ارکان

مقدمہ ۳۱ اردیبہشت ۱۳۵۵ف
فیصلہ ۷ فروردی ۱۳۵۵ف

سندنالہ چھپیا وغیرہ نگرانی خواہاں بنام سرکار عالی طرفثانی

رہائی بر ضمانت میں شرط عائد کرنے کے اصول۔

تجویز ہوئی کہ اصول رہائی بر ضمانت یہ ہے کہ ملزم ضمانت پر رہا ہے اور اپنے کاروبار میں مصروف رہ سکے۔ خاص حالات میں قیود عائد کئے جاسکتے ہیں لیکن وہ اتنے سخت نہ ہونے چاہئیں کہ ملزم تنگ آجائے۔ مثلاً یہ قید کہ ملزم مستقر پر ہی رہے اور مقامی پولیس کو ہر تین گھنٹے کے فصل سے حاضری دیا کرے ایسی بے معنی کہ ملزم کو ضمانت پر رہا ہی نہیں رکھا گیا۔ ایسے شرائط قابل حذف ہوا کرتے ہیں۔

منجانب نگرانی خواہاں پنڈت سرینواس راؤ صاحب مدنورکر اڈوکیٹ و مولوی محمد داؤد خاں صاحب و پنڈت جے۔ وی نرسنگراؤ صاحب وکلاء۔

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب اڈوکیٹس سرکار و رائے مانک لال صاحب داگھرے وکیل۔

نگرانی بمنازعت تجویز مولوی سید غوث محی الدین صاحب منصف تعلقہ مرسلہ مورخہ ۱۶ اردی بہشت ۱۳۵۵ف۔

سندنالہ محمید
بنام
سرکار عالی

فیصلہ :- جلسۂ کاملہ سبعہ سے بتاریخ ۲۶؍اسفندار ۱۳۵۵ف تجویز ہوئی کہ دفعہ (۲۰۴)، ضابطۂ فوجداری اوراس کی توضیح ملحقہ کو جامع اور مانع قرار دیا جائے اور یہ طے کر دیا جائے کہ کسی ایسے اصول پر نظر نہیں ڈالی جاسکتی جواس توضیح کی اس تعبیر کے مغائر ہو جو ہم نے اوپر کی ہے۔ جلسۂ کاملہ ارکان ثلثہ نے جو مسئلہ ہمارے پاس بھیجا ہے اس کا جواب ہماری طرف سے یہی ہے۔ یہی جواب جلسۂ کاملہ کو روانہ کر دیا جائے۔

تجویز جلسۂ کاملہ سبعہ مورخۂ ۲۶؍اسفندار ۱۳۵۵ف واپسی جلسۂ کاملہ ہمارے روبرو بغرض تجویز پیش ہے۔

یکم فروری ۱۳۵۵ف جلسۂ کاملہ سبعہ نے ذریعہ تجویز مورخۂ ۲۶؍اسفندار ۱۳۵۵ف طے کر دیا ہے کہ دفعہ (۲۰۴)، ضابطۂ فوجداری کی توضیح ملحقہ میں لفظ رہائی بہ اطلاق اعم استعمال ہوا ہے اور اس کے وہ محدود معنی نہیں ہیں جو (۱۸) دکن لارپورٹ ص ۱۶۲ میں معین کئے گئے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ (۳۱) دکن لارپورٹ ص ۱۸۲ مقام تقلیدت ساقط ہو جاتی ہے اور نگرانی خواہ کی یہ بحث قابل توجہ نہیں رہتی کہ عدالت منصفی کی تجویز مورخۂ ۳۰؍آذر ۱۳۵۵ف موجودہ تحقیقات کی مانع ہے۔ دوسری بحث البتہ قابل توجہ ہے کہ رہائی برضمانت پر جو قیود عائد کئے گئے ہیں وہ انتہائی سخت ہیں۔ اصول رہائی برضمانت یہ ہے کہ ملزم ضمانت پر رہا رہے اور اپنے کاروبار میں مصروف رہ سکے۔ خاص حالات میں قیود عائد کئے جاسکتے لیکن وہ اتنے سخت نہ ہونا چاہیے کہ ملزم تنگ آجائے۔ عدالت تحت نے ایک قید یہ عائد کی ہے کہ ملزم مستقر سرسلہ پر رہے اور مقامی پولیس کو ہر تین گھنٹے کے فصل سے دن اور رات میں کھانے کے وقت سے پہلے حاضری دیا کرے یہ شرائط بالکل ایسے ہیں جیسا کہ ملزم کو ضمانت پر رہا نہیں کیا گیا ہے۔ ہمارے پاس حلفنامہ کے ذریعہ سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ملزم زراعت پیشہ ہے اور اپنے خاندان کا سربراہ کار۔ بہر حال ہماری رائے میں وہ قیود جو ملزم پر رہائی برضمانت کے ضمن میں عائد کئے گئے ہیں قابل حذف ہیں۔ حالات کے قابل اعتبار طریقہ پر تبدیل ہونے کی صورت میں عدالت کے اختیار تبدیل و تنسیخ حکم میں ہماری یہ تجویز مانع ہوگی۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی ترمیماً منظور۔ ملزم پر جو قیود قیام سرسلہ اور تین تین گھنٹہ کی حاضری کے تعلق سے

قائم کئے گئے ہیں حذف کئے جاتے ہیں۔ اس فیصلہ کی نقل امثلہ نمبری (۲)۔(۳) ۱۳۵۸ف میں شریک کی جائیں۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

نمبر مقدمہ ۳۲۷ ۱۳۵۸ف
منفصلہ ۲۰ امرداد ۱۳۵۸ف

باجلاس آنریبل پنڈت سری پت راؤ صاحب و آنریبل پنڈت سرینواس چاری صاحب ارکان

سرکار عالی نگرانی خواہ بنام گورتنی ترپی نرسملو طرفثانیاں

دفعہ (۳۲۷) تعزیرات آصفیہ۔ ڈاکہ کے الزام میں سب کی شناخت نہ ہونے کا اثر۔

تجویز ہوئی کہ الزام ڈاکہ بفحوائے دفعہ (۳۲۷) تعزیرات سرکار عالی ثابت قرار دینے کے لئے پانچ یا پانچ سے زیادہ اشخاص کا وجود ثابت کیا جانا ضروری ہے لیکن ایسے جملہ ملزمین کی شناخت ضروری نہیں ہے جن ملزمین کی شناخت ہوگی اُن کی حد تک الزام ثابت قرار دیا جا سکتا ہے اور جو ملزمین شناخت نہوں تو اُس حد تک شبہ کا فائدہ اُن کو دیا جا سکتا ہے۔ لیکن نوعیت جرم اگر واقعات مقدمہ ثابت قرار پائیں تو ڈاکہ ہی رہے گی۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی محمد مرزا صاحب مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب مورم کونسل سرکار

منجانب طرفثانیاں مولوی جہانگیر علی صاحب ایڈوکیٹ۔

فیصلہ:۔ بحث سماعت ہوئی۔ اس نگرانی کے ضروری واقعات یہ ہیں کہ ملزمین مقدمۂ ہذا بہ علت ڈاکہ تحت دفعہ (۳۳۰) تعزیرات سرکار عالی عدالت نگرانی عنہا میں چالان کئے گئے۔ جہاں پر تمیرگم ا ہو کے بیانات قلمبند کئے گئے جس کے بعد بذریعہ تجویز زیر نگرانی عدالت نگرانی عنہا نے یہ طے کرتے ہوئے کہ صرف ایک ملزم کی شناخت گواہوں نے کی ہے بقیہ کسی ملزم کی شناخت نہیں ہوئی اس لئے الزام ڈاکہ نہیں بنتا عدالت ضلع میں تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے۔ اس اظہار خیال کے بعد مقدمہ منصفی جگتیال میں منتقل کیا گیا۔ تجویز مذکور کی ناراضی سے یہ نگرانی ہے۔ لائق ایڈوکیٹ سرکار کی بحث یہ ہے کہ الزام ڈاکہ بفحوائے دفعہ (۳۲۷) تعزیرات سرکار عالی ثابت قرار دینے کے لئے پانچ یا پانچ سے زیادہ اشخاص کا وجود ثابت کیا جانا ضروری ہے۔ لیکن ایسے جملہ ملزمین کی شناخت ضروری نہیں ہے جن ملزمین کی شناخت ہوگی اُن کی حد تک الزام ثابت قرار دیا جا سکتا ہے

نگرانی بناراضی تجویز پنڈت ڈاکٹر لکشمن راؤ صاحب ناظم ضلع کریم نگر مورخہ ۲۰ اسفندار ۱۳۵۵ف۔

سرکار عالی بنام گورتنی تر پہ رسلو

اور جو ملزمین شناخت نہ ہوں تو اُس حد تک شبہ کا فائدہ اُن کو دیا جا سکتا ہے۔ لیکن نوعیت جرم اگر واقعات مقدمہ ثابت قرار پائیں تو ڈاکہ ہی کی رہے گی۔ اس بحث کی تائید میں لائق ایڈوکیٹ سرکار دکن جلد (۱۴) ص ۱۳۲۔ دمن سنگھ بنام سرکار عالی و نظیر ۱۹۳۰ء لاہور ص ۲۶۳۔ محمد احسن بنام امپرر کا حوالہ دیا۔ چنانچہ نظیر آخر الذکر میں حسب ذیل الفاظ میں امور زیر بحث کی وضاحت کیگئی ہے

Where it is fully established that a dacoity was committed by a party of five persons one of whom committed a murder and the identity of four of them is established beyond question the fifth remaining unidentified the four accused are equally guilty under S. 396 though it is not possible to trace and identify one of the culprites.

عبارت بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں پر پانچ اشخاص نے ڈکیتی کا ارتکاب کیا ہو اور اُن کے منجملہ چار اشخاص کی شناخت ہو جائے اور پانچویں کی شناخت نہ ہو تو چار اشخاص شناخت شدہ کو الزام ڈکیتی کا مرتکب قرار دیا جائے گا گویا پانچویں شخص کو بوجہ عدم شناخت سزا نہیں دیجا سکتی اور وہ کون تھا اس کا پتہ نہیں چلایا جا سکتا۔ یہی اصول نظیر (۱۴) دکن ص ۱۳۲۔ محولہ بالا میں طے کیا گیا ہے اور یہ رائے ظاہر فرمائی گئی ہے کہ جبکہ یہ ثابت ہوتا ہو کہ ڈاکوؤں کی تعداد پانچ سے کم نہ تھی تو یہ دوسرا امر ہے کہ جن لوگوں کا چالان ہوا ہو وہ شناخت نہ کئے جانیکی وجہ سے بری کر دئے جائیں۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ڈاکہ کے وقت پانچ اشخاص نہ تھے

ہم کو جو اصول نظائر محولۂ بالا میں طے فرمایا گیا ہے اُس سے اتفاق ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عدالت تحت کی تجویز جو عدم شناخت کی وجہ پر مبنی ہے ناقابل بحالی ہے۔ ہنوز مقدمہ میں پوری شہادت استغاثہ پیش اور ختم نہیں ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ مزید شہادت میں کچھ مزید واقعات آ جائیں۔ بحالت موجودہ جبکہ مستغیثین کے بیان کے لحاظ سے پانچ سے زیادہ اشخاص کا سرقہ بالجبر میں حصہ لینا ظاہر ہو رہا ہے تو ان افعال کو ڈاکہ کی تعریف سے خارج نہیں کیا جا سکتا گو چند ملزمین کی شناخت نہ ہوئی ہو ہماری دانست میں عدالت ضلع ہی کو اس مقدمہ کی سماعت کرنی چاہیئے رہا یہ امر کہ بنتیجہ تحقیقات کے بعد جن ملزمین کی شناخت ہو گی اُن کی حد تک مناسب سزا صادر

سرکار عالی بنام گورتی ترپی ز سلو

کی جائے گی اور جن کی شناخت نہ ہوگی وہ بری ہونگے۔ بہر حال یہ نتیجہ تحقیقات و تصفیہ اخیر کا محتاج ہے۔ بوجوہ صدر

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور۔ تجویز عدالتہم نگرانی عنہا منسوخ۔ عدالت ضلع خود مقدمہ کی جملہ تحقیقات کرے اور حسب ضابطہ فیصلہ آخر صادر فرمائے۔

نگرانی فوجداری جلسۂ متفقہ

نمبر مقدمہ ۲۰۶ سنہ ۱۳۵۸ف
منفصلہ ۲۰ امرداد سنہ ۱۳۵۸ف

باجلاس آنریبل پنڈت سری پت راؤ صاحب و آنریبل پنڈت سرینواس چاری صاحبان ارکان

پوسکور جگناتھ راؤ نگرانی خواہ بنام کدرے ملیا طرفثانی

دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ ترتیب فرد جرم کے بعد مستغیث کی غیر حاضری کی بناء پر استغاثہ کو خارج کرکے ملزم کو بری کردیا گیا ہو تو پھر معافی غیر حاضری کی درخواست پر مقدمہ کو دوبارہ نمبر پر نہیں لیا جاسکتا۔

دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری کا حوالہ دیا گیا۔

منجانب نگرانی خواہ پنڈت جے۔ وی۔ نرسنگراؤ صاحب وکیل۔

فیصلہ:۔ بحث سماعت ہوئی۔ واقعات یہ ہیں کہ مستغیث کدرے ملیا نے ایک استغاثہ نگرانیخواہ اور دیگر ملزمین کے مقابلہ میں دائر کیا۔ جس میں بعد تحقیقات عدالت نے فرد جرم مرتب کی۔ جس کی ناراضی سے یہاں پر عدالت العالیہ میں نگرانی ہوئی جو نامنظور ہوئی۔ مثل جب عدالت تحت میں واپس ہوئی تو بتاریخ ۲۹۔ تیر سنہ ۱۳۵۷ف عدالت تحت نے بوجہ غیر حاضری مستغیث استغاثہ کو بعدم پیروی خارج اور ملزمین کو بری کیا۔ اس کے بعد مستغیث نے عدالت میں معافی غیر حاضری کی درخواست پیش کی۔ اُس کو منظور کرتے ہوئے عدالت نے مقدمہ کو نمبر اصلی پر لیکر تحقیقات مزید کئے جانیکا حکم صادر کیا۔ تجویز مذکور کی ناراضی سے یہ نگرانی ہے اور لائق وکیل نگرانی خواہ کی حجت یہ ہے کہ جب ایک مرتبہ تجویز برأت عمل میں آئے تو بلحاظ دفعہ (۲۰۴) ضابطۂ فوجداری انہیں واقعات کی بناء پر کوئی تحقیقات عمل میں نہیں آسکتی۔ ہماری دانست میں یہ عذر صحیح ہے۔ جبتک تجویز برأت

نگرانی بناراضی تجویز مولوی سید سبحانی صاحب منصف لکشی ٹیٹھ مورخہ ۵ بہمن سنہ ۱۳۵۷ف۔

پوسکو جگنا راؤ
بنام
کدرے ملیا

ملزمین قائم ہے۔ اُس وقت تک مثل کو نمبر اصلی پر رکھکر کارروائی کرنا خلاف منشاء قانون ہے۔ اسبارہ میں عدالت نگرانی عنہانے اپنی رائے کی تائید نظیر (۲۹) دکن لارپورٹ ص ۱۴۳ محمد صاحب وغیرہ بنام عبدالرحمٰن کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن نظیر مذکور یہاں پر متعلق نہیں ہے۔ نظیر میں ملزمین کو رہا کیا گیا تھا لیکن یہاں پر ملزمین کو بری کیا گیا ہے۔ رہائی کی شکل برائت سے بالکل جداگانہ ہے۔ بوجوہ صدر

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور۔ تجویز عدالت نگرانی عنہا منسوخ۔ یہ طے کیا جاتا ہے کہ ملزمین کے مقابلہ میں الزام زیر بحث کے تعلق سے اب کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

نگرانی فوجداری جلسۂ منقعقہ

۱۳۵۶ف
نمبر مقدمہ ۱۶۳۱
منفصلہ ۲۸
امرداد ۱۳۵۸ف

باجلاس آنریبل پنڈت سری پت راؤ صاحب و آنریبل پنڈت سرینواس چاری صاحب ارکان

گرجالہ پال شنکریا نگرانی خواہ بنام سرکار عالی طرفثانی

عدالت خصوصی مرکزی اور منتقلی کا اختیار۔

تجویز ہوئی کہ (۱) منتقلی مقدمہ کا جو اختیار ازروئے اعلان نشان (۱۵) مورخہ ۱۷ فروردی ۱۳۵۶ف مجریہ محکمۂ معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ کے فقرہ (۱۲) کی روسے عدالت خصوصی مرکزی کو حاصل ہے اُس کو صرف ایک رکن عدالت مرکزی نافذ نہیں کرسکتا۔ ہم کو اس بحث سے اتفاق نہیں ہے کہ انتقال مقدمہ کی تجویز کو سماعت مقدمہ کی کارروائی نہیں کہا جاسکتا اور اسبارے میں مرکزی عدالت خصوصی کا کوئی ایک رکن بھی کارروائی کرسکتا ہے۔ ہماری رائے میں یہ سوال ایسا ہے کہ اس پر ہر رکن خاص کو معمولاً اپنا دماغ اور ذہن منتقل کرنا چاہیئے۔

منجانب نگرانی خواہ مولوی سید محمد عبداللہ صاحب ایڈوکیٹ و مولوی ذکاء اللہ صاحب و پنڈت شنکر پرشاد صاحب و مولوی داؤد خاں صاحب و مولوی سید محبوب الحسن صاحب وکلاء۔

منجانب طرفثانی مولوی محمد مرزا صاحب و مولوی احمد شریف صاحب ایڈوکیٹس سرکار و پنڈت گوپال راؤ صاحب نوم کرو صاحب رکیل سرکار۔

فیصلہ:۔ بحث سماعت ہوئی۔ عدالت خاص کی تجویز کی ناراضی سے یہ نگرانی ہے۔ لائق ایڈوکیٹ صاحب

نگرانی بنارضا تجویز مولوی محمد امیر علی خاں صاحب صدر نشین عدالت خصوصی رشوت ستانی صوبۂ گلشن آباد میدک مورخہ ۱۷ آبان ۱۳۵۶ف۔

گرجالہ پال اننکوٹا بنام سرکار عالی

ملزم کا عذر قانونی یہ ہے کہ یہ مقدمہ اولاً عدالت خصوصی بمقام مالگواری جس کو مرکزی عدالت خصوصی کہا جاتا ہے اُس میں پیش ہوا تھا۔ بتاریخ ۱۱ اردی بہشت ۱۳۵۶ف عدالت خصوصی مذکور کے ایک رکن نے اس مقدمہ کو عدالت خصوصی میدک میں منتقل فرمایا۔ جہاں پر اس مقدمہ کی مکمل تحقیقات عمل میں آئی۔ حجت یہ کی جاتی ہے کہ منتقلی مقدمہ کا جو اختیار ازروئے اعلان نشان (۱۵) مورخہ ۶ فروردی ۱۳۵۶ف مجریہ محکمہ معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ کے فقرہ (۳) کی رو سے حاصل ہے اُس کو صرف ایک رکن عدالت مرکزی نافذ نہیں کرسکتا۔
ہماری دانست میں یہ حجت صحیح ہے۔ فقرہ مذکور میں ”عدالت خاص کی جانب سے مقدمات صوبائی عدالت میں سپرد کئے جانے کا تذکرہ ظاہر ہے کہ عدالت خاص اُس وقت تک عدالت نہیں کہلائی جاسکتی جبتک کہ اُس کا نصاب مکمل نہ ہو۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اُس مرکزی عدالت خاص کے تین ارکان ہیں ایک مولوی علی اصغر صاحب بلگرامی (۲) مولوی غوث محی الدین صاحب (۳) مسٹر پنگل وینکٹ راما ریڈی صاحب۔
من بعد بروئے اعلان محولہ بالا مورخہ ۶ فروردی ۱۳۵۶ف کو بجائے علی اصغر صاحب بلگرامی کے مولوی امیر علی خاں صاحب کا نام رکنیت عدالت خصوصی مذکور پر قائم کیا گیا۔ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ جس تاریخ پر مقدمہ منتقل کیا گیا تھا اُس پر مسٹر پنگل وینکٹ راما ریڈی صاحب صدر المہام مقرر فرمائے گئے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ تاریخ مذکور پر شرکت نہ کرسکے۔ حجت یہ کی جاتی ہے کہ بروئے اعلان نشان (۲۳) مورخہ ۱۳ دے ۱۳۵۵ف حصہ دوم فقرہ (۲) اس مقدمہ کی سماعت کسی غرض کیلئے بھی بوجہ عدم حاضری مسٹر پنگل وینکٹ راما ریڈی نہیں ہوسکتی تھی۔ چنانچہ فقرہ (۲) مذکور میں یہ حکم ہے کہ اگر کسی وجہ سے عدالت خاص کا کوئی رکن مفوضہ فرائض کی انجامدہی سے قاصر ہے تو عدالت خاص رکن مذکور کی غیر حاضری کی اطلاع صدر اعظم باب حکومت کو دی گئی اور مقدمہ کی سماعت اُس وقت تک ملتوی رہے گی جبتک کہ صدر اعظم باب حکومت محکمہ رکنیت پر کسی اور شخص کا تقرر کریں۔
ظاہر ہے کہ بوجہ تقرر بخدمت صدر المہامی یا تو مسٹر پنگل وینکٹ راما ریڈی صاحب کی رکنیت کی جگہ خالی ہوچکی تھی یا یہ کہ اگر اُنکی رکنیت قائم تھی تو بھی وہ تاریخ مذکور پر عدالت خاص میں شریک نہ تھے پس ۱۱ اردی بہشت ۱۳۵۶ف کی تجویز انتقال مقدمہ جو صرف ایک معزز رکن نے صادر فرمائی ہے ہماری دانست میں ناقص اور خلاف اقتدار ہے۔ عدالت نگرانی عنہا نے دستور العمل محولہ کے چند دفعات

رگرجالہ پال شنکریا
بنام
سرکار عالی

کا حوالہ دیتے ہوئے یہ حجت کی ہے کہ گواہوں کا بیان ایک رکن قلمبند کرسکتا ہے ۔ لیکن سماعت کے وقت جملہ ارکان کی حاضری ضروری ہے اور انتقال مقدمہ کی تجویز کو سماعت مقدمہ نہیں کہا جاسکتا۔ ہم کو اس حجت سے اتفاق نہیں ہے ۔ مقدمہ منتقل کیا جانا چاہیئے یا یہ کہ مرکزی عدالت ہی اُسکی سماعت کرسکے گی ۔ یہ ایسا سوال ہے جس پر ہر رکن خاص کو معمولاً اپنا دماغ اور ذہن منتقل کرنا چاہیئے ۔ یہ ممکن ہے کہ دوسرے ارکان عدالت خاص کا یہ خیال ہے کہ بلحاظ حالات مقدمہ منتقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ پس مسئلہ انتقال مقدمہ ایسا نہیں ہے جس کو کہ محض ایک عاملانہ فعل کہا جاسکے یا یہ اُس کی نوعیت گواہ کے اظہار پر دستخط ثبت کرنے کی تصور کی جائے ۔ علاوہ ازیں دفعہ (۱۰) دستور العمل تحفظ میں گواہ کے اظہار کی حد تک ضمن (۲) میں خاص حکم ہے کہ ایک رکن کے دستخط ثبت ہوں گے اس لئے اس حد تک عام ضابطہ کی پابندی ضروری نہ ہوگی لیکن سماعت مقدمہ یا انتقال مقدمہ کی حد تک ایسی کوئی استثنائی شکل دفعہ مذکور میں درج نہیں ہے ۔ ان وجوہ سے ہمیں عدالت نگرانی عنہا کے استدلال سے اتفاق نہیں ہے ہماری دانست میں انتقال مقدمہ کی تجویز خارج از اختیار اور ناقص واقع ہوئی ہے ۔ اس لئے جملہ تحقیقات مابعد جو بر بناء اس سپردگی کے عمل میں آئی ہے لائق کالعدم ہے ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نگرانی منظور ۔ تجویز عدالت نگرانی عنہا کالعدم قرار دیجاتی ہے اور منسوخ کی جاتی ہے ۔ عدالت صوبہ کو چاہیئے کہ مقدمہ مرکزی عدالت میں واپس کردے ۔ جہاں پر حسب ضابطہ کارروائی ہوگی ۔ امثلہ متعلقہ نمبری ($\frac{۱۶۳۲}{۶}$) ۱۳۵۶ف ($\frac{۱۶۴۷}{۶}$) ۱۳۵۶ف و ($\frac{۱۶۴۸}{۶}$) ۱۳۵۶ف میں بطور تجویز شریک کردیجائے ۔

سنہ ۱۳۵۷ف
نمبر مقدمہ
منفصلہ ۲ر
بہمن سنہ ۱۳۵۶ف

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

باجلاس آنریبل مولوی ابوالحسن سید علی صاحب پریزیڈنٹ و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب و آنریبل مولوی سید محمد عبداللہ صاحب ارکان

باجی راؤ مرافع بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

حسب الحکم عالیجناب چیف سیول اڈمنسٹریٹر صاحب جوڈیشل کمیٹی کی متفقہ رائے منظور فرمائی گئی ۔

مرافعہ بناراضی تجویز جلسہ متفقہ عدالت العالیہ مورخہ ۱۵ر بہمن سنہ ۱۳۵۷ف ۔

باجی راؤ
بنام
سرکار عالی

دفعہ (۵۵) و (۵۶) تعزیرات آصفیہ۔ حفاظت خود اختیاری کے عذر سے کب فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ ملزم نے شہادت صفائی میں خاص طور پر اس امر کی شہادت پیش کی ہو کہ وہ بوقت واقعہ دوسری جگہ پر تھا تو ایسی صورت میں گواہان رویت کے اُن بیانات سے جو کہ اُنہوں نے جرح یا جرح مکرر کے دوران میں کئے ہوں استدلال کر کے ملزم کو حفاظت خود اختیاری کا فائدہ نہیں دیا جاسکتا (خواہ ملزم کے سر پر زخم موجود ہو اور گواہ کہتے ہوں مقتول نے ملزم پر حملہ کیا تھا)۔

نظائر کا ایک سلسلہ اس طرح پر ضرور موجود ہے کہ گو ملزم حق حفاظت خود اختیاری کا عذر نہ کرے لیکن روئداد اگر ایسی موجود ہو تو اس پر غور کیا جاسکتا ہے لیکن یہ صرف اس صورت میں اصولاً درست ہو سکتا ہے جبکہ ملزم نے کوئی صفائی اور طور پر پیش نہ کی ہو اور روئداد موجودہ سے اسکی صفائی بضمن حق حفاظت خود اختیاری حاصل ہو جاتی ہو۔

منجانب مرافع مولوی منصور احمد صاحب وکیل۔
منجانب مرافعہ علیہ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب ایڈوکیٹ سرکار۔

فیصلہ:۔ باجی راؤ ملزم کو اس بیان سے چالان عدالت کیا گیا کہ اُس نے بتاریخ ۱۰ ؍ آذر ۱۳۵۶ف بوقت (۹) بجے صبح لبپا نامی شخص کو لکڑی جمبیہ اور پتھروں سے متعدد ضربات پہونچا کر مار ڈالا پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے جس پر اگزبٹ نمبر (۸) ڈالا گیا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ مقتول کے جسم پر (۹) ضربات تھے۔ ان ضربات میں ناک کا کٹنا اور پیر کی ہڈیوں کا ٹوٹنا سر اور ہاتھ اور کنپٹی وغیرہ کے زخم شامل ہیں۔ ابتدائی رپورٹ میں ملزم کا نام درج ہے۔ وجہ تحریک جرم یہ بیان کیجاتی ہے کہ ملزم نے یہ وجہ بیان کی کہ مقتول لبپا نے ملزم کی عورت کو بھگا لیجا کر نکاح کسی اور سے کرا دینا چاہتا تھا۔ عدالت ابتدائی نے ملزم کو جرم تحت دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سرکار عالی عائد کر کے سپرد سشن کیا اور عدالت سشن نے بعد قلمبندی شہادت تائید الزام و شہادت صفائی ملزم کو تحت دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سرکار عالی قتل عمد کا مجرم قرار دیکر سزائے موت کی رائے کے ساتھ مثل کو تصیحاً عدالت العالیہ میں ارسال کیا۔ عدالت العالیہ نے بھی ملزم کو قتل عمد کا جرم ثابت قرار دیا

باجی راؤ
بنام
سرکار عالی

لیکن تحت دفعہ مذکور ملزم کو حبس دوام کی سزا تجویز کی اور یہ مثل جوڈیشل کمیٹی کے سامنے تحت دفعہ (۲۶) ضابطہ جوڈیشل کمیٹی پیش ہے ۔ وکلا فریقین کے مباحث سماعت کئے گئے ۔ ملزم کے وکیل صاحب کی بحث یہ ہے کہ اس مقدمہ میں شہادت رویت قابل اعتبار نہیں ہے ۔ اس وجہ سے کہ عدالت سشن میں بخلاف بیان عدالت ابتدائی ملزم نے تنہا نہیں بلکہ دیگر چار یا پانچ اشخاص کے ساتھ اس جرم کا ارتکاب کرنا بیان کیا ہے ۔ گواہ مانک راؤ نے نہ صرف اسی پر اکتفا کیا ہے بلکہ مقتول کا ملزمین پر کلہاڑی سے وار کرنا بھی بتلایا ہے اور منجانب پولیس ان گواہوں پر شبہ کا اظہار کرکے کہ وہ مخالف استغاثہ ہوگئے ہیں جرح کی اجازت حاصل اور جرح بھی کی ہے ۔ اس ایزاد بیانی کو اختلاف بیانی ظاہر کرتے ہوئے پانچ گواہان رویت کو ساقط الاعتبار اور ملزم کو قابل برأت قرار دینے پر وکیل ملزم اصرار کرتے ہیں ۔ جہانتک روئداد مقدمہ کا تعلق ہے وکیل صاحب ملزم کی یہ بحث قابل توجہ نہیں معلوم ہوتی ۔ اس مقدمہ میں ملزم کا نام رپورٹ ابتدائی میں درج ہے جس کو گنپت راؤ گواہ نمبر (۱) پولیس پٹیل موضع نے اپنے فرائض کی تکمیل میں مرتب اور ارسال کیا ہے ۔ اس گواہ نے اپنے بیان میں یہ بتلایا ہے کہ اس نے بروز واقعہ ہی رپورٹ پولیس اسٹیشن ہوز بھجدی اور اس واقعہ کی اطلاع سدرامپا اور مانک راؤ گواہوں نے دی جو آپس میں باپ بیٹے ہیں ۔ ان گواہوں نے واقعہ کی اطلاع کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ انہوں نے ملزم کو مارتے ہوئے خود دیکھا ہے گواہان رویت سے مسمی سدرامپا معمرہ (۵۴) سالہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس نے نالہ کے اوپر سے مقتول کو ملزم کا ضربات پہونچانا دیکھا ہے اور اس گواہ کے لڑکے مانک گواہ نمبر (۳) نے بھی جو بیلوں کو پانی پلا رہا تھا نالہ پر سے اس واقعہ کو دیکھنا بیان کرتے ہوئے اپنے باپ سدرامپا کے بیان کی بالکلیہ تائید کی ہے ۔ ان دو گواہوں پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ عدالت سشن میں سدرامپا نے جرح مکرر میں ملزم کے ساتھ اور چار پانچ اشخاص ملکر مارنا بیان کیا ہے اور ساتھ ہی اس کو تسلیم کیا ہے کہ ایسا بیان اُس نے عدالت ابتدائی میں نہیں دیا اور مانک راؤ گواہ نمبر (۳) نے بھی اسی قسم کی جرح مکرر میں مزید اور ملزمین کا اضافہ کرتے ہوئے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مقتول بھی ملزم اور ان کے ساتھیوں کو کلہاڑی سے مار رہا تھا ۔ اگر ہم اس اضافہ بیان کو بھی اس شہادت میں قائم رکھیں تب بھی اس سے ملزم موجودگی مجرمیت کے اثبات میں فرق نہیں آسکتا ۔ یہ ہوسکتا ہے کہ اور اشخاص بھی اس

باجی راؤ
بنام
سرکار عالی

جرم کے شریک سمجھے جائیں، لیکن ان گواہوں نے ان دیگر شرکا کا نہ تو نام بتایا اور نہ ان کی شناخت کے وجوہ کا اظہار کیا بلکہ یہ بتایا ہے کہ ان دیگر اشخاص کے نام معلوم نہیں۔ شہادت رویت کے اس اضافہ بیان سے جو جرح مکرر میں ہوا ہے ہم موجودہ ملزم کو بے گناہ نہیں قرار دے سکتے بالخصوص جبکہ عدالت ابتدائی میں انہوں نے ان دیگر اشخاص کی شرکت جرم کا اظہار نہیں کیا ہے۔ ان گواہوں کی شہادت موجودہ ملزم کے مقابلہ میں ساقط الاعتبار قرار دینے کے لئے بھی یہ وجہ قرین عقل نہیں معلوم ہوتی۔ البتہ ان گواہوں کا اس طرح جرح مکرر میں ملزمین کا اظہار نام کا اضافہ کرنا ان کی کم فہمی کی دلیل ہے۔ اس موقعہ پر اس امر کا اظہار بھی بے موقع نہ ہوگا کہ ملزم کے سر پر بوقت گرفتاری ایک زخم کا موجود رہنا پنچنامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ملزم اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اس لئے کہ بفور واقعہ ملزم کو پولیس پٹیل نے گرفتار نہیں کیا ہے۔ جیسا کہ اس کے بیان سے ظاہر ہے اور پھر ملزم نے اپنے بیان معمولی یا توضیحی میں اس کی صراحت نہیں کی ہے کہ مقتول نے یہ زخم اس کو پہونچائے تھے جس کی وجہ اس نے حق حفاظت خود اختیاری کے استعمال میں اس کو ضربات پہونچائے اور اگر ایسی شہادت ملزم کی جانب سے پیش کی جاتی تو ہم بموجب دفعات (۵۵ و ۵۶) تعزیرات سرکار عالی اس مسئلہ میں ملزم کی برأت پر غور کرسکتے ہیں۔ ملزم نے اس مقدمہ میں شہادت صفائی مقام واقعہ پر عدم موجودگی کی پیش کی ہے۔ ایسی حالت میں وکیل ملزم نہ تو ملزم کے سر کے زخم کی نسبت کوئی بحث کرسکتے ہیں اور نہ شہادت موجودہ کے کسی جزو کو اس استثنائی شکل میں جو حق حفاظت خود اختیاری سے متعلق تعزیرات میں بتائی گئی ہے لیجایا جاسکتا ہے۔

نظائر کا ایک سلسلہ اس طرح پر موجود ہے کہ گو ملزم حق حفاظت خود اختیاری کا عذر نہ کرے لیکن روئداد اگر ایسی موجود ہو تو اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ اس صورت میں اصولاً درست ہوسکتا ہے جبکہ ملزم نے کوئی صفائی اپنی بیان نہ کی ہو اور روئداد موجودہ سے اس کی صفائی بحق حفاظت خود اختیاری حاصل ہو جاتی ہو۔ اس لئے کہ جرح اور جرح مکرر بھی ایک قسم کی صفائی کی شہادت کا جزو ہیں اور اس کو مفید ملزم استعمال کیا جاسکتا ہے۔ باقی شہادت تا ئید استغاثہ میں سر رابیو گواہ نمبر (۴) پنچنامہ نعش اور گواہ نمبر (۵) مسمی وٹھو با برآمدگی لٹھ اور گواہ نمبر (۶) عبدالرحیم پوسٹ مارٹم اور نرسیا گواہ نمبر (۷) و امرتا کا طلب مصالحت اور گواہ نمبر (۹) مکلو واقعہ متعلقہ کی شہادت

باجی راؤ بنام سرکار عالی

ادا کرتے ہیں جس سے بیانات شہادت رویت کی تائید ہوتی ہے۔ البتہ گواہ نمبر (۸) ناگیشا نے شہادت میں کسی واقعہ کے دیکھنے سے انکار کیا ہے لیکن اس کے اس انکار سے شہادت رویت کی تردید نہیں ہوتی۔ ملزم نے شہادت صفائی میں (۹) گواہان کے بیانات کرائے ہیں جن سے ملزم کو کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا اور نہ وہ قابل اعتماد ہیں۔ عدالت سشن اور عدالت العالیہ نے ان گواہوں کی شہادت کو صحیح طور پر غیر موثر قرار دیا ہے۔ بہر کیف شہادت موجودہ مثل سے بمقابلہ ملزم جرم منسوبہ ثابت ہے اور جو سزا حبس دوام کی عدالت العالیہ نے تجویز کیا ہے وہ ناقابل دست اندازی ہے اس لئے درخواست ملزم قابل نامنظوری ہے۔ حسبہ محکمہ سرکار کو اطلاع دیجائے۔

مرافعہ فوجداری جوڈیشل کمیٹی

نمبر مقدمہ ۵ مسلسل سنہ ۱۳۵۷ ف
منفصلہ ۲۵ ر آبان سنہ ۱۳۵۷ ف

باجلاس آنریبل مولوی ابوالحسن سید علی صاحب پریذیڈنٹ و آنریبل رائے منوہر پرشاد صاحب و آنریبل مولوی سید محمد عبداللہ صاحب ارکان

شیخ چاند مرافع بنام سرکار عالی مرافعہ علیہ

حسب الحکم صدارت عظمیٰ جوڈیشل کمیٹی کی متفقہ رائے منظور فرمائی گئی۔

بیان قبل از مرگ کو قلمبند کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

تجویز ہوئی کہ ضابطہ یا قانون شہادت میں کوئی صریح ہدایت شخص متضرر کے بیان قبل از مرگ کو کسی خاص شکل میں قلمبند کرنے کے متعلق نہیں کی گئی ہے۔

البتہ نظائر کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیان کرنے والے کا مفہوم نہ ادا کیا جائے بلکہ بطور سوال و جواب قلمبند کرکے اصل بیان مقتول یا مجروح کا شامل مثل رکھا جائے تاکہ آئندہ اس بیان کی صحت اور عدم صحت کی نسبت صحیح رائے قائم کی جاسکے منشاء قانون سے متجاوز ہم بیانات قبل از مرگ کے قلمبند کرنے کے خاص طریقے کو کوئی وجہ قانونی کسی شہادت کے ساقط الاعتبار یا خارج از مثل کرنے کی نہیں قرار دیسکتے۔ (دکن جلد (۲۸) ص ۱۹۰۔ جلد (۳۰) ص ۵۵۱ سے ممیز کیا گیا)۔

بجانب مرافع مولوی منصور علی صاحب وکیل۔

بجانب مرافعہ علیہ مولوی احمد شریف صاحب اڈوکیٹ سرکار۔

مرافعہ بناراضی تجویز جلسہ منعقدہ عدالت العالیہ مورخہ ۳ ر بہمن سنہ ۱۳۵۵ ف۔

شیخ چاند بنام سرکار عالی

فیصلہ:۔ شیخ چاند ملزم پر یہ الزام ہے کہ اُس نے ۲۲ مہر ۱۳۵۵ف کی شام کے (۵-۶) بجے کے درمیان محمد حنیف کو جبکہ وہ بیدر سے اپنے مکان جمیلہ پور جارہا تھا میرگنج کے قریب مارڈالنے کی نیت سے جنبیہ سے متعدد ضربات پہونچائے۔ محمد حنیف اُن ضربات کے صدمہ سے اُسی رات دواخانہ میں فوت ہوگیا۔ ارتکاب جرم کے بعد ملزم فرار ہوگیا تھا۔ اُس کے فراری کے زمانہ میں اس کے مقابلہ میں ۸ آبان ۱۳۵۴ف کو چالان پیش کیا گیا اور حسب دفعہ (۴۸۴) ضابطۂ فوجداری شہادت محفوظ کرلی گئی اور ملزم کے نام وارنٹ گرفتاری اور اشتہار قرقی جاری کیا گیا۔ ۲ فرور دی ۱۳۵۶ف کو ملزم حاضر عدالت ہوا اور ریمانڈ جیل کردیا گیا۔

واقعہ قتل کی ابتدائی رپورٹ اُسی رات جاری ہوئی ہے۔ جس رات واقعہ قتل وقوع پذیر ہوا اور اس کے ساتھ ہی محمد حنیف مقتول رجوع شفاخانہ کیا گیا اور اس کی حالت نازک ہونے کی وجہ سے اُسی شب منصف صاحب نے محمد حنیف کا بیان قبل ازمرگ قلمبند کرلیا اور رات کے دو بجے محمد حنیف کا انتقال ہوگیا۔ شہادت طبی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موت ضربات کی وجہ سے واقع ہوئی۔ شہادت میں تین گواہان رویت پیش ہوئے ہیں۔ عبدالعزیز۔ سایبو اور تکیا جن کے نمبر علی التسلسل (۳ تا ۵) ہیں۔ ان تینوں گواہوں نے قریب ترچند ہی قدم کے فاصلہ سے ملزم کا جنبیہ سے ضربات پہونچاتے ہوئے دیکھنا بیان کیا ہے۔ وکیل ملزم یہ بحث کرتے ہیں کہ مقتول کا بیان قبل ازمرگ بطور سوال وجواب قلمبند نہیں ہوا ہے اور اس بیان میں ایک گواہ رویت عبدالعزیز کا نام بتایا گیا ہے لیکن جو گواہ رویت پیش ہوا ہے اس کا نام عبداللہ ہے۔ موازنہ شہادت کے اور مباحث جزوی اختلافات پر مبنی کئے جاتے ہیں۔ ہماری رائے میں بیان قبل ازمرگ کی نسبت جو اعتراضات بحوالہ دکن جلد (۲۸) ص ۱۹۰۔ دکن جلد (۳۱) ص ۱۵۵ کئے گئے ہیں وہ بجائے خود اس مقدمہ میں اہم نہیں معلوم ہوتے۔ اس لئے کہ ضابطہ یا قانون شہادت میں کوئی صریح ہدایت شخص متضرر کے بیان قبل ازمرگ کسی خاص شکل میں قلمبند کرنے کے متعلق نہیں کی گئی ہے۔ البتہ نظائر مستدلہ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیان کرنے والے کا مفہوم نہ ادا کیا جائے بلکہ بطور سوال وجواب قلمبند کرکے اصل بیان مقتول یا ہلوک کا شامل مثل رکھا جائے۔ تاکہ آئندہ اس بیان کی صحت اور عدم صحت کی نسبت صحیح رائے قائم کی جاسکے۔ منشاء قانون سے متجاوز ہم بیانات قبل ازمرگ کے قلمبند کرنیکے

شیخ چاند بنام سرکار عالی

خاص خاص طریقہ کو کوئی وجہ قانونی کسی شہادت کے ساقط الاعتبار یا خارج از شمل کرنے کی نہیں قرار دے سکتے۔ اس طرح مقتول کا بیان قبل ازمرگ ملزم کے ضربات پہونچانے اور عبدالعزیز کے گواہ رویت ہونے کی حد تک شہادت میں قابل وقعت درجہ ضرور رکھتا ہے۔ عبدالعزیز کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ گواہ عبداللہ کے نام سے بھی موسوم ہے۔ اس بحث کا مطلب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ غلط نام سے گواہ نے شہادت ادا کی۔ لیکن اُس کے بیان کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اُس نے بسوالات مکرر یہ بیان کیا ہے کہ "مجھے گاؤں میں عبداللہ بھی کہتے ہیں اور عبدالعزیز بھی" اور جرح میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ جو بیان اس کا منصفی میں ہوا ہے اُس میں عبدالعزیز نامی میں ہی ہوں۔ کوئی اور دوسرا شخص عبدالعزیز نہ تھا۔ اس صراحت سے گواہ رویت نے اپنے نام کی نسبت اطمینان بخش بیان دیا ہے اور اُس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ بیان قبل ازمرگ میں مقتول نے عبدالعزیز کا نام لیا ہے وہ کوئی دوسرا شخص ہے اس کے علاوہ شیخ محی الدین گواہ نمبر(۱) نے بھی اپنے بیان میں اس کی تصدیق کی ہے کہ عبداللہ اور عبدالعزیز ایک ہی نام ہیں اور اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب مقام واردات پر پہنچا تو سائبو تکیا اور عبدالعزیز موجود تھے۔ سائبو گواہ نے بوقت وقوع واقعہ گواہ عبداللہ کی موجودگی بتا کر عبدالعزیز گواہ کی شناخت کر کے یہ کہتا ہے "یہی گواہ عبداللہ ہے"۔ پس اس طرح وکیل صاحب مرافع کی یہ بحث عبداللہ اور عبدالعزیز کے نام کے اختلاف کی حد تک کارآمد نہیں کہی جا سکتی۔

ملزم واقعہ قتل کے بعد ڈیڑھ سال تک مفرور رہا اور اس نے کوئی ایسی شہادت صفائی پیش نہیں کی کہ اس کو الزام منسوبہ سے بری کیا جا سکے۔

پس ہماری رائے میں عدالت العالیہ نے بمقابلہ ملزم شیخ چاند تحت دفعہ (۲۴۳) تعزیرات سرکار عالی قید دوام کی سزا جو صادر کی ہے جو معقول اور مناسب ہے اور اس میں کسی دست اندازی کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ حسبہٗ محکمۂ سرکار کو اطلاع دیجائے۔ فقط۔

۳۹

حصۂ فوجداری جلد سی و نہم بابتہ سال ۱۳۵۸ف ختم شد